

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

قرآن



شبیعہ

موسوم بہ

”تَنْبِيْهُ الْحَايِرِيْنَ“

از

امام اہلسنت حضرت میرزا محمد عبدالشکور صاحب فاروقی

نور اللہ مقلد

بانتقام

مولانا عبدالعظیم فاروقی درالبلغین لکھنؤ

بشر

مکتبہ فاروقیہ ۲۲/۵ دریاہی ٹولہ لکھنؤ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب _____ شیعہ اور قرآن
نام مصنف _____ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد عبد الشکور فاروقی
صفحات _____
نباعت _____ نشاط پریس، نانڈہ ضلع فیض آباد (یو. پی.)
تعداد _____ ایک ہزار
سنہ طباعت _____ ۱۳۰۲ھ ۱۹۸۲ء
قیمت _____ بارہ روپے

ملنے کے پتے

297.82

FAR

مکتبہ فاروقیہ ۲۲۰/۵۰ دریاٹی ٹولہ لکھنؤ ۳
مکتبہ البدر والاعلام فاروقیہ کاکوری ضلع لکھنؤ
مکتبہ اسلام ۳۶ گون روڈ ٹلکھنؤ
مکتبہ الفکرین نظیر آباد لکھنؤ
مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

MAR 14 1985

فہرست مضامین

”شیعہ اور قرآن“



نمبر صفحہ

مضامین

نمبر شمار

۵

پیش لفظ

۱

۹

افتتاحیہ

۲

مقدمہ

۱۵

موعظہ تحریف کی تمہید کا جواب

۳

بحث اول

۲۷

شیعوں کا ایمان قرآن پاک پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے

۴

۲۹

قرآن شریف کے کم کیے جانے کی روایتیں

۵

۳۵

قرآن شریف میں بڑھائے جانے کی روایتیں

۶

نمبر صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۳۷	قرآن شریف کے حروف و الفاظ بدلے جانے کی روایتیں	۷
۴۰	علمائے شیعہ کے تینوں اقرار	۸
	بحث دوم	
۵۶	اہل سنت کے یہاں نہ تحریف کی کوئی روایت ہے نہ ان کا کوئی متفقہ کبھی تحریف کا واسطہ ہوا	۹
۵۷	انوار مقصد	۱۰
۶۲	حائری صاحب کی پیش کردہ روایات کی حقیقت	۱۱
۶۷	حائری صاحب کی پیش کردہ روایات کے جوابات	۱۲
۱۲۱	تکمیلہ تنبیہ الحائریین موسوم بہ تفضیح الحائریین	۱۳

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

امام اہل سنت حضرت مولانا محمد عبد الباقی کو فاروقی رحمۃ اللہ علیہ چودہویں صدی ہجری کی عبقری شخصیات میں شمار کئے جاتے ہیں اور اصحابِ مجال میں تمہا بان شان مقام رکھتے ہیں حضرت مولانا نے اپنی پوری زندگی دین کے لئے وقف کی اور اعلا و کلمہ حق کو اپنی حیات کا بہترین مشغلہ قرار دیا چونکہ اس دور میں شیعیت کے اثرات نمایاں طور پر پائے جاتے تھے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے عالی مقام خاندان کی محنتوں پر فرض و بدعات کی وینر چادر پڑھ چکی تھی قریب تھا کہ مسلمان اپنے اکابر کی چلوں مساعی فراموش کر دیں اور شیعہ امراء کے وید بے کافر کا کہہ کر کتاب سنت کی روح اہل سنت کے قلوب سے نکل جائے۔ ایسے پر آشوب و پرخطر دور میں کلمہ حق کا اظہار کرنا اپنے آپ کو ہزار مصیبتوں کے حوالے کرنے کے مرادف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اور خواص تبلیغ دین کے معاملہ میں مثبت روش اختیار فرماتے تھے اور عقائد کی تبلیغ میں بہت سوچ سمجھ کر بڑتے تھے۔ ایسے افراد کی روز بروز کثرت ہوتی جا رہی تھی جو بے باکانہ طور پر شیعوں کو اسلامی فرقہ قرار دے کر ان سے مسلمانوں جیسے معاملات برتنے پر اصرار کرتے تھے اور علماء شیعہ اپنے مذہب کی شدید تاکید کی بنا پر اپنا اصلی مذہب ہیئتہ راز میں رکھتے تھے جس کی بنا پر شیعوں کا شیعوں کے ہم عقیدہ

۱۔ اصول کافی ص ۱۰۱ مشیحہ کی بڑی معتبر کتاب ہے ۲۰۵ پر امام جعفر صادق سے روایت ہے عن سلیمان بن خالد قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا سلیمان انک علی دین من کتمہ اعنہ اللہ ومن اذا اعنہ اللہ اذہ اللہ (ترجمہ) سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص دین پر جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا اور جو اس کو ظاہر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا ۱۱

وہم رنگ ہو جانا باطل آسان ہو گیا تھا۔

علماء اسلاف نے شیعوں کی رو میں جو کچھ کام کیا ہے اس کا زیادہ تر حصہ وفا کی ہے اور مذہب شیعہ کی رو میں ان کا روئے سخن فروعی مسائل سے متجاوز نہ ہو سکا۔ غالباً اس کی وجہ یہی ہے کہ شیعوں نے نہایت چالاک کی کے ساتھ اپنے مذہب کے اصول کو چھپایا اور عام طور پر ان کی کتابوں میں بھی وہ مسائل نہ آئے جن سے ان کے ایمان و اسلام کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ راستاً و اعلماء علامہ بحر العلوم فرنگی محلی کو کسی طرح شیعوں کی تفسیر مجمع البیان دیکھنے کو مل گئی (اگرچہ اس تفسیر کے مصنف ان چار اشخاص میں سے ہیں جو مذہب شیعہ کے خلاف عقیدہ تحریف قرآن کو بڑے احتیاط کے ساتھ پیش کرتے ہیں) تو علامہ موصوف نے اپنی کتاب "شرح مسلم الثبوت میں شیعوں کے کفر کا فتویٰ دیا اور تحریر فرمایا،

قرآن پاک کے ایک حرف میں جو شک کرے وہ قطعاً کافر ہے۔

اہم اہل سنت علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکابر کی تحقیقات کو پیش نظر رکھ کر اہل سنت و جماعت کی نصرت و حمایت میں اسلاف کی جاسینی کا پورا پورا حق ادا کیا اور بلا خوف لومۃ لا ینصحبہ کرام کے مقام و مرتبہ سے مسلمانوں کو واقف کرنے کی بھرپور جدوجہد فرمائی۔ مذہب شیعہ کا بطلان اور اس مذہب کی اصلی تصویر اس طرح پیش کر دی کہ آئندہ اس موضوع پر حقیقی کام کرنے والے حضرت والا کی تحقیقات عالیہ سے استفادہ کے بغیر کوئی معتبر خدمت انجام نہ دے سکیں گے۔ یوں تو امام اہل سنت نے "مذہب شیعہ" کے تمام اصولی و فروعی مسائل کا مکمل رد کیا ہے لیکن عقیدہ تحریف قرآن اور مسئلہ امامت کو ایسا مکرر نظر بنا کر ثابت کر دیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن پاک پر ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عقیدہ امامت کی بنیاد پر ختم نبوت کا عقیدہ شیعہ نقطہ نظر سے ایک ایک لفظ بے معنی ہے۔

زیر نظر کتاب شیعہ اور قرآن جو پہلی مرتبہ ۱۳۳۲ھ میں "انجم کے صفحات پر تنبیہ الحاضرین" کے نام سے جس جہتہ شائع ہوئی اور بعد میں ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں اسی نام کے ساتھ کتابی شکل میں ادارہ "انجم" نے شائع کی۔ بعد میں جس کے متعدد ایڈیشن ہوتے ہوئے۔ آخری مرتبہ "شیعہ اور قرآن" کے نام سے عمدۃ المطابع پریس سے

اشاعت پذیر ہوئی۔

حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے جب یہ اعلان فرمایا کہ شیعوں کا ایمان قرآن پاک پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے، تو شیعہ دنیا میں زلزلہ آجانا قرین تیاں تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا ہی شیعوں کے ایہ ناز علماء اپنی قوتوں کے ساتھ سرگرم عمل نظر آنے لگے اور ہر چیز انہوں نے کوشش کی کہ کسی طرح اہل سنت کے اس چڑھتے ہوئے سورج کا مقابلہ کر کے اس کی شعاعوں کو بے اثر بنا دیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے جن بندوں سے اپنی مرضی کے مطابق کام لینا ہوتا ہے ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

دسمبر ۱۹۲۰ء مطابق ربیع الاول ۱۳۳۹ھ میں بمقام امر وہہ ضلع مراد آباد شیعوں کے سب بڑے عالم اور خاندان اجتہاد کے چشم چراغ مولوی سبط حسن صاحب مسئلہ تحریف قرآن پر بڑے معرکہ کا مناظر ہوا اور اس موضوع پر شیعوں کی کچھ نہ چل سکی جنو انہوں نے محسوس کر لیا کہ واقعی اس مسئلہ پر مناظرہ کرنے سے اپنی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد پنجاب کے ایک مجتہد مولوی سید علی حائری مغیرت ملی سے مشاہرہ ہو کر نمونہ وار ہوئے اور انہوں نے "موقفہ تحریف" کے نام سے ایک سالہ شائع کیا جس میں حسب عادت تبرہ بازی اور شتا نام طرازی اور اسی قسم کی اور بہت سی باتیں لکھیں نیز دھوکہ اور فریب دینے کے لئے دعویٰ کیا کہ اہل سنت کا بھی ایمان قرآن پاک پر نہیں ہے اور ثبوت میں اختلاف قرأت یا نسخ آیات کی روایات پیش کر کے بڑا ناز فرمایا جس کے جواب میں امام اہل سنت حضرت مولانا محمد عابد الشکور فاروقی نے "تمنیہ السائرین" لکھ کر حائری صاحب کی سن ترانیوں کی حقیقت واضح کر دی اور روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن پاک پر ہونا ناممکن ہے برخلاف اس کے شیعوں کا قرآن پاک پر ایمان ہونا لازمی ہے جیسا کہ آپ کو آئندہ صفحات میں معلوم ہوگا۔

اس مناظرہ میں فخر المحدثین استاذ المشائخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب ہزارہی نے بھی شرکت فرمائی اور حضرت امام اہل سنت مولانا محمد عبد الشکور فاروقی نے اہل سنت کی طرف سے ان الفاظ کے ساتھ مناظرہ منتخب کیا کہ "ان کی بارہا ہاری بارہا ہے اور ان کی جیت ہماری جیت ہے"۔

چونکہ ہائر کی صاحب نے اپنی کتاب موعظہ تحریف میں شیعوں کے مذہب کا عقل و نقل کے مطابق ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس لئے امام اہل سنت نے اپنی کتاب کے آخری صفحات میں شیعوں کے اصولی و فروعی تجالیس مسائل انھیں کی مختصر کتب سے پیش کر کے مذہب شیعہ کا بطلان کرتے ہوئے اس مذہب کا عقل و نقل کے خلاف ہونا ثابت کر دیا ہے۔

ہم نے اس وقت اس کتاب کو اس لئے شائع کیا کہ اس زمانہ میں اگرچہ بہت کچھ کام ہو چکا مگر کچھ بھی اصولی طور پر شیعوں کے ایمان بالقرآن کی اصل حقیقت سے کما حقہ واقفیت نہیں ہے عوام تو عوام ہیں علماء بھی اس مسئلہ میں کوئی خاص بصیرت نہیں رکھتے یہ کہ کتاب بفضلہ تعالیٰ اپنی جامعیت کے اعتبار سے یکساں طور پر عوام و خواص کے لئے مفید و کارآمد ہے حق تعالیٰ ہم کو حضرت امام اہل سنت کی تحقیقات والیہ کی اشاعت کی توفیق نصیب فرمائے اور پوری امت کو زیادہ سے زیادہ نفع اٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین

حاکم الامام اہل سنت

عبد العظیم فاروقی

خادم دارالمبلفین پانمانالہ لکھنؤ

۸ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

افتتاحیہ



ہر قسم کی حمد و ثنا اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے قرآن مجید پر ایمان لانے کی ہمیں توفیق دی اور ان مقدس کتاب کی خدمتیں بلا شرکت غیرے ہمیں سے لیں ہمارے ہی سینوں اور سینوں کو اس کا محافظ بنایا اور ہماری گردنوں میں اس کے عشق و محبت کا طوق پہنایا اور صلوة و سلام ہو اس امام المرسل پر جس کے وسیلے سے یہ پاک کتاب ہم کو ملی جس نے ہمیں یہ جو خجری سنانی کہ ہر زمانے میں تمہاری بہترین نسلیں اس امانت الہی کی حفاظت کریں گی اور اس کے دشمن تمہارے ہاتھوں سے ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے رہیں گے اور خدا کی رحمت بحساب نازل ہو ان کے آلِ اخیار خصوصاً صحابہ کبار پر جن کے نقل و روایت سے قرآن شریف بلکہ دین و ایمان کی ہر چیز ہم تک پہنچی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَدْوٰلًا وَاٰخِرًا

اتنا بعد! ہندوستان کے تمام بانجرا صحاب اس بات سے واقف ہیں کہ تقریباً بیس بیس سال سے انجم میں نہایت کامل تحقیقات کی بنیاد پر یہ درپے درپے یہ اعلان ہو رہا ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے، یہ بھی اعلان دیا گیا کہ اگر کوئی محنت شیعہ اس بات کا اطمینان دلا دے کہ شیعوں نے بعد قرآن مجید پر ایمان ہو سکے گا تو قسم ہے رب العرش کی میں اسی وقت فی الفور شیعہ ہونے کے لئے آمادہ ہوں۔ ان اعلانات سے سرزمین ہند کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا مگر کسی شیعہ مجتہد کی رگِ حمیت کو جنبش نہ ہوئی، ایڈیٹر صاحبان اُلاح و شمس زمین و آسمان کے قلابے ملائے ملائے تھک کر خاموش ہو گئے مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا اس کے

۱۰
 کہ الزام اور قوی ہو گیا، جرم اور سنگین بن گیا، صاف صاف باس الفاظ ان کو یہ استہرا کرنا پڑا کہ یہ قرآن
 چند جملائے عرب کا جمع کیا ہوا ہے اس پر اعتراض نہ ہو تو کیا ہو، کَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔

آخر آخر میں امر وہہ ضلع مراد آباد کے شیعوں کو کچھ غیرت آئی اور دسمبر ۱۹۲۰ء مطابق ربیع الاول
 ۱۳۳۹ھ میں ایک بڑے معرکہ کا منظرہ ہوا اور اس میں میں نے یہ قیامت خیز سوال پیش کیا کہ شیعوں کا
 ایمان قرآن شریف پر ہے یا ہو سکتا ہے اور صرف سوال ہی نہیں بلکہ مذہب شیعہ کا کل فوٹو چھین کر سب کے
 سامنے رکھ دیا گیا کہ یہ وجوہ ہیں جن سے شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے شیعوں مناظر
 یعنی صدر الافاضل مولوی سبط حسن صاحب مجہد جہاڑی صاحب مجہد پنجاب علمی قابلیت میں بدرجہا فوقیت
 رکھتے ہیں اس سوال کے جواب میں چاند وزنگ سرگردان و پریشان رہے مگر وہ بجائے نبردِ جہشی تکست،
 عظیم اعدائے قرآن کریم کو اس مناظرہ میں ہونے سے باز مانہ جانتا ہے ختم مناظرہ کے بعد ایک مہفتہ کے اندر اندر ہماری
 طرف سے وہ سوال مع ان وجوہ کے چھاپ کر شائع کر دیا گیا اور اعلان دے دیا گیا کہ شیعوں کے قبلہ و کعبہ
 نے اگر کوئی جواب اس سوال کی وجوہ کا مناظرہ میں دیا ہو یا اب اپنے علماء و مجتہدین کی متفقہ قوت سے مدد لیکر
 دیکے ہوں تو اسکو جلد سے جلد چھاپ کر شائع کر دیں مگر اب تک کہ چھوٹھا سال ختم ہونے کو ہے صدائے
 بر نکاست۔

پھر یہی اعلان کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اوزہ ہو سکتا ہے کبھی میں بھی دیا گیا اور
 بڑے بڑے شیعہ تاجروں کے سامنے جن کو ملک التجار کہنا چاہئے باواز ماند کہا گیا کہ وہ اپنے مکان پر کسی شیعوں مجتہد
 کو بلا لیں میں بھی بلا تکلف آجاؤں گا اس سلسلے کا پورا اطمینان کر لیں مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی
 پھر یہی اعلان پنجاب میں اور پنجاب کے صدر مقام لاہور میں دیا گیا، لاہور باوجودیکہ مجتہد پنجاب
 جناب حائری صاحب کا مستقر ہے مگر وہاں بھی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔

واقعی یہ سلسلہ اسی قابل ہے کہ اس کا جس قدر اعلان دیا جائے کم ہے اور اس کی تحقیقات میں تخی کو شش
 کی جائے بجائے کیونکہ اس سلسلے نے مذہب شیعوں کی حقیقت بالکل بے پردہ کر دی جب قرآن پر ایمان نہیں تو رہا کیا گیا
 دنیا میں، کوئی بیوقوف بھی اس شخص کو جس کا ایمان قرآن پر نہ ہو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ صدیوں تک شیعوں کا یہ
 عقیدہ تفتیح کے پردے میں رہا عام طور پر علمائے اہلسنت کو اس کی خبر نہ ہوئی اسی وجہ سے شیعوں کی تکفیر میں اختلاف
 رہا۔ ملک العلماء نے سزا علیوم فرنگی محلّی کو شیعوں کی تفسیر مجمع البیان کہیں سے دیکھنے کو مل گئی تو اس تفسیر کو مصنف

منجملہ ان چار اشخاص کے ہے جو اپنے مذہب کے خلاف قرآن پر ایمان رکھنے کے مدعی ہوئے ہیں، اور عقیدہ تحریف کو بہت ہلکا کر کے دکھلاتے ہیں تاہم اس تفسیر کے دیکھنے سے علامہ ممدوح کو تھوڑا اور بہت تھوڑا سراغ شیعوں کے اس عقیدہ کا مل گیا اور انھوں نے بڑے زور سے اپنی شہور کتاب شرح مسلم الثبوت میں ان کے کفر کا فتویٰ دیا اور لکھا کہ قرآن شریف کے ایک حرف میں جو شک کرے وہ قطعاً کافر ہے۔

اس مسئلے اب دو کے مسائل میں شیعوں سے بحث کر نیکی حاجت نہیں رکھی اب شیعوں سے مطاعین صحابہ کی بابت بحث کر نیکی حاجت نہ مسئلہ امامت و خلافت کے بحث کی ضرورت نہ تو زمین انبیاء میں ان سے اچھنے کی حاجت نہ متعوزنا و شراخجری و تقیہ وغیرہ پر رد و کد کی حاجت، جب ان کا ایمان ہی قرآن شریف پر نہیں ہے تو ان مباحث سے ان کو کیا تعلق ہے

چول ترک قرآن کردہ آخر مسلمان کی کجا خود شمع ایمان کشتہ پس نور ایمانی کیجا
 ممکن ہیکہ یہ مسئلہ عوام کی سمجھ میں آجاؤ تو ان کی ہدایت کا ذریعہ بنے کیونکہ غالباً اکثر عوام نے اس مذہب کو اسلام کی شاخ سمجھ کر اختیار کیا ہے علمائے شیعہ اپنے مذہب کی اصلی باتیں اپنے لوگوں سے بھی چھپاتے ہیں ان کے ائمہ معصومین نے ان کو مذہب کے چھپانے کی بڑی تاکید کی ہے، امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ اے شیعو! تمہارا مذہب ایک ایسا مذہب ہے کہ جو اس کو ظاہر کر گیا اللہ اس کو ذلیل کر گیا اور جو اس کو چھپا دیا اللہ اس کو عزت دیکر (دیکھو اصول کافی صفحہ ۴۸۶) یہ مسئلہ اب منقح بھی خوب ہو گیا ہے، ہر پہلو سے اس کی تحقیقات نہایت کامل ہو گئی ہیں ایک معقولی سمجھ کا آدمی بھی اس مسئلے میں قول فیصل جاسانی معلوم کر سکتا ہے، علماء اہل سنت میں علامہ خواجہ نصر اللہ کابل نے صواتح میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ میں مولانا سینفٹ ابن اسد اللہ ملتان نے تنبیہ السفیہ رد صوارم میں مولانا حمید علی نے منتہی الکلام وازالۃ البغین میں مولانا غلام الدین صاحب مراد آبادی نے نصیحتہ الشیعہ میں اس مسئلے پر خامہ فرسائی فرمائی رحمۃ اللہ علیہم جمعین، اور علمائے شیعہ میں مرزا محمد کشمیری نے نزہہ میں مولوی دلدار علی مجتہد اعظم نے صوارم میں شیعوں کے امام عالی مقام ان کے رئیس المناظرین مولوی حامد حسین نے استقصاء الافحام میں اس مسئلے پر طبع آزمائی کی اور ان کے بعد اس حقیقہ نے انجم میں بہت بسط و تفصیل سے اس مسئلے کے ہر پہلو پر تحقیق کی روشنی ڈالی و ککو ترک الاول للاخیر کما لا یخفی علی المبتدع لما ہر

بہت ہمیں انگوں نے پھلپوں کیلئے چھوڑ دی ہیں چنانچہ جس شخص نے مذکورہ بالا نام تحریر کیا دیکھی ہوں اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے

مجتہد پنچا جیٹا جاڑی صاحب جن کے فرزند ارجمند ان کو ان خطابات سے یاد کرتے ہیں اعلیٰ حضرت
 رئیس الشیعہ مدار الشریعہ حجۃ الاسلام ناسب امام سلطان المحدثین والمفسرین محی المذہب والدین سرکار شریعت مدار
 علائکہ السید علی الحاکمی مجتہد العصر والزمان خدا جانے کس فارسامہ میں راحت فرما رہے تھے کہ زانکو انجم کے ذریعہ
 افکن مباحث کی خبر ہوئی نہ امر وہہہ کا قیامت خیز مناظرہ آپ کی نظر سے گذرا جس کا نام اب تک یہی ضیا میں برپا
 ہے نہ اس ناچیز کے ان مواعظ کا علم ہوا جو خاص لاہور میں ان کے امامباڑہ کے قریب ہوئے۔ اب ایک مدت راز کے
 بعد آپ اس غار سے برآمد ہوتے ہیں تو ایک مختصر رسالہ جو انجن ذرۃ الاسلاح لاہور نے شائع کیا ہے آپ کی نظر
 سے گزرتا ہے اس رسالہ میں بہت مختصر طریقہ سے محض عوام کی آگاہی کے لئے اس سلسلہ کو بیان کیا ہے کہ شیعوں کا
 ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس رسالہ کے مطالعے سے حاکمی صاحب کو بڑی غیرت آئی ہو اور
 آپ جلدی سے وہ رسالہ ہاتھ میں لے کر وعظ کہنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور برہم خود متحقانہ طرز سے اس کا
 رد کر دیتے ہیں اور ان کے فرزند ارجمند اسکو ایک سالہ کی شکل میں چھپوا کر شائع کرتے ہیں اور اس کا نام ہو غلط تخریف قرآن
 رکھتے ہیں، اول تو تخریف کا لفظ قرآن شریف کے نام کے ساتھ دیکھ کر اہل ایمان کا خون یوہی جوش کرتا ہے
 پھر اس پر طرہ یہ کہ آج کل فتنہ ارتداد کی وجہ سے آریوں اور مسلمانوں میں مقابلہ ہو رہا ہے، آریوں کو کس قدر وہاں
 رسالہ سے ملی ہیں شیعوں کی عادت رہی ہے کہ جب مسلمانوں اور کافروں سے مقابلہ ہوا تو اس فرقہ نے کافروں کا ساتھ
 دیا انکو مدد پہنچائی ہزار ہا خونیں واقعات اس قسم کے صفحات تاریخ میں مرقوم ہیں اسی لئے علامہ ابن تیمیہ نہاج السنہ
 میں لکھتے ہیں وبالجملة فایا مہم فی الاسلام کلہا سود لہم یزوالوا اموالین لا یعدوا اللہ معادین لا ولیائہ
 یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان شیعوں کے دن اسلام میں سب کے سب تباہ ہیں یہ لوگ ہمیشہ دشمنانِ خدا سے دوستی
 اور دوستانِ خدا سے دشمنی کرتے رہے، خدا کی قدرت اور اسکی غیرت تو دیکھو جو لوگ اس کے دوستوں کی مخالفت کرتے
 ہیں انکو کس طرح اعلانِ جنگ دیتا ہے بہترین انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے دشمنوں کو اس نے کس طرح
 صحابہ کرام کے مقابلہ سے اپنی مقدس کتاب کے مقابلہ میں لاکر ڈال دیا ہے کہ ہمارے نبی کے صحابہ سے تم کیا لڑتے ہو
 آؤ ہم سے لڑو اور ہماری کتاب کا مقابلہ کرو اور اس کا مزہ چکھو کھے اللہ المومنین القتال اہل ایمان کی طرف سے
 لڑنے کو اللہ کا فی ہے لہذا اب ہم کو لازم ہے کہ شیعوں کو کسی مدد سے نہ سہارے ہرگز گنہگار نہ کرنے دیں انکو خدا
 کی کتاب کے مقابلہ سے لڑنے کی ہمت نہ ملے اور اس سنگین قلعہ سے ٹکر لگا کر ان کے سر پاش پاش ہو جائیں۔

ایک بات اس مقام پر غور طلب ہے، وہ یہ کہ آیا ان دونوں باتوں میں اصل اور مقدم کون ہے اور نتیجہ کون ہے؟
 آیا اس فرق کو اصالتہ عداوت تسلیم کر لیم سے ہے اور قرآن کریم کے مجروح کرنے کے لئے اس کے اول سے
 راویوں یعنی صحابہ کرام پر طعن کئے گئے یا اصالتہ صحابہ کرام سے عداوت ہے اور ان کی ضد میں قرآن شریف
 پر حملے کئے گئے اور قرآن ایمان نہ رہا، راقم الحروف کی تحقیق میں اول الذکر بات صحیح ہے کیونکہ کسی کو کسی
 سے عداوت ہونے کیلئے بنائے خصوصیت ضروری ہے اور صحابہ کرام سے بنائے خصوصیت کوئی بھی نہیں انہوں نے
 شیعوں کو کیا نقصان پہنچایا، شیعوں کا تو اس وقت وجود بھی نہ تھا، ہاں قرآن شریف سے بنائے خصوصیت ظاہر
 ہے کہ جس مذہب کی بنیاد ابن سبہ اور اسکی ذریت ڈال رہے تھے قرآن شریف اس کی مزاحمت کر رہا ہے
 بہر حال کچھ بھی ہو خواہ عداوت قرآن صل ہو یا عداوت صحابہ کرام نتیجہ ایک ہے دو دنوں عداوتیں لازم ملزوم ہیں جیسا
 کہ اب آنکھوں سے مشاہدہ ہو رہا ہے۔

المختصر یہ رسالہ موعظہ قریف قرآن اشاعت سے بہت دنوں بعد اب مجھے ملا میں نے اسکو دیکھا تو اول کو
 آخر تک جھوٹے حوالوں، خیانتوں، غلط استدلالوں اور بے علمی کی باتوں سے لبریز پایا، استقصاء الافحام کے
 مضامین مکتوبہ و مردودہ کاررو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے اور انفسوس کہ وہ ترجمہ بھی صحیح نہیں پھر جو جو اب ان مضامین
 کا انجم میں دیا گیا اس کا تو کمین خفیف سا رہی نہیں ان مضامین کے علاوہ اگر کوئی بات حائر کی صاحب نے
 اپنی طرف سے بڑھائی ہے تو وہ اسی ہے کہ عالم تو کیا کوئی جاہل بیوقوف بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔

جا بجا حائر کی صاحب جو ایسی باتیں بھی زیر تبصرہ فرما گئے ہیں جن سے مذہب شیعوں کا گھر زندہ بالکل مٹا جاتا

لہذا ناواقفوں کے سامنے شیعوں کی نظریہ انکار کرتے ہیں کہ ابن سبہ سے کوئی تعلق نہیں لہذا اس وقت ان کی ایک معتبر کتاب حوالہ دیا جاتا ہے
 مال کشی جس پر اسرار الجبل شیعہ کا دار اعداد ہے، کے صفحہ ۱۷۱ میں ہے کہ ذکر بعض اہل العلم ان عبد اللہ ابن سبا کان یهودیا
 فاسلم و الی علیا علیہ السلام و کان یقول و هو علی یهودیتہ فی یوشع بن نون و فی یوشع بن نون و فی یوشع بن نون و فی یوشع بن نون
 بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فی علی علیہ السلام مثل ذلک و کان ابن سبا من اشہر النعمان بنی امیہ
 املیہ علی و اظہر البراءة من اعدائہ و کاشف عننا فیہ و اکفر صوفی و ہننا قال من خالف الشیعہ علی
 النبیغ و الوض ما خوذ من الیہودیتہ (توجیہ) بعض اہل علم نے بیان کیا کہ عبد اللہ ابن سبا یہودی تھا پھر وہ اسلام لایا اور شیعیان نے محبت
 کی اور وہ یوزندہ یہودیت میں یوشع بن نون و فی یوشع بن نون کے بارے میں بہت غلو کرتا تھا پھر وہ اپنے اسلام کے نام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی وفات
 کے بعد ان کے تعلق میں دیا ہی غلو کرنے لگا اور یہی سبب ہے کہ جس نے امامت علیؑ کے فرض ہو کر شہور کیا اور ان کے دشمنوں پر زبر کیا اور
 ان کے مخالفوں سے کل کھیلا اور انکو کفر کیا اسکی وجہ سے جو لوگ مذہب شیعوں کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ شیعیان نے اپنے یہودیت کی گئی ہے

ہے فالحمد لله بخیر بون بیوتہم باید یہود ایدی المؤمنین۔

چونکہ اس رسالہ سے بیخبر لوگوں کے ہنک جانے کا اندیشہ تھا اور مجتہد صاحب کو اسپرناز بھی بہت ہے جا بجا اسکی لاجوابی کاراگ گایا ہے اور بڑی تضحی کے ساتھ لکھا ہے کہ کوئی شخص اس کا جواب نہیں لکھ سکتا یہ بھی لکھا ہے کہ ہم جواب کے منتظر ہیں اسلئے اسکے جواب کی طرف توجہ کیجئے اور چونکہ بمقام ڈیرہ غازی حاں حائری صاحب نے میرے مقابلہ میں تقریری منظرہ سے فرار کرتے ہوئے تحریری مناظرہ کا وعدہ کیا تھا گو اس وقت سے بھی اقسوت الخراف کر گئے پھر لاہور پہنچ کر بھی ان سے مطالبہ کیا گیا لیکن وہ ایفانہ کر کے تاہم اس خیال سے کہ شاید اب اسکا ایفانہ کریں میں نے خود اسکا جواب لکھا ورنہ بہت ممکن تھا کہ کسی طالب علم سے اس کا جواب لکھوادیا جاتا نام اس جواب کا میں نے تندیۃ العاصریۃ بصیایۃ المکتب المبین اور لقب بسوط العذاب علی اعداء المکتاب رکھا۔ مجتہد پنجاب اپنی اور اپنے فرقہ کے تمام علماء و مجتہدین کی پوری طاقت صرف کر کے اس کا جواب لکھیں بلکہ ارواح طیۃ ابن سبا اور زرارہ و ابو بصیر وغیرہم بلکہ اپنے امام غائب کو بھی اپنی مدد کے لئے بلا لیں ادعوا شهداءکم من دون اللہ ان کنتو صدقین۔

اس رسالہ میں چونکہ مجتہد صاحب نے شروع میں ایک تمہید لکھی ہے اس کے بعد یہ بحث اٹھائی ہے کہ شیعوں پر یہ بیجا الزام ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہو سکتا، کوئی شیعہ تحریف قرآن کا قائل نہیں ہو سکتا بلکہ اہلسنت کی روایات کے تحریف قرآن ثابت ہے، لہذا میں اس جواب کو ایک مقدمہ اور دو بحثوں ایک خاتمہ پر تقسیم کرتا ہوں مقدمہ میں ان کی تمہید کا جواب ہے، اور پہلی بحث میں یہ ثابت کیا ہے کہ بلاشک کسی شیعہ کا ایمان قرآن مجید پر نہیں ہو سکتا، جو شیعہ ایمان بالقرآن کا دعویٰ کرتا ہے وہ موافق اپنی مذہبی تعلیم کے جھوٹ بولتا ہے۔ دوسری بحث میں یہ ثابت کیا ہے کہ اہل سنت پر یہ بتان لگانا کہ معاذ اللہ ان کی کسی روایت سے تحریف قرآن ثابت ہوتی ہے، یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جو قیامت تک کبھی فروغ نہیں پاسکتا خاتمہ میں کچھ اظہار مذہب شیعہ کے بیان کئے ہیں،

و حسبن اللہ و نعم الوکیل و لا حول و لا قوۃ الا باللہ

مقدمہ

رسالہ تحریف کی تمہید کا جواب

اس رسالہ کی تمہید میں کچھ باتیں تو محض جھوٹ اور بے اصل ہیں اور کچھ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے مذہب شیعیہ نسبت و نابود ہوا جاتا ہے، فونڈ کے طور پر چند نمبر درجہ تاظرین کے لئے جاتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلا مضمون یہ ہے کہ چھپرہ کی ابتدا اسمیوں کی طرف سے ہوئی شیعیہ ہمیشہ صدر تھل سے کام لیتے رہے اب کچھوری مدافعت کیلئے آمادہ ہوئے حالانکہ تمام دنیا جانتی ہے کہ ہر قسم کے شر و فساد کی ابتدا ہمیشہ مشغول کی طرف سے ہوتی ہے، سناظرہ و مباحثہ کی ابتدا بھی انہیں نے کی پہلی کتاب مباحثہ شیعہ یعنی نہج الحق سے جو شیعوں کے امام عظیم شیخ علی نے لکھی ساری بنیادیں اس پر ہے کہ شیعیہ تبرکات ہیں، بزرگان دین الہی کو برا لکھتے ہیں، اسی پر آئے دن نزاعات ہوتے ہیں ہمارے مذہب میں کسی کو برا لکھنا عبادت نہیں لہذا چھپرہ بظراف سے نہیں لکھی، شیعوں نے سینکڑوں مرتبہ ۱۹۸۸ء تواریخات ہند کے تحت میں سزائیں پاس کر چھپرہ ہی باز نہیں آتے، لاہور میں ابتدا خود محمد پنجاب کی طرف سے ہوئی کہ انہوں نے نہ پینے، غفلوں میں اپنے رسالوں میں ہمارے مذہب پر سخت نجس و ناپاک حملے کئے، اگرچہ ہم ان کی حرکات سے خوش ہیں کیونکہ انہوں نے ہمارے غافل بھائیوں کو بیدار کر دیا۔

(۲) اہلسنت جو ان لوگوں کو رافضی کہتے ہیں اس کے انتقام میں اس رسالہ تحریف نیز دوسری مطبوعات میں ان کو خارجی کہا گیا ہے حالانکہ یہ سراسر جہالت و حماقت ہے، رافضی کی لفظ آپ کی لپٹہ کی ہوئی لفظ ہے آپ کے امام معصوم کہتے ہیں کہ خارجی طرف کے یہ لقب ہم کو ملا ہے بخلاف اس کے خارجی کی لفظ نہ ہماری پسند

نے کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۶ میں ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا اذ افضنہ قال قلت نعوذ قال لا اذ الله ما اسمو کہ ملک اللہ تعالیٰ کہ میں تمہارا نام رافضی تھا لغویں نے سنیں رکھا بلکہ خدا نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے، تعجب یہ کہ شیعیہ اگر وہ نام سے کیوں سے ہیں معلوم ہوتا ہے اپنی روایات پر وہ خود بھی مطمئن نہیں ۱۲۔

کی ہوئی زیرِ نقب ہمارے کتابوں میں اختیار کیا گیا۔ اسی حضرت ابھی اپنے خارجی کو دیکھا نہیں، ایک حاجی لاہور میں آجاء
 تو آپ ہندوستان چھوڑیں جیسے ناپاک الفاظ آپ بزرگوں کی شان میں استعمال کرتے ہیں، اس سے ہزار چندہ حضرت
 علیؑ کو کہہ دیتے ہیں (۳۱) تمہیکے صفحہ ۳۲ میں حائر صاحب کی بڑی تعریف ہو خطاباً تو شیعوں کے یہاں بہت سستے ہیں۔
 (۳۲) تحریف کے وعظ سے ہندو مسلمانوں کی عام دیہی علماء و طلبہ اہلسنت کا شریک و عطا ہونا اور بعض گریزیوں
 طلبہ کا نعوذ باللہ شیعہ ہو جانا بڑے فخر و مباہات سے بیان کیا ہے، ہندوؤں کی دیہی سلم ہے کیونکہ آپ کا کلمہ عظام
 اگلے لیے جس قدر مغیبت کا ظاہر ہے مگر سنی علماء و طلبہ کا آپ کے وعظ میں جانا اگر سچ ہوتا تو آپ زمین پر پاؤں رکھتے
 بھلا یہ ممکن تھا کہ ان کے ہم نہ جھپتے خصوصاً جب کہ کسی نے تبدیل مذہب بھی کیا ہوتا، استغفر اللہ
 (۵۱) تمہیکے صفحہ ۵ پر ایک شیعہ رئیس پر سخت تعریض کی ہے، غالباً وہ نواب فتح علی خاں قزلباش
 ہیں انھوں نے کئی مرتبہ عام طور پر اس کا اظہار کیا کہ وہ ہیں شیعوں کی نزاعات کی بنیاد جائری صاحب
 ہیں بسنا ہیکہ انھوں نے حائری صاحب سے ملاقات بھی ترک کر دی ہے

(۱۱) صفحہ ۱۲ و ۱۳ پر شیعہ مشن کی کامیابی کے بڑے بڑے سبب و سبب باغ اپنی قوم کو دکھا کر ان سے چندہ طلب
 کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی مذہب شیعہ کا مطابق عقل و موافق فطرت ہونا بھی بیان کیا ہے، خواب حائر صاحب
 چندہ بھی خوب لیں، سبب باغ بھی دکھلائیں کیونکہ چندہ بغیر اس کے نہیں مل سکتا مگر مذہب شیعہ کا مطابق عقل ہونا
 بیان کر کے انھوں نے اپنے کو مبتلا مصیبت ہی کر دیا ہے

نہ گفتی نہ دارد کسے با تو کار و سیکن چو گفتی ویش بیل

مجتہد صاحب اگر مذہب شیعہ کا مطابق عقل ہونا ثابت کر دیں تو ہم بھی سمجھیں کہ وہ مجتہد ہیں مگر یاد ہے
 کہ مذہب شیعہ کے برہم خلاف عقل کوئی مذہب دنیا میں نہیں نہ اصول مطابق عقل ہیں نہ فروع، اسے

نے فروعت حکم آمد نے اصول شرم باوت از خدا و از رسول

بانیان مذہب شیعہ خود بھی جانتے تھے کہ جس مذہب کے وہ ایجاد کر رہے ہیں اس کی کوئی بات عقل
 کے مطابق نہیں ہے اسلئے بطور پیش بندی کے انھوں نے یہ حدیث تصنیف کر لی کہ اگر وہ معصومین فرماتے

ہیں ان علم العلماء صعب مستصعب لا یحقلہ الا نبی مرسل او مملک مقرب او عبد مؤمن متقن
 اللہ قلبہم الایمان العاصی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ ص ۲ حصہ ۲ ص ۶۲ (ترجمہ)۔ ہمارے علماء کا مسلم
 سخت مشکل ہے صدیقی مرسل یا فرشتہ مقرب کے با اس سندہ مؤمن کے جس کے قلب کو خدا نے ایمان کے

لئے بجا نچ لیا ہو کوئی شخص ان کو سمجھ نہیں سکتا یہ تو آپ کے مذہب کی حالت ہے اس پر آپ کمر رہے ہیں کہ یہی ایک مذہب عقل کے مطابق ہے اچھا فرمائیے؛

(۱) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کو بدلتا ہوتا ہے یعنی وہ جاہل اور اسی وجہ سے اس کی اکثر بیشین گویاں غلط ہو جاتی ہیں اور وہ نام و نشان ہوتا ہے اور پھر اس عقیدے کو اس قدر ضروری بنانا کہ جب تک اس عقیدہ کا اقرار نہیں لے لیا گیا کسی نبی کو نبوت نہیں ملی کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ جب کو غصہ آتا ہے تو دوست دشمن کی اسکو تمیز نہیں رہتی کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے ڈرتا تھا ایسے اس نے بعض کام ان سے چھپا کر کیے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۴) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ بندوں کی عقل کا محکوم ہے اور اس پر عدل واجب ہے صلح واجب یعنی بندوں کے حق میں جو کام زیادہ مفید ہو خدا پر واجب ہے، کہ وہی کام کیا کرے اسی بنا پر خدا کے ذمہ واجب کیا گیا کہ ہر زمانے میں ایک امام معصوم کو قائم رکھے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ شیعوں کا سوچا ہوا انتظام جب نہیا میں نہ پایا جائے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے تو خدا پر ترک واجب کا جرم قائم ہوا آج کل بھی صدیوں سے خدا ترک واجب کا ارتکاب کر رہا ہے کہ کوئی امام معصوم اس نے قائم نہیں کیا ایک صاحب یوں سے کسی غار میں ردپوش بیان کیے جاتے ہیں مگر ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے کیوں کہ ان سے کسی کو فائدہ پہونچتا تو درکنار ملاقات تک نہیں ہو سکتی یہ عقیدہ کس عقل کے مطابق ہے؟

(۵) بتقلید مجوس یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا تمام چیزوں کا خالق نہیں بلکہ سبکدہ بھی بہت سی چیزوں کے خالق ہیں صفت خالقیت میں خدا کے لاکھوں کروڑوں بے گنتی بے شمار شیک ہیں اور پھر اپنے کو موجد کہنا کس عقل کے مطابق ہے؟

سچ بوجھ تو شیعوں کا یہ عقیدہ مجوسیوں سے بدرجہا بڑھ گیا، مجوسی صرف دو خالق کے ناک ہیں ایک یزداں دوسرا اہرن مگر شیعوں تو بے گنتی بے شمار خالق بتلاتے ہیں پھر نہ معلوم کس قانون سے مجوسی بیچائے تو مشرک قرار دیئے جائیں اور شیعوں کو خدا *أفہذا الشیخ عجب*

(۶) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان میں اصول کفر موجود ہوتے ہیں، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۷) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان سے بعض ایسی خطائیں سرزد ہوتی ہیں کہ اس کی سزا میں ان سے نورِ نبوت چھین جاتا ہے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۸) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ مخلوق سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ احکامِ خداوندی کی تبلیغ میں

ڈر کے نہیں کرتے حتیٰ کہ سید الانبیاءؑ نے بہت سی آیتیں قرآن شریف کی صحابہ کے ڈر سے چھپا لیں جن کا آج تک کسی کو علم نہیں ہوا اب ہو سکتا ہے جب کوئی حکمِ خواہ مخواہ تبلیغ کرنا ہو تو خدا کو بار بار تاکید کرنا پڑتی تھی اس پر بھی کام نہ نکلتا تو خدا کو وعدہ حفاظت کرنا پڑتا تھا، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۹) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ خدا کے انعام کو واپس کر دیا کرتے تھے بار بار خدا انعام بھیجتا تھا اور وہ بار بار واپس کرتے تھے آخر خدا کو کچھ اور لالچ دینا پڑتا تھا اس وقت اس انعام کو قبول کرتے تھے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۰) نبیوں کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اپنی تعلیم کی اجرت مخلوق سے مانگتے تھے اور خدا نے ان کو ایسے قابل شرم کام کی اجازت دی تھی، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ نے اپنی رحلت کے قریب ایک بڑی آمدنی کی جائداد جو بحیثیت جہاد حاصل ہوئی تھی اپنی بیٹی کو ہبہ کر دی تھی جبکہ حکومتِ اسلامیہ بالکل مفلس اور محتاج تھی، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۲) قرآن شریف کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اس میں پانچ قسم کی تحریف ہوئی کم کر دیا گیا، بڑھا دیا گیا، الفاظ بدل دیئے گئے، حرف تبدیل دیئے گئے، اس کی ترتیب آیتوں اور سورتوں کی خراب کر دی گئی اور اب موجود قرآن میں نہ فصاحت و بلاغت ہے نہ وہ مجہزہ ہے بلکہ وہ دینِ اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اس میں ہے پھر یہ بھی کہنا کہ باوجود ان سب باتوں کے دینِ اسلام باقی ہے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات جن کو قرآن شریف میں ایمان والوں کی ماں فرمایا اور نبی کو حکم دیا کہ اگر یہ طالبِ نیا ہوں تو ان کو طلاق دیدیجئے، ان کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نبو اللہ بنا تھیں، طالبِ دنیا تھیں اور باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی صحبت میں رکھتے، ان سے اختلاط و ملاطفت فرماتے رہے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۴) یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت علی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے طلاق دینے کا اختیار تھا اسلئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی نہیں بلکہ آپ کی وفات کے بعد اور بہت بعد حضرت عائشہ صدیقہ کو طلاق دے دی، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟
 لفظ اہلیت از روئے قواعد و لغت عرب محاورہ قرآنی زوجہ کیلئے مخصوص ہی شیعوں نے زوجہ کو تو اہلیت سے خارج کر دیا اور جن لوگوں کو مجازی طور پر ازواج و محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلیت فرمایا تھا ان کیلئے اس لفظ کو خاص کر دیا۔

(۱۶) صحابہ جنہوں نے تمام دنیا میں اسلام پھیلا یا جو قبل ہجرت ایسے نازک وقت میں اسلام لائے کہ اس وقت کلمہ اسلام کا پڑھنا از روئے کے منہ میں ہاتھ ڈالنا تھا اور جبکہ بظاہر اسباب کوئی امید نہ تھی کہ کبھی اس دین کا عروج ہوگا، جنہوں نے دین کیلئے بڑی بڑی تکلیفیں سہا سہاں تک اٹھائیں جنہوں نے دین کیلئے اپنا وطن چھوڑا اپنے اعزہ آقارب سے قطع تعلق کیا، جنہوں نے کافروں کی بڑی بڑی سلطنتیں زیر و زبر کر کے اسلامی تعلیم کو وہاں سے رواج دیا جو تیس برس تک شب و روز سفر و حضر میں ہمہ کاتب و مصحبت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے رہے ان حضرات کی بابت (جو ہزاروں لاکھوں تھے) یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ سب لوگ دین اسلام کے دشمن تھے ماں دنیا کے مہجوم لالچ میں منافقانہ مسلمان ہوئے تھے اور نبی کے بعد سب کے سب سوائے تین چار کے مرتد ہو گئے قرآن میں تحریف کر دی اور وہی محزون قرآن تمام دنیا میں رائج ہو گیا، نبی کی بیٹی کو انہوں نے مارا، بیٹا، حمل گرایا اور ڈالا۔

سید الانبیاء کی ۲۳ برس کی صحبت و تربیت کے ان پروردہ برابر اثر نہ کیا وغیرہ وغیرہ یہ اعتقاد کس عقل کے مطابق ہے؟
 ۱۷ اپنے خانہ ساز اماموں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نبیوں کی طرح معصوم و مفروض الطاعت ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سب اور باقی انبیاء سے افضل تھے باوجود اس کے ان کو نبی نہ کہنا چاہئے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۸) اماموں کے بابت اعتقاد رکھنا کہ وہ ران سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کی پیشانی پر آیت لکھی ہوتی ہے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۹) امام ہدی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ چار برس کی عمر میں قرآن شریف اور تمام تبرکات لے کر بھاگ گئے اور سنیوں کے خوف سے ایک غار میں جا کر چھپ رہے اور صدیوں سے اسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں کسی کو نظر نہیں

آتے کس عقل کے مطابق ہے ؟

ف۔۔ ام ہمدی کے غائب ہونے کا قصہ تا میر خلاف عقل باتوں سے بھرا ہوا ہے، بھلا بتائیے تو اب کون سا خوف ہے جو وہ باہر نہیں نکلتے، مرزا غلام احمد قادیانی ڈیکے کی جوٹ پر دعوائے نبوت کا کرے اپنے کو انبیاء سے افضل کہے، حضرت عیسیٰ کی توہین کرے جھوٹی پیشیں گویاں بیان کرے اپنے نہ ماننے والے مسلمان کو کافر کہے اور کوئی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے، آپ کے ام ہمدی مرزا سے زیادہ کون ایسی بات کہتے وہ بھی اپنے کو نبیوں سے افضل کہتے صحابہ کرام کی توہین کرتے، جھوٹی پیشیں گویاں بیان کرتے، اپنے کو معصوم مفرض الطاعہ کہتے، اپنے نہ ماننے والوں کو ناری کہتے، قرآن کی توہین کرتے۔ بس پھر ان کو ایسا کیا خوف ہے کہ وہ باہر نہیں نکلتے۔

(۲۰) اماموں کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کے پاس عصلے موسیٰ، انگشتری سلیمان اور بڑے بڑے معجزات اور بڑے بڑے لشکر خبات کے ہوتے ہیں اور ان کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہوتا ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے بالخصوص حضرت علیؑ میں علاوہ ان اوصاف کے قوت جسمانی بھی مافوق الفطرت تھی کہ جبریل جیسے شدید القوی فرشتے کے پرکاٹ ڈالے پھر باوجود ان عظیم الشان قوتوں کے یہ عقیدہ رکھنا کہ قرآن مجرب ہو گیا، مذک جھین گیا، حضرت فاطمہؑ پر بار پڑی، حمل گرا یا گیا، شہید کی گئیں حضرت علیؑ کی لڑائی بجز جھین گئی، حضرت علیؑ کو دن میں اسی ڈال کر کھینچ گئے، زبردستی بیعت لی گئی مگر وہ کچھ نہ بولے، نہ معجزات سے کام لیا نہ لشکر خبات سے نہ اسی پر کچھ دل مضبوط ہوا کہ میری موت کا تو فلاں وقت مقرر ہے پھر وہ بھی میرے اختیار میں ہے، کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۲۱) باوجود ان سب قوتوں اور سامانوں کے یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت علیؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وصیت کر گئے تھے کہ اے علیؑ تجھے قرآن مجرب ہو جائے، کعبہ گرا دیا جائے، تمہاری عزت خاک میں مل جائے اور مگر تم صبر کرے ہوئے خاموش بیٹھے رہنا، کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۲۲) باوجود وصیت رسول کے اور باوصف معصوم ہونیکے حضرت علیؑ کا ام المومنین حضرت صدیقہؑ اور حضرت معاویہؑ سے اس بنیاد پر لڑنا کہ وہ لوگ بے دینی کا کام کرتے تھے، کس عقل کے مطابق ہے ؟

ام المومنینؑ اور حضرت معاویہؑ نے کونسی بے دینی خلفائے ثلاثہؑ سے بڑھ کر کئی تھی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ (معاویہؑ) خلفائے ثلاثہؑ کے کام حضرت معاویہؑ وغیرہ سے بدرجہا بڑھ کر تھے، قرآن میں تحریف کرنا، متعصبی مغرب عبادت کو

حرام کرنا، نماز تراویح جیسے گناہ بے لذت کو رواج دینا، فذک جھیننا حضرت فاطمہؑ کو زد و کوب کرنا حضرت علیؑ کی گردن میں رسی ڈالکر زبردستی بیعت لینا، ام کلثوم کو غضب کرنا ان مظالم سے بڑھکر بلکہ ان کے برابر کون سا ظلم حضرت معاویہؓ وغیرہ کا تھا، حضرت علیؑ خلفائے ثلاثہ سے نہ لڑے اور ان سے لڑے، زندگی بھر خلفائے ثلاثہ کی تحوشہ اور ان کی جھوٹی تعریفیں کرتے رہے اور حضرت معاویہؓ سے برسہا برس بیکار ہو گئے جنابِ اُمّی صاحبِ صرف اسی ایک بات کو کسی طرح مطابق عقل کر کے دکھا دیں۔

(۲۲) باوجود اسکے کہ حضرت علیؑ کے حالات خلاف شجاعت و خلاف حمیت و غیرت کتب معتبرہ شیعہ میں بکثرت موجود ہیں جن میں سے کچھ قدر قلیل اور پر بیان ہوئے بقول شیعہ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ عمر بھر اپنا اصلی مذہب چھپائے رہے ہمیشہ جھوٹ بولا کئے لوگوں کو جھوٹے مسئلے بتاتے رہے پھر ان کو اللہ العالیٰ اور اشجع الاشعین کہنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۳) باوجود حضرت علیؑ کے ان حالات کے اور باوجود اس کے کہ حضرت علیؑ سے زندگی بھر کوئی کارناما یا انیس ہوا نہ نہ رسول میں جو کام انہوں نے کئے وہ رسول کی پشت پناہی اور ان کے اقبال سے انکا فاتی جو ہر تو اس وقت معلوم ہوتا جب وہ رسول کے بعد کوئی کام کر کے دکھاتے مگر ایک واقعہ بھی کوئی شیعہ پیش نہیں کر سکتا ایسے شخص کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اصلاح عالم اسی کی خلافت میں تھی اور رسول نے اسی کو اپنا خلیفہ بنایا تھا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۴) اصحابِ ائمہ میں باہم نزاع ہوا اور باوصف امام کے زندہ موجود ہونے کے وہ نزاع رفع نہ ہو بلکہ ترک سلام و کلام کی نوبت آجائے مگر شیعہ انہیں سے کسی کو خاطر میں نہ نہیں سب کو اچھا سمجھیں اور اصحابِ رسولؐ میں اگر کوئی ایسا واقعہ ہو گیا تو وہاں ایک فریق کو بڑا کنا ضروری سمجھیں کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۵) اصحابِ ائمہ میں باقرار شیعہ نہ امانت تھی نہ صدق ائمہ پافترار بھی کرتے تھے ائمہ انکی تکذیب بھی کرتے تھے، ائمہ سے نہ انہوں نے اصول دین کو یقین کیا تھا نہ حاصل کیا تھا نہ فروع کو ائمہ ان سے تفسیر کرتے تھے۔ اپنا اصلی مذہب ان سے چھپا لکھنے یا این ہمہ ان اصحابِ ائمہ کی روایات پر اہانت بار کرنا اور مذہب شیعہ کی تعلیمات کو ائمہ کی طرف منسوب کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۶) اولادِ رسولؐ میں گنتی کے بارہ تیرہ اشخاص کو مانکر باقی سیکڑوں ہزاروں نفوس کو بڑا کنا ان سے عداوت رکھنا ان پر تبرہ بھینچنا اور اس حالت پر محبت اولادِ رسولؐ کا دعویٰ کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟

یہاں تک تو آپ کے اعتقادات کا نمونہ کے از ہزار وشتے از خردار دکھا یا گیا، اب ذرا اعمال کی طرف توجہ فرمائیے،

(۲۸) جھوٹ بولنا جسکو ہر زمانہ میں تمام دنیا کے عقلمندانے بدترین عیب قرار دیا تمام مذاہب نے اسکو گناہ عظیم مانا اسکو عبادت قرار دینا اور پھر عبادت بھی اس درجہ کی کہ دین کے دس حصہ ہیں ان میں سے نو حصے جھوٹ ہیں اور ایک حصہ باقی عبادات نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد وغیرہ میں ہے اور جو جھوٹ نہ بولے وہ بے دین و بے ایمان ہے اور انبیاء و ائمہ و پیشوایان دین مبلغین شریعت کا دین یہی تھا کہ وہ جھوٹ بولتے اور جھوٹے مسئلے لوگوں کو بتایا کرتے تھے کس عقل کے مطابق ہے ؟

ضرورت شدیدہ کے وقت جھوٹ بولنا اگر جائز ہوتا یعنی اس کے ارتکاب میں گناہ ہوتا نہ تو اب تو ہمیں کچھ اعتراض نہ ہوتا ضرورت شدیدہ کے وقت سورا کا گوشت کھا لینا بھی جائز ہے جو کچھ اعتراض ہی وہ اس کے عبادت اور بے انہما ثواب اور اس کے رکن عظیم دین ہونے پر اور اس پر کہ پیشوایان مذاہب کا انکو شیوہ گنا جاتا ہے اور وہ بھی دینی تعلیم میں،

(۲۹) دین و مذاہب کے چھپانے کی تاکید کرنا اور اپنا اصلی مذاہب ظاہر کرنے کو بدترین گناہ قرار دینا کس عقل کے مطابق ہے ؟
(۳۰) زنا کی اجازت دینا اور اسکو حلال کہنا عورت و مرد کی رضا مندی کو نکاح کیلئے کافی قرار دینا نہ گواہ کی ضرورت نہ مہر کی نہ کسی اور شرط کی کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۳۱) متعہ کو نہ صرف حلال کہنا بلکہ اسکو ایسی اعلیٰ عبادت قرار دینا اور اس میں ایسا ثواب بیان کرنا کہ نکاح تو نکاح نماز و روزہ حج و زکوٰۃ میں بھی وہ ثواب نہیں کس عقل کے مطابق ہے ؟

کتب شیعہ میں لکھا ہے کہ متعہ مرد و عورت جو حرکات کرتے ہیں ہر حرکت پر ان کو ثواب ملتا ہے غسل کرتے ہیں تو غسالہ کے ہر قطرہ سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور یہ فرشتے قیامت تک تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اسکا ثواب متعہ مرد و عورت کو ملتا ہے۔ ایک مرتبہ متعہ کرے تو امام حسین کا دو مرتبہ کرے تو امام حسین کا تین مرتبہ کرے تو حضرت علی کا چار مرتبہ کرے تو رسول خدا کا تین مرتبہ ملتا ہے جو متعہ نہ کرے گا وہ قیامت کے دن نکلتا اٹھسکا استغفر اللہ۔

(۳۲) صحابہ رسول کو بڑا کہنا گالی دینا اور سب دشنام کو اعلیٰ درجہ کی عبادت سمجھنا کس عقل کے مطابق ہے ؟
دشنام بمذہب سے کہ طاعت باشد مذہب سلوم اہل مذہب سلوم

(۳۳) کافر عورتوں کو ننگا دیکھنے کا جواز کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۴) ستر عورت صرف بدن کے رنگ کو قرار دینا اور کوئی ایسا صنار وغیرہ جس سے صرف بدن کا رنگ بدل جائے لگا کر لوگوں کے سامنے برہنہ ہو جانا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۵) عورتوں کے ساتھ وطی فی الدبر یعنی فعل خلاف وضع فطری کا ارتکاب بڑھنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۶) بے وضو بلا غسل سجدہ تلاوت اور نماز جوازہ کو جواز کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۷) کسی میت کی نماز جزارہ میں شریک کرنا بجائے دعا کے اسکو بدعا دینا یقیناً سخت دعا و فریب ہے کیونکہ نماز

جزارہ دعائے خیر کیلئے ہے نہ دعائے بد کیلئے یہ دعا و فریب کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۸) نماز زیارت ائمہ ان کی قبروں کی طرف منہ کر کے پڑھنا گو قبلہ کی طرف پٹھیا ہو جانا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۹) نجاست میں پڑی ہوئی روٹی کو ائمہ معصومین کی غذا بنانا اور یہ کہنا کہ جو ایسی غذا کھانے والی جلتی

ہے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۴۰) احادیث ائمہ میں اس قدر اختلاف ہونا کہ کوئی مسئلہ نہیں جس میں اماموں نے مختلف و متضاد فتوے نہ

دیئے ہوں کس عقل کے مطابق ہے؟

اکابر مجتہدین شیعہ اپنی احادیث کے اس عظیم الشان اختلاف سے سخت حیران پریشان ہیں واقعی ایسا اختلاف

کسی مذہب کی روایات میں نہیں ہے مجتہدین شیعہ کو مجبور ہو کر اس کا اقرار کرنا پڑا کہ ہمارے ائمہ معصومین کا اختلاف

سینوں کے شافعی حنفی کے اختلاف سے بدرجہا زائد ہے، بہت سے شیعہ جب اپنے اس مذہبی اختلاف سے واقف

ہوئے تو مذہب شیعہ سے پھر گئے اس کا بھی اقرار مجتہدین شیعہ کی زبان سے موجود ہے۔

ان تمام مسائل کیلئے کتب شیعہ کا حوالہ انہی کتابوں کی اصل عبارتیں انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ میں ملیں گی۔

جناح جباری صاحب نے مذہب شیعہ کے مطابق عقل ہونے کی چند مثالیں بھی پیش کی ہیں جن سے تعجب نہ ہو سیکے

اس قدر غلط بیانی سے آخر کیا نتیجہ ہوتا ہے مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ اصول فرقہ بندی کے نزاعاً سے رافع ہے

حالانکہ مذہب شیعہ نے حسب قدر زاعات برپا کئے ہیں تاریخ شاہد ہے اسی امامت کیلئے بھائی بھائی میں لڑائی، چچا

بھتیجے میں لڑائی و کشت و خون ہوا، مذہب شیعہ میں اتنے فرقے پیدا ہوئے کہ خدا کی پناہ کوئی کسی کو امام کہتا ہے

کوئی کسی کو اور مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ غیر معصوم کی پیروی سے نجات دیتا ہے کس قدر غلط بات ہے اول تو جن کو اب

معصوم کہتے ہیں وہ غیبیہ معصوم تھے دوسرے مجتہدوں کی تقلید جیسی آپ کے ہاں ہے سب جانتے ہیں اور مثلاً

یہ کہ مذہب شیعہ اجماع پرستی کو مٹاتا ہے کیا جھوٹ ہے، ان پرستی تو آپ کے مذہب کی بنیاد ہے، اگر کو خدا کی اختیارات دینا، تعزیر پرستی کی تعلیم کرنا اور اس پر یہ دعوے آپ ہی کا کام ہے اور مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ چند الفاظ کے دہرانے پر اغراض مذہب کو ختم نہیں بلکہ ہمہ وقت عبادت کی تعلیم دیتا ہے کیا نمایاں دروغ ہے مذہب شیعہ میں عبادت کو نسی ہے گالی دینا جھوٹ بولنا، ستہ کرنا زیادہ سے زیادہ تعزیرے کا لانا تم کرنا اور مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ بڑی عمدہ صفات والا خدا پیش کرتا ہے مذہب شیعہ کے خدا کی حالت اور معلوم ہو چکی اور مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ قوم و ملک کا امتیاز نہیں کرتا سب ممالک کو ایک ترسہ میں کر دیتا ہے کیا تاریک جھوٹ ہے سادات کی اس قدر فضیلت سید ہونے پر اتنا ناز اور پھر یہ دعوے سبحان اللہ! اہلسنت البتہ نسب کی جیسے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے بلکہ دار فضیلت تقوے ہے اسی جیسے حضرت ابو بکر صدیق کو اور حضرت عرفان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور تمام صحابہ کرام کو افضل مانا گیا غرضیکہ جابر حبیبی نے مذہب اہلسنت کے تمام صفات اپنے مذہب کیلئے ثابت کر دیئے ان کو کیا خبر تھی کہ کوئی ان خرافات کا جواب لکھیگا اور ان دروغ بیانیوں کی حقیقت کھل جائیگی۔

اب دیکھے کہ جابر حبیبی نے مذہب شیعہ کو سطرچ مٹایا سیکہ اس کی خاک کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں رکھا قرآن شریف پر ایمان رکھنے کا دعوے کر کے اس کے ثبوت میں صفحہ ۱۸ میں فرماتے ہیں،

اس مقدس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت جس میں دنیا کی کوئی کتاب اس کے مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتی وہ حیرت انگیز روحانی انقلاب ہے جو اس کے ذریعے دنیا میں نمودار ہوا اور اسی کی طرف اس کے ان پاک الفاظ میں اشارہ ہے جس سے یہ کتاب (قرآن) شروع ہوتی ہے ذلک الکتاب لا یدب فیہ ہدی للمتقین یعنی کتاب (قرآن) اس میں کوئی شک نہیں ایک عظیم الشان اور کامل ہدایت ہی متقیوں کیلئے،

یہ بات کہ جو انقلاب اس کتاب نے پیدا کیا اس کی کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی سب کے مسلم بے پیغمبر اسلام علیہ السلام جو تمام نبیوں سے اور تمام مذہبوں سے بڑے سکو کامیاب ہوئے تو یہ کامیابی اسی پاک کتاب قرآن کے ذریعے وقوع میں آئی اسکے احکام نے ہر قسم کی خطرناک بدیوں کو جو ہزاروں سالوں سے جڑ بکڑے ہوئے تھے جیسے بت پرستی شراب خواری وغیرہ خس و خاشاک کی طرح نیست و نابود کر دیا اور جس سزیرہ نکالنے سے عرب میں انکا

نشان تک باقی نہ چھوڑا۔ خطرناک جگہ قوموں کو جن کی علاقوں میں صدیوں سے چلی آتی تھیں ایک معتد قوم بنا دیا اور ایک ان پڑھ قوم کو اعلیٰ سے اعلیٰ علوم و تہذیب کے علم بردار بنا کر انکو دنیا کا پیشرو بنایا،

عزیزو! ایک نظر ڈالو دیکھو قرآن کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ کی شوکت و عظمت کا ایک ایسا موثر نقشہ کھینچتا ہے جسکی نظیر ہمیں کسی دوسری مقدس کتاب میں نظر نہیں آتی اور اس طرح پر قرآن یہ تجدی کرتا ہے فَا تَوَّابًا مِّن مَّثَلٍ یعنی ان جیسی ایک ہی صورت پیدا کرو جس کا جواب دنیا میں نہیں ہو سکا۔

عرب کو چھوڑو ساری نسل انسانی قرآن مجید کے نزول سے پہلے قرمذت میں گر پڑی تھی جہات اور تاریکی کے بادل اخلاق و روحانیت کے آسمان پر ایسے چھائے ہوئے تھے کہ روشنی کی شعاع نظر نہ آتی تھی خدا کے قانون بڑی دلیری سے توڑ جاتے اور انہی حد بندوں سے بڑی بیباکی کیساتھ تجاوز کیا جاتا تھا، فسق و فجور کی حکومت ساری روئے زمین پر تھی مگر عرب کا ملک سب سے بڑھا ہوا تھا وہ نہ صرف ہر ایک قسم کے فاحش امور کے اسی مرتکب ہوتے بلکہ ان کے ارتکاب پر اپنی مجلسوں میں اور اپنے اشعار میں فخر کرتے ایک تھوڑے عرصے کے اندر اسی قرآن کی تعلیم نے ان کو ایک خدا پرست راست باز انسانوں کی جماعت بنا کر دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کر دیا، اور دوسروں میں بھی انھوں نے وہی روح پھونک دی جو قرآنی تعلیم کے مطابق خود ان کے اندر کام کر رہی تھی، قرآن کے متعلق بھی تمام شیعوں کا یہی عقیدہ ہے، اس پر شیعوں کو کہا جاتا ہے کہ قرآن پر ان کا ایمان نہیں اور نہ ہو سکتا ہے، (اسی قسم کا مضمون رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۸ پر ہے)

حاضر صاحب نے قرآن شریف کی عظمت اور اس کی عجیب و غریب تاثیرات کی بابت جو کچھ لکھا ہے لکھا ہے اور وہی اگر شیعوں کا عقیدہ یہی ہے تو انکا ایمان قرآن شریف پر ہو سکتا ہے مگر افسوس کہ شیعوں کا عقیدہ بالکل اس کے خلاف ہے، کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید نے حیرت انگیز روحانی انقلاب پیدا کیا جس میں دنیا کی کوئی قوم اس کی مثلیت کا دعویٰ نہیں کر سکتی ہرگز۔ نہیں شیعوں کا مذہب تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم نے کچھ بھی اثر نہیں کیا، برس میں صرف چند تین چار شخص مسلمان ہوئے باقی تمام لوگ طبع و دنیا سے منافقانہ اسلام لائے تھے اور نبی کی وفات پاتے ہی اعلانِ مرتد ہو گئے، کیا مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام سب

نبیوں سے زیادہ کامیاب ہو کر، تین چار شخصوں کو تیس برس کی گوشن بلوغ میں مسلمان کر لینا وہ بھی اس طرح کہ کمال الایمان صرف دو ہی تھے، ایک علی اور دوسرے مقداد۔ رجال کشی صفحہ میں ہے اذنت الناس الاثنتہ نفر سلمان و ابوذر و المقداد و ان اذنت الذی لعشیک و لم یدخلہ شیخ فالمقداد یعنی سب لوگ مرتد ہو گئے سوائے تین اشخاص کے سلمان، ابوذر، مقداد اور اگر تم ایک ایسا شخص چاہتے ہو جس نے بالکل شک نہ کیا ہو اور اسکے دل میں کوئی بُرائی نہ ہو تو وہ صرف مقداد تھے پس بتلائیے یہ کونسی کامیابی ہے بلکہ آپ کے مذہب کے رو سے تو غیر اسلام سب نبیوں زیادہ ناکام ہے کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ جزیر نامعے عرب سے تمام خطرناک بدیاں بت پرستی و شراب خواری وغیرہ کا نشان قرآن نے مٹا دیا تھا، کیا صحابہ کرام کو تمام بدیوں سے پاک سمجھنا آپ کا مذہب ہے آپ کا مذہب تو یہ ہے کہ تمام عرب سوائے چار کے انھیں بدیوں میں مبتلا یا خلیفہ ثانی آنور وقت تک شراب پیتے رہے نعوذ باللہ

کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام باہمی عداوت و جھگڑی سے پاک ہو کر ایک معتد قوم منگئے تھے تمام دنیا جانتی ہے کہ آپ کا مذہب بالکل اس کے خلاف ہے ان میں وہی دیرینہ عداوتیں آخر تک قائم رہیں اور آپس میں برابر لڑنے اور بغض و عناد رکھتے تھے۔

کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام اعلیٰ علوم اور تہذیب کے علمبردار اور تمام دنیا کے پیشرو اور پیشوا تھے آپ کا مذہب تو یہ ہے کہ وہ علم دین سے بے بہرہ اور نعوذ باللہ گمراہ و گمراہوں نے وہ وہ ظلم کئے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اپنے نبی کی بیٹی کو راجل گرایا ان کا حق چھین لیا خلیفہ برحق کو ذلیل و خوار کیا قرآن میں تحریف کر ڈالی کیا اسی کا نام تہذیب اعلیٰ علوم کی علمبرداری ہے۔

کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام خدا پرست اور راست باز انسانوں کی جماعت بن گئے تھے اور قرآنی تعلیم کی روح ان کے اندر کام کر رہی تھی اور وہی روح انھوں نے دوسروں میں بھونک دی تھی اور وہ تمام دنیا کے ہادی و مصلح تھے تمام عالم جانتا ہے کہ صحابہ کرام کے یہ فضائل و مناقب جو آپ کی اس عبارت میں ہیں آپ کے مذہب کے بالکل خلاف ہے یہ تمام چیزیں تو اہل سنت کے مذہب کی ہیں،

جناب صاحب قرآن شریف پر ایمان رکھنے کا جو آپ نے دعویٰ کیا۔ یہ اسکا نتیجہ ہے کہ آپ کو اہلسنت کے دامن میں پناہ لینی پڑی صحابہ کرام کے تمام بدیوں سے پاک ہونے اور اعلیٰ علوم و تہذیب کے

عبردار بن کر تمام عالم کے پیشوا ہونے خدا پرست و راست باز خدا پرستی اور قرآنی تعلیم کے مروج ہونیکا اقرار کرنا پڑا، کیا ان سب اقراروں کے بعد مذہب شیعہ کا نام و نشان باقی رہ گیا اور کیا اب بھی اس میں کچھ شک ہے کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن پر نہیں اور نہ ہو سکتا ہے، قرآن شیعہ پر ایمان بغیر اہل سنت کے دامن میں پناہ لے ہوئے نصیب میں ہو سکتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بحث اول میں ہم اکابر علمائے شیعہ کا اقرار بھی اس مضمون کے متعلق نقل کریں گے کہ جن لوگوں نے قرآن پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کیا ہے انہوں نے مذہب اہل سنت کو تسلیم کیا اور اہل سنت کے ان اعتراضات کو جو مسئلہ امامت پر ہیں دانستہ یا نادانستہ زندہ کر دیا۔

بحث اول شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہ ہو سکتا ہے

واضح ہو کہ شیعوں کا ایمان نہ قرآن موجود پر ہو سکتا ہے نہ کسی اور مہموم فرضی قرآن پر اور ان کے ایمان نہ ہو سکنے کی وجہ صرف عقیدہ تحریف نہیں بلکہ بہت سی وجوہ ہیں جن میں سے صرف وہی تین وجوہ اس وقت پیش کی جاتی ہیں جو آج سے چار برس پہلے مناظرہ امر وہہ میں پیش ہو چکی ہیں۔ شاید اتنے دنوں کی غور و فکر کے بعد حاجی بڑی صاحب یا کوئی فہم شدہ شیعہ ان کا جواب دے سکیں۔

وجہ اول یہ کہ حضرات شیعہ کا نہایت ضروری عقیدہ ہے کہ ان کے مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ناقلاً قرآن دروایان دین و ایمان کی پہلی جماعت یعنی صحابہ کرام کی جماعت ساری کی ساری جھوٹی تھی ان میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو جھوٹا نہ ہو، فرق صرف اس قدر ہے کہ بخیاں شیعہ اس جماعت میں دو گروہ تھے، ایک حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان کے ساتھیوں کا جو بڑا گروہ تھا ہزاروں لاکھوں آدمی اس میں تھے، دوسرا گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا جس میں گنتی کے چار پانچ آدمی بیان کئے جاتے ہیں، بار بار مذہب شیعہ جھوٹے یہ دونوں گروہ تھے مگر پہلے گروہ کے جھوٹ کا نام نفاق ہے اور دوسرے گروہ کے جھوٹ کا نام تقیہ ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ پہلا گروہ جھوٹ بولتا تھا مگر جھوٹ کو عبادت نہ جانتا تھا اور دوسرا گروہ یعنی حضرت علی اور ان کے ساتھ

۱۔ کتاب احتجاج طبری مطبوعہ ایران جو مذہب شیعہ کی معتبر کتاب ہے اسکے صفحہ ۲۰۸ میں ہے ما من ائمة احد باع مکرھا شیخ علی دار بقنا یعنی امامت میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے بغیر ولی رضائندی کے ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کی ہو سوا علی اور ہمارے چار صحابہ کے مراد ابو ذر، سلمان، مقداد و عمار معلوم ہوا کہ امامت دل و زبان سے حضرت ابو بکر کے ساتھ تھی یہ پانچ شخص جن کا نام دروایان میں کیا تھا زبان سے تو حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ تھے دل کسی اور طرف تھا۔ یہی مضمون دوسری کتب کافی وغیرہ بیانات کثیرہ منقول ہے ۱۱

والے جھوٹ بولنے کو بہت بڑی عبادت اور بہت ضروری فرض جانتے تھے، نیز پہلا گروہ بخمال شیعہ مافوق الفطرت قوت اپنے اپنے رکھتا تھا کہ اپنے مختلف الطبائع اشخاص کو جن کی تعداد حد تو اترا تو پوچھی ہوئی تھی۔

بآسانی جھوٹ پر متفق کر لیتا تھا حالانکہ اتنے بڑے گروہ کو جھوٹ پر متفق کر لینا فطرۃً محال ہے

لہذا شیعوں کو نہ صرف قرآن کا بلکہ دین کی کسی چیز کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت و دلائل نبوت وغیرہ کسی طرح یقین نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی ہر چیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقل و روایت سے مابعد والوں کو ملی ہے اور ظاہر ہے کہ جھوٹوں اور جھوٹ پر اتفاق کرنے والوں کی نقل و روایت پر کسی طرح یقین و ایمان نہیں ہو سکتا۔

وجہ دوم یہ کہ باقرہ رضی اللہ عنہ و مطاہرین روایات شیعہ یہ قرآن خلفائے ثلاثہ کے اہتمام و انتظام سے جمع ہوا اور انہیں کے ذریعے سے تمام عالم میں پھیلا اور اسکی کوئی قابل و فوق تصدیق ان حضرات سے جبکہ شیعہ اپنے معصومین کہتے ہیں شیعوں کی کتابوں میں منقول نہیں ہے اور حضرات خلفائے ثلاثہ کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ وہ صرف مخالف دین نہیں بلکہ دشمن دین تھے۔

لہذا جو چیز دین کی دشمن دین کے ہاتھ سے ملے جو معاذ اللہ خائن بھی ہو کا ذہب بھی ہو تخریب دین کے درپے بھی ہو صاحب سلطنت و شوکت بھی ہو ایسی فوق الفطرت قوت بھی رکھتا ہو کہ جھوٹ پر سب کو متفق کر کے ایک بے بنیاد بات کو متواتر اور ایک متواتر کو بے بنیاد بنا دے اور اس دشمن کے سوا کوئی دوسرا خاص بھی اس چیز کا تہو

لے یہ سلسلہ خاتمہ میں بحوالہ کتب شیعہ مفصل بیان کیا جائے گا ۱۲ھ اس کی شالیں بنا برزہ شیعہ بہت ہی منجملہ ان کے یہ کہ بقول شیعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام غدیر میں ستر ہزار کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا اعلان کر دیا مگر خلفائے ثلاثہ نے اس واقعہ کو جھٹلایا اور سب کو اس بات پر متفق کر دیا کہ حضرت نے کسی کی خلافت کا اعلان نہیں دیا اور مشائخ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں حضرت ابو بکر صدیق کو امام نماز نہ بنایا تھا مگر خلفائے ثلاثہ نے سب کو اس جھوٹ پر متفق اور اس کی روایت کو متواتر بنا دیا ۱۲ھ اقرار شیعہ کی قید اسلئے کی گئی کہ اہل سنت میں تو اس کی بابت کچھ اختلاف بھی ہے بعض علماء اعتراف کرتے ہیں کہ یہ قرآن خود خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا جمع کیا ہوا ہے مگر شیعوں میں اس کی بابت کوئی اختلاف نہیں ہوئی تمام روایات پر متفق ہیں کہ یہ قرآن جمع کیا ہوا خلفائے ثلاثہ کا ہے جو شیعہ اس کو بخلافت خود اپنے مذہب کی کوئی روایت اپنی تائید میں نہیں پیش کر سکتا۔

کسی دوسرے معتبر ذریعہ سے اسکی تصدیق ہوئی ہو بھلا وہ چیز قابل اعتبار ہو سکتی ہے اس کس پر ہی کھلا کا ایمان ہو سکتا ہے اٹھا شام حاشا ہرگز نہیں۔

وہ زمانہ تو بالکل آغاز اسلام کا تھا آج اگر کوئی یہودی قرآن شریف لکھ کر فروخت کرے تو کوئی مسلمان اس پر اعتبار نہ کرے گا۔ اسکو خیر سے گانا، قتیقہ کسی معتبر حافظ کو دکھلا کر اس کی تصدیق نہ کرے یا کسی صحیح نسخہ سے اس کا مقابلہ نہ کرے یہ بالکل بدہی بات ہے لہذا شیعوں کا ایمان کسی طرح قرآن شریف پر نہیں ہو سکتا۔
جسے ہوم، ایر، کشیوں کی معتبر ادنیات معتبر کتابوں میں زائد از دو ہزار روایات قرآن شریف میں پانچ قسم کی تحریف موجود ہیں کئی، بیشی، تبدل الفاظ، تبدل حروف، جزائی تریب آیات و سورہ کلمات اور یہ روایات ان تین افراد کے ساتھ ہیں۔ افراد اول علمائے شیعہ کا یہ کہ روایات کثیر اور متواتر ہیں، افراد دوم علمائے شیعہ کا یہ کہ روایات تحریف قرآن پر صراحتہ دلالت کر رہی ہیں، افراد سوم علمائے شیعہ کا یہ کہ انہیں روایات کے مطابق شیعہ تحریف قرآن کے معتقد بھی ہیں،

نمونے کے طور پر ہر قسم کی تحریف کردہ تیس حلقہ علیحدہ لکھتا ہوں اسکے بعد یہ تمہیں آواز نقل کروں گا۔ کتب شیعہ کے تنبیح کی محنت اٹھا چکنے کے بعد جبکہ انجم میں بحث تحریف لکھی جا چکی ایک مفرد و بے نظیر کتاب بحث تحریف کی مجھے ملی جس کا نام **فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب دین الازباب** ہے یہ کتاب ۱۲۹۵ھ میں ایران میں چھپی ہوئی مصنف اسکے علامہ حسین بن محمد تقی نورمی طبرسی اکابر علمائے شیعہ سے ہیں۔ واقعی یہ کتاب نہایت جامع کتاب، عقلی و نقلی ہر طریقے سے انہوں نے قرآن کا محض ہونا اپنے مذہب کی بنا پر ثابت کر کے تمام روایات تحریف، جمع کی ہیں اور شیعوں میں گنتی کے چار اشخاص جو جمیع اقسام تحریف کے منکر ہیں ان کی خوب خبر لی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ کوئی شیعہ تحریف کا منکر نہیں ہے نہ منکر ہو سکتا ہو اس کتاب کے بعض منقولات افتاء اندر فتاویٰ مناسب موقع پر پیش کر کے جائینگے اب ہر قسم کی روایتیں دیکھیے،

قرآن شریف کے کم کیے جانے کی روایتیں

(۱) اصول کافی جو مذہب شیعہ کی سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے جسکے مصنف محمد بن یعقوب کلینی ہیں جو بیان اسطہ امام معصوم مفسر حق الطحاوی یعنی حضرت امام حسن مکرہمی کے شاگرد ہیں یہ کتاب بذریعہ سفیروں کے امام غائب

لے کلین نفع کاف بزمن میر کتب قرہ ہے مضامعات نے سے میں آکا قرہ کی طرف نسبت ہے ۱۲

کے پس غار میں بھی گئی اور امام غائب نے اسکو دیکھ کر تصدیق کی اور فرمایا: "ہذا كاف لشيعتنا يعني یہ کتاب ہمارے شیعوں کیلئے کافی ہے اس لئے اس کتاب کا نام کافی رکھا گیا۔ اس کتاب میں ایک باب ہے، باب انہ لتجمع القرآن كلاً الا الائمة یعنی یہ باب ان حدیثوں کے بیان میں جو جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پورا قرآن سوائے ائمہ کے کسی نے جمع نہیں کیا، ظاہر ہے کہ جو قرآن آج کل موجود ہے ائمہ کا جمع کیا ہوا نہیں ہے لہذا اس کا ناقص ہونا ثابت ہو گیا۔

(۲) اسی کتاب میں ایک باب ہے، باب فيه نكت ومن وفتن من التنزيل في الولاية یعنی یہ باب اس بیان میں ہے کہ امامت کے متعلق قرآن میں قطع و برید کی گئی اسی باب کے صفحہ ۲۶۲ پر ایک روایت یہ ہے۔

عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
فی قول اللہ عزوجل ومن یطع اللہ ورسولہ
فی ولایة علی فقد فاز فوزاً عظیماً۔ ہکذا نزلت۔
ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے
کہ اللہ عزوجل کا قول من یطع اللہ ورسولہ فی ولایة علی
فقد فاز فوزاً عظیماً۔ اسی طرح نازل ہوا تھا۔

(ف) اب قرآن شریف میں فی ولایة علی کا لفظ نہیں ہے بغیر اس لفظ کے آیت قرآنی کا مطلب ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔ مگر اس لفظ کے ساتھ آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ کامیابی کا وعدہ صرف ان احکام کی اطاعت پر ہے جو امامت حضرت علیؑ سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۳) اسی کتاب کے باب مذکور میں عبد اللہ بن سنان سے روایت ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ لقد
عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاۃ
والحسن والحسین والائمة من ذریتہم فتنسی
ہکذا واللہ انزلت علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ
کا قول ولقد عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی
وفاطمہ وحسن وحسین والائمة من ذریتہم فتنسی اللہ کی قسم کی
طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل کیا گیا تھا۔

(ف) اب قرآن شریف میں کلمات فی محمد وعلی وفاۃ والحسن والحسین والائمة من ذریتہم نہیں ہے، بغیر ان الفاظ کے آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے آدم کو پہلے ہی حکم دیا تھا کہ وہ بھول گئے اور وہ حکم دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک راحت کے کھانسیکی ممانعت کی گئی تھی مگر ان الفاظ کیساتھ آیت کا مطلب ہے کہ آدم کو محمد علی وفاطمہ وحسین و دیگر ائمہ کے متعلق کوئی حکم دیا گیا تھا اور وہ حکم کافی کی دوسری روایات میں اور نیز اور بہت سی روایات میں مذکور ہے کہ حضرت آدم کو ائمہ پر جہد کرنے کی ممانعت کی گئی تھی مگر انھوں نے جہد کیا اور اس کی سزا میں جنت سے نکال دیے گئے۔

(۴) اسی کتاب کے باب مذکور میں جا برمی سے روایت ہے کہ

عن ابی جعفر علیہ السلام قال نزل جبریل
بجذہ الایۃ علی محمد صلی اللہ علیہ الیہ وسلم
اشترابہ انفسہم ان یکفروا بہا انزلنا فی علی بغیا

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جبریل اس آیت کو
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر اس طرح لیکر آئے تھے، بے شکر و
بغیر اسم ان یکفروا بہا انزلنا فی علی بغیا

(ف) اب قرآن مجید میں فی علی کے لفظ کا پتہ نہیں بغیر اس لفظ کے آیت میں خدا کی ہر نازل کی ہوئی
چیز کے انکار کی مذمت تھی مگر اس لفظ کے ساتھ صرف امامت علی کے انکار کی مذمت ہوئی۔

(۵) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:
نزل جبریل ہذہ الایۃ علی محمد صلی اللہ علیہ
والہ ہکذا ان کنتم فی دیب مما نزلنا علی
عبدنا فی علی فا تو بسوۃ من مثله

جبریل اس آیت کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر اس
طرح لے کر آئے تھے ان کنتم فی رب مما نزلنا علی
عبدنا فی علی فا تو بسوۃ من مثله۔

ف اب اس آیت میں فی علی لفظ نہیں ہے۔ اس آیت میں قرآن شریف کا معجزہ ہونا بیان فرمایا ہے کہ اس
کے مثل ایک سورت بھی کوئی نہیں بنا سکتا۔ فی علی کے لفظ سے معلوم ہوا کہ پورا قرآن معجزہ نہ تھا بلکہ اعجاز صرف
ان آیتوں میں تھا جو حضرت علی کے متعلق تھیں مگر افسوس کہ اب وہ آیتیں قرآن میں نہیں ہیں۔

(۶) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے۔

فی قول اللہ عز وجل کبر علی المشکین بولایۃ
علی ما ندعوہوا الیہ یا محمد من ولایۃ علی

اللہ عز وجل کا قول کبر علی المشکین بولایۃ علی ما ندعوہم
الیہ یا محمد من ولایۃ علی سی طرح قرآن میں لکھا
ہوا ہے۔

ف اللہ کے قرآن میں اسے طرح ہوگا مگر ہائے قرآن پاک میں تو اب ولایۃ علی اور یا محمد من ولایۃ علی کہیں نہیں
ہے آیت کا تو مطلب یہ ہے کہ مشرکوں کو آنحضرت صلی اللہ کی دعوت دین ناگوار ہے مگر ان کو کھے الفاظ کے ملانے سے
مطلب یہ ہوا کہ حضرت علی کی امامت میں جو لوگ شرک کرتے ہیں صرف انکو آپ کی دعوت دین اور وہ بھی فقط امامت
علی کے متعلق ناگوار ہے بانی حصہ آپ کی دعوت کا کسی کو ناگوار نہیں نہ توحید ناگوار ہے نہ رسالت نہ اور کچھ۔

(۷) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ۔

فی قولہ سال سائل بعد ابی اقع للکافرین بولایۃ
علی لیس لہ داخعتہ قال ہکذا و اللہ نزل

اللہ تعالیٰ کا قول سال سائل بعد ابی اقع للکافرین
بولایۃ علی لیس لہ داخعتہ پھر فرمایا اسے طرح اللہ کی قسم جبریل

بہا جبریل علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھنا نازل ہوئے تھے۔

ف اب بولایۃ علی کا لفظ آیت میں نہیں ہے آیت میں مطلق کافروں کے عذاب کا ذکر تھا کہ اسکو کوئی ٹال نہیں سکتا مگر اس لفظ کے ملانے سے آیت میں صرف امامت علی کے کفر کو نیا لہوں کا عذاب بیان ہوا کہ اسکو کوئی نہیں ٹال سکتا۔

(۸) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہوئی کہ

نزل جبریل بطہذہ الایۃ علی محمد صلی اللہ علیہ	جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اس طرح لیکر
واللہ ہکذا فبدل الدین ظلموا ال محمد حقہم	نازل ہوئے تھے قبل الذین ظلموا ال محمد حقہم
قولا غیر الذی قبل لہم فانزلنا علی الذین ظلموا ال محمد	قولا غیر الذی قبل لہم فانزلنا علی الذین ظلموا ال محمد
ظلموا ال محمد حقہم جزا من السماء بما كانوا	حقہم جزا من السماء بما كانوا
یفسقون۔	یفسقون۔

ف اب قرآن مجید میں اس آیت میں آل محمد حقہم کا لفظ دونوں جگہ لکھا ہوا ہے بغیر اس لفظ کے آیت میں بنی اسرائیل کے واقعہ کا بیان ہے کہ ان سے خدا نے فرمایا تھا کہ اس سبتی میں جاؤ اور سبتی میں داخل ہوتے وقت خطا نہ کہنا مگر انھوں نے ازراہ شرارت اس لفظ کو بدل دیا جسکی وجہ سے ان پر عذاب آیا مگر اس لفظ کے ملانے سے معلوم ہوا کہ آیت میں بنی اسرائیل کا نہیں بلکہ صحابہ کرام کا حال بیان ہو رہا ہے کہ انھوں نے آل محمد پر ظلم کیا اور اسکی وجہ سے ان پر آسمان سے عذاب آیا مگر افسوس کہ واقعات سے اس مطلب کی تائید نہیں ہوتی براہ عینا کوئی مجتہد صاحب کتابوں کہ صحابہ کرام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کون ظلم آل محمد پر کیا تھا اور کون عذاب ان پر آسمان سے آیا تھا۔

قسم کی روایات اس کتاب کے باب مذکور میں بکثرت ہیں۔
(۹) اسی کتاب کے باب النوا در صفحہ ۷۶ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

ان القرآن الذی جاہد بہ جبریل علیہ السلام	تحقیق جو قرآن جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر لیکر
الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سبعت عشرا الف آیۃ	آئے تھے اس میں ستر ہزار آیتیں تھیں۔

ف اب قرآن شریف میں علی اختلاف الروایات چھ ہزار چھ سو سولہ آیتیں ہیں لہذا آدھے سے بہت زیادہ قرآن لکھا گیا۔

خبر جابر بن عبد اللہ صحابی بڑی جرأت کیساتھ فرماتے ہیں کہ سنبل کا افتراء ہے کہ شیوہ چالیس پارہ قرآن کے

عالم ہیں۔ اجماعی حضرت جس نے ایسا کہا ہو اسے انفرانس نہیں کیا بلکہ بڑی غنایت آپ لوگوں پر کی آپ لوگ تو چالیس پارے سے بھی زیادہ کے قائل ہیں اسی روایت سے حساب لگا کر دیکھ لیجئے۔ حاکم صاحب نے کہا بات کو جھٹلانے کا نتیجہ سوار سواروں کے اور کچھ نہیں۔

۱۰) کتاب حجاج کہ وہ بجا بڑی معتبر کتاب مذہب شیعوں کی ہے اسکے مصنف شیخ احمد بن ابی طالب طبرستان نے صحیح کتاب میں لکھ دیا ہے کہ اس کتاب میں سوا اہم حسن عسکری کے اور جب قدامت کے اقوال ہیں ان پر اجماع ہے یا وہ عقل کے موافق ہیں یا اس قدر رسیر وغیرہ کی کتب میں ان کی شہرت ہے کہ مخالف و موافق سب کا ان پر اتفاق ہے اس کتاب کے صفحہ ۱۱۹ سے لیکر صفحہ ۳۲ تک ایک طویل روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک زندقہ نے آنجناب کے سامنے کچھ اعتراض قرآن پر کئے اور آپ نے قیاس قیاس سے ہر اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ قرآن میں تخریف ہو گئی ہے اس روایت سے قرآن شریف میں پانچوں قسم کی تخریف ثابت ہوتی ہے کسی کے متعلق جو مضامین اس روایت میں ہیں وہ یہاں نقل کئے جاتے ہیں مثلاً ایک اعتراض اس زندقہ نے یہ کیا تھا کہ قرآن میں فان خفم الا تقسطوا فی الیتامی فانکو اما طاب لکم من النساء یعنی اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو جن عورتوں سے چاہو نکاح کر لو زندقہ نے کہا کہ شرط و جزا میں کوئی ربط نہیں معلوم ہوتا یتیموں کے حق میں انصاف نہ کر سکو تو عورتوں سے نکاح کر لو ایک بالکل بے جوڑ بات ہے۔ جناب امیر علیہ السلام اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں

اور ترجمہ کو جو اللہ تعالیٰ کا قول فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکو اما طاب لکم من النساء کے ناپسندیدہ ہو پر اطلاع ہوئی اور تو کہتا ہے کہ یتیموں کے حق میں انصاف کرنا عورتوں کو نکاح کرنے کے ساتھ کچھ نسبت نہیں رکھتا اور نہ کل عورتیں یتیم ہوتی ہیں پس اس کی وجہ وہی ہے جو میں پہلے تجھ سے بیان کر چکا ہوں کہ منافقوں نے قرآن سے بہت کچھ نکال ڈالا فی الیتامی اور فانکو کے درمیان میں بہت سے احکام اور قصے تھے یہاں قرآن (یعنی قرآن پارے) سے زیادہ وہ سب نکال ڈالے گئے اسی

واما ظہورک علی تناکر قوله فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکو اما طاب لکم من النساء و لیس بشیئہ القسط فی الیتامی نکاح النساء ولا کل النساء یتامی فہوہما قدمت ذکرة من اسقاط المتافقین من العرآن و بین القول فی الیتامی و بین نکلہ النساء من الخطاب و القصص اکثر من ثلاث العرآن و هذا و ما اشبهہ مما ظہرت حوادث المتافقین فیہ الاصل النظر و التامل و وجد المعطلو

واهل الملل المخالفين للاسلام مساعا الى القدر

فی القرآن

جس کے بے ربطی ہوگی اس قسم کی منافقوں کی تحریف
کی جسے جواہل نظر و قال کو ظاہر ہو جاتی ہیں بے مینوں

اسلام کے مخالفوں کو قرآن عتر اس کرنے کا موقع مل گیا۔

ف جناب میرا زندگی کے کسی اعتراض کا جواب دیکھے اس روایت کو دیکھ کر صاف کہنا پڑتا ہے کہ شیعوں
کی طرح ان کے جناب امیر بھی قرآن کے سمجھنے سے عاجز و قاصر تھے۔ صاحب کے دست و بازو مولوی مرزا
احمد علی صاحب اپنے رسالہ انصاف میں اپنے جناب امیر کی اقتدا کر کے اس آیت کی بے ربطی پر اعتراض
کیا ہے حالانکہ آج اہلسنت کے ایک دینی طالب علم سے پوچھو تو وہ بھی اس آیت کا ربط اسی طرح بیان کرتے
آیت میں تیراخی سے مراد یتیم لڑکیاں ہیں۔ بعض لوگ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرتے تھے اور ان کا نہ بھی کم باندھتے تھے
اور وہ کس حقوق بھی ادا کرتے تھے کیونکہ ان یتیموں کی طرف سے کوئی لڑنے جھگڑنا والا تو تھا ہی نہیں لہذا آیت میں حکم
گیا کہ اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے میں نے انصافی کا اندیشہ ہو تو اسے نکاح نہ کرو بلکہ اور عورتوں سے نکاح کر لو۔
نہیں اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے اس زندگی سے فرمایا۔

ولو شرت لك كالماسقط حرف و بدل سما
يجوز، من الامم لطلال و ظہر صا تمحظ
الغنية اظہارہ
اگر اس تجھ سے تمام وہ آیتیں بیان کر دوں جو قرآن
نکالنے والی گئیں اور تحریف نکلیں اور بدل دی گئیں
جو اسی قسم کی کاروائیاں ہوئیں تو بہت طول ہو جائے

اور تفسیر جس چیز روکتا ہے ظاہر ہو جائے۔

ف تعجب ہے کہ قرآن کو محرف کہنے جا معین قرآن کو منافق کہنے سے تفسیر نے نہ روکا مگر مقامات تحریف میں
کرنے سے تفسیر نے روک دیا کیونکہ مقامات تحریف کے معلوم ہو جانے سے بقیہ قرآن کا رآمد ہو جاتا تفسیر
کو یہ کب گوارا تھا۔ نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے اس زندگی سے کہا

ولو علم المنافقون لعنهم الله ما عليهم من
ترك هذه الآيات التي بينت لك و ظہر صا
لاسقطوا مع ما اسقطوا منه
اگر منافقوں کو خدا انہیں لعنت کرنے معلوم ہو جاتا کہ ان
آیتوں کو باقی رکھنے میں کیا خرابی ہے جن کی تاویل میں
نے بیان کی تو ضرور وہ ان آیتوں کو بھی نکال ڈالتے

جس طرح اور آیتیں نکال ڈالیں۔

(۱۱) تفسیر صفائی کے دیباچہ میں تفسیر عیاشی سے منقول ہے کہ ام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا

من القرآن قد طرح منہ اسی کثیرہ بہ تحقیق قرآن سے بہت آیتیں نکال ڈالی گئیں۔

نیز اسی کتاب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہو سکتی ہے۔

ولو قرئ القرآن كما انزل لا الفيتنا اگر قرآن اسی طرح پڑھا جائے جیسا کہ نازل کیا گیا

فیتہ مستثنیٰ

تو یقیناً تم قرآن میں ہمارے نام پاؤ گے۔

تفسیر قمی ج ۱ مصنف علی بن ابراہیم قمی امام حسن عسکری کے شاگرد اور محمد بن یعقوب کلینی کے استاد ہیں۔

یہی سب کتاب ہے اور روایات خریف سے لبریز ہے منجملہ ان کے ایک ہی جگہ۔

امام ابو محمد ذوق عندہ فهو قوله لكن الله يتعد بما انزل اليك في علي كذا انزلت

لیکن وہ آیتیں جو قرآن سے نکال ڈالی گئیں ان کی ایک مثال ہے لیکن اللہ بیشک تمہارا نازل ایک فی علی یہ آیت اس طرح نازل ہوئی (پھر چند مثالوں کے بعد لکھا

خبر قال) ومثلہ کثیر

جس کے مثل بہت ہی۔

قرآن شریف میں بڑھاپے کی روایتیں

کتاب احتجاج مطبوعہ ایران کی اس طویل روایت میں جس کا ذکر اوپر ہوا اس زندگی کا ایک عمر اہل سیکہ خدانے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام نبیوں پر بیان کی ہے حالانکہ جتنی تعریف بیان کی ہے اس سے کہیں زیادہ ان کی بڑائی اور توہمیں قرآن میں ہے کہ اس قدر توہمیں اور کسی نبی کی قرآن میں نہیں ہے۔ زندگی کے اس عمر اہل کو بھی شیعوں کے جناب امیر نے تسلیم کر لیا اور تسلیم کر کے حسب حال جواب دیا کہ۔

کتاب یعنی قرآن میں جو بڑائی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی ہے

یہ محمدوں کی انفرادی ہوئی (یعنی جہاں قرآن کی بڑھاپی

نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے اس زندگی سے کہا۔

ان منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں درج کر دیں جو

اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی تھیں تاکہ مخلوق کو فریب دیں۔

نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے کہا۔

ولیس یسوغ مع عموم التقیة التصحیح باسم
المبدلین ولا الزیادة فی آیاتہ علی ما
اثنیوہ من تلقائہم فی الکتب لما فی ذلک
من تقویة حجج اهل التعلیل والكف
والملل المخرفة عن قلیتنا وابطال هذا العلم
الظاهر الذی قد استکان له المؤمن الخ

تقیہ کی ضرورت اس قدر یکہ نہ میں ان لوگوں کے نام
تبا سکتا ہوں جنہوں نے قرآن میں تحریف کی نہ اس
زیادتی کو تبا سکتا ہوں جو انہوں نے قرآن میں ملحج کی جس
سے اہل تعطیل و کفر اور مذاہب مخالفہ اسلام کی تائید ہوتی
ہے اور اس علم ظاہر کا ابطال ہوتا ہے جس کے موافق
و مخالف سب قائل ہیں۔

تیسرا کی روایت میں یکہ اس زندقہ کے جناب میں نے جمع قرآن کا قصہ یوں بیان کیا۔

پھر جب ان منافقوں کو وہ سائل پوچھی جانے لگے جنکو وہ
نہ جانتے تھے تو مجبور ہو کر قرآن کو جمع کرنے کی تفسیر کریں
اور قرآن میں وہ باتیں بڑھائیں جسے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو
قائم کریں لہذا ان کے منادی نے اعلان دیا کہ جسکے پاس
کوئی حصہ قرآن کا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے اور ان سے
منافقوں نے قرآن کی جمع و ترتیب کا کام اس شخص کے سپرد
کیا جو دوستانہ کی دشمنی میں ان کا ہنچال تھا اور اس نے
انکی پسند کے موافق قرآن کو جمع کیا پھر اس کی روایت میں بڑی وضاحت کیا کہ جناب میر کا یہ قول بھی ہے۔

ثم دفعہم الاضطراب وورد المسائل
عما لا یعلمون تاویلہ الی جمعہ تاویلہ
والتصنیئہ من تلقائہم ما یقیمون بہا عابثو
کفرہم فصروح مناد یجو من کان عنده
شیئ من القرآت فلیا تبابہ وکلوا لایفہ
ونظمہ الی بعض من وافقہم الی معادہ
اولیاء اللہ فالغفۃ علی اختیارہم۔

اور بڑھادیں انہوں نے قرآن میں وہ عبارتیں
جن کا خلاف فصاحت اور قابل نفرت ہونا ظاہر ہے۔

وذا دوافیہ ما ظہر تناکرة
وتناخرک

ف احتجاج کی ان روایات سے حسب علی امور معلوم ہوئے۔ اولے یہ کہ اس قرآن میں نبی کی توہین قرآن کے جمع
کرنے والوں نے بڑھائی ہے دوم یہ کہ قرآن مذہب باطلہ اور مخالفین اسلام کی تائید کرتا ہے شریعت کو مٹا رہا ہے
کفر کے ستون اس کے قائم ہوتے ہیں سوم اس قرآن میں ایسی عبارتیں بڑھادی گئیں ہیں جو قابل نفرت و خلاف
فصاحت ہیں چہا دم یہ نہیں معلوم کہ یہ بڑھائی ہوئی عبارتیں کون کون اور کہاں کہاں ہیں پنجواں اس قرآن کا
جمع کرنے والے منافق اور کفر کے ستون قائم کرنے والے اور دوستانہ خدا کے دشمن تھے انہوں نے اپنی
پسند و خواہش کے مطابق قرآن کو جمع کیا۔

کیسے وہ جناب حائری صاحب اسی قرآن پر آپ ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

(۲) تفسیر صفائی میں تفسیر عیاشی سے منقول ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا

لو لانه نريد في القران ونقص ما
حفي حقنا على ذي حجبى
اگر قرآن میں بڑھایا نہ گیا ہوتا اور گھٹایا نہ گیا ہوتا تو
ہمارا حق کسی عقلمند پر پوشیدہ نہ ہوتا۔

ف خیر اور کچھ ہو یا نہ ہو مگر اتنا تو ان روایات کے معلوم ہوا کہ یہ قرآن شریف نہ شبہ سبب کے بالکل خلاف ہے
حتیٰ کہ مسئلہ امامت اور ائمہ کا حق بھی اس سے ثابت نہیں ہو سکتا اور یہ قرآن سنیوں کی تائید کرتا ہے ان
کے ستون قائم کرتا ہے۔

قرآن شریف کے حروف و الفاظ کے بدلے جانکی روایتیں

۱) تفسیر قمی میں ہے۔

اور وہ چیزیں جو قرآن میں موجود ہیں خلاف انزل
اللہ ہیں (مثلاً) وہ یہ آیت ہے کہ تم خیر ائمہ یعنی تم لوگ
تمام ان امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کیلئے ظاہر کی
گئیں امام جعفر صادق نے اس آیت کے پڑھنے والے
سے کہا کہ واہ کیا اچھی امت ہے جس نے امیر المؤمنین کو
ادرسین بن علی کو قتل کر دیا پوچھا گیا کہ پھر یہ آیت کس
طرح اتری تھی اے فرزند رسول تو فرمایا کہ یہ آیت اس

واما ما كان خلاف ما انزل الله فهو
قوله تعالى كنت خير امة اخرجت للناس
الاية قال ابو عبد الله عليه السلام لعادي
هذه الاية خیر امة يقتلون امين
المؤمنين والحسين بن علي فقيل له
فكيف نزلت يا بن رسول الله فقال
انما نزلت خیر امة اخرجت للناس

طرح اتری تھی کہ تم خیر ائمہ یعنی اے ائمہ اثنا عشر تم تمام الامور سے بہتر ہو

ف معلوم ہوا کہ خیر ائمہ غلط ہے خیر ائمہ نازل ہوا تھا لفظ کی تبدیلی ہو گئی۔

(۲) نیز اسی تفسیر میں ہے۔

امام جعفر صادق کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی الذين
يقولون لعني ده لوگ جو کہتے ہیں کہ اے رہا رہی بخشش
ہمکو ہماری بی بیوں اور ہماری اولاد کو ٹھنڈا کرانکھو نسکی

قري على ابي عبد الله الذين يقولون
وبناهب لنا من اذواجنا وذررياتنا قرة
اعين واجعلنا للمتقين اماما فقال عليه

اور بناوے ہکو متقیوں کا امام۔ تو امام جعفر صادق نے فرمایا کہ انھوں نے اللہ سے بڑی چیز مانگی کہ ان کو متقیوں کا امام بناوے پوچھا گیا کہ اے فرزند رسول اللہ یہ آیت کس طرح اتری تھی تو فرمایا کہ اس

السلام لقد سألوا الله عظاما ان يجعلهم للمتقين اماما فقبل له يا بن رسول الله كيف نزلت فقال انما نزلت واجعل لنا من المتقين اماما۔

طرح اتری تھی واجعل لنا من المتقين یعنی ہمارے لئے متقیوں میں سے کوئی امام مقرر کر دو۔

ن چونکہ امامت کا مرتبہ شیعوں کے یہاں نبوت سے بھی بڑھا ہوا ہے اس لئے امام نے آیت کو غلط کہا یا کہ اس میں امامت کی درخواست خدا سے کی گئی۔ اس آیت میں حروف کی تبدیلی ہے۔

(۳) اصول کافی صفحہ ۲۶۸ میں ہے۔

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی قل اعلموا انی اے نبی کہدو کہ تم لوگ عمل کرو تمہارا عمل اللہ دیکھ گیا اور اس کا رسول اور ایمان والے امام نے فرمایا یہ آیت اس طرح نہیں بلکہ

قرأ حبل عند ابي عبد الله عليه السلام قل اعلموا فيسرى الله عملكم ورسوله و المومنون فقال ليس هكذا هي انما هي والمومنون فنحن المامونون

ہے والمومنون (یعنی مومنون لوگ دیکھیں گے اور مومنون ہم ائمہ اثنا عشر ہیں)۔

(۴) کتاب احتجاج کی اسی روایت میں ہے کہ زینبی نے ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ قرآن میں پیغمبروں کی خدمت تو نام لیکر خدا نے بیان کی ہے مگر منافقوں کی خدمت اشارات و کنایات میں ہے ان کا نام نہیں لیا گیا یہ کیا بات ہے تو جناب امیر نے جواب دیا کہ۔

بڑے بڑے جرم والے منافقین کے نام کا کنایات میں ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے تو صاف صاف نام ذکر کئے تھے بلکہ فعل ان تحریف کر نیوالوں بدلنے والوں کا ہے جنہوں نے قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور دنیا کے عوض دین کو بیچ ڈالا

ان الكناية عن اسمها صحاح الجرح أو العظيمة من المنافقين ليست من فعله تعالى وانما من فعل المعينين المبدلين الذين جعلوا القران اعضين واعتاضوا الدنيا من الدين

(انہوں نے ناموں کو نکال ڈالا اور جگہ ان کے کنایہ کے الفاظ رکھ دیے۔)

نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے اس زینبی کو یہ نفس جوابات دیکر فرمایا۔

پس اس مقام میں یہ جواب تجھے کافی بن جوتو نے
مٹنے اسلئے کہ تغیر کی شریعت اس کی زیادہ صاف بیان
کرنے کو رکھتی ہے۔

فحبیبك من الجواب عن هذا الموضوع ما
معت فان شريعة التقيّة تحظر
التصريح الكثر منه

نورہ کے طور پر تحریف کے چار قسموں کی روایتیں تھوڑی نقل کی گئیں اگر کوئی شخص کثرت سے کو دیکھے تو
ایک انبار ان روایتوں کا پائیکا بن سے ایک بڑا ضخیم مجلد تیار ہو سکتا ہے اور اسکو معلوم ہو گا کہ بڑا مقصد ہم ان
لوگوں کا یہی تھا باقی رہی تحریف کی پانچویں قسم یعنی خرابی ترتیب آیات کی اور ترتیب سورتوں کی وہ تو اس
قدر مشہور ہے کہ حاجت کسی حوالہ کی نہیں علاوہ ازیں روایات منقولہ بالا سے وہ بھی ثابت ہو رہی ہے او
آئندہ بھی اس کے متعلق عباریں نقل کی جائیں گی اور اس وقت بھی ایک حوالہ اس کا پیش کیا جاتا ہے۔
علامہ نوری طبرسی فصل الخطاب کے صفحہ ۹۷ میں فرماتے ہیں۔

ایر المؤمنین علیہ السلام کا ایک قرآن مخصوص تھا جسکو
انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خود جمع
کیا تھا اور اس کو صحابہ کے سامنے پیش کیا مگر ان لوگوں
نے توجہ نہ کی لہذا اسکو انھوں نے لوگوں سے
پوشیدہ کر دیا اور وہ قرآن ان کی اولاد کے پاس
رہا اکیلا م سے درمے امام کو میراث میں متا رہا
اور خاص اہمیت و خزانہ نبوت کے اور اب وہ قرآن امام
مہدی کے پاس ہے خدا ان کی مشکل جلد آسان
کر دے اس قرآن کو اپنے ظاہر ہونیکے بعد کالیس گے
اور لوگوں کو اسکی تلاوت کا حکم دیں گے اور وہ قرآن
اس قرآن موجود کے خلاف ہر سورتوں اور آیتوں کی
ترتیب میں بھی بلکہ الفاظ کی ترتیب میں بھی اور کئی بیسی کے کما
سے بھی اور چونکہ جن علی علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور علی جن کے
ساتھ میں لہذا ثابت ہو گیا کہ قرآن موجود میں دونوں

انہ کان لامین المؤمنین علیہ السلام
قرآنا مخصوصا جمعہ بنفسہ بعد وفات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وعرضہ علی
القوم فاعرضوا عنہ فحجبت عنہم کان
عند ولدہ علیہم السلام تیواد ثونہ
امام عن امام کسائر خصائص الامامة
وخزانة النبوة وهو عند الحجة عجل
اللہ فرجہ یظہر لنا من بعد ظہورہ
فامروہم بقراءتہ وهو مخالف لهذا
القرآن الموجود من حیث التالیف و
ترتیب السور والآیات بل الکلمات ایضا
ومن جهة الزیادة والنقص و حیث
ان الحق مع علی علیہ السلام و علی
مع الحق ففی القرآن الموجود تغیر من

جہتین وهو المطلوب

حیثوں کے تحریف کو اور یہی (ہم شیعوں کا مقصود ہے۔

اب علمائے شیعوں کے تینوں اقرار دیکھئے یعنی اقرار روایات تحریف کے کثیر و متواتر ہونے کا اور اقرار ان روایات کے صراحتہ تحریف پر دلالت کرنا اور اقرار انہیں روایات کے مطابق متفقہ تحریف ہونے کا۔

علمائے شیعہ کے تینوں اقرار

چونکہ مذہب شیعہ کا مقصد اصلی قرآن کو مشکوک بنانا اور اس پر وہ میں دین اسلام کو مٹانا تھا اسلئے بڑے اہتمام سے علمائے شیعہ نے تحریف قرآن کی روایتیں ائمہ کے نام سے تصنیف کیں اور ان روایتوں کو مذکورہ بالا تینوں اقراروں سے مزین کیا۔ بیچاروں کو کیا خبر تھی کہ ہماری یہ گوشش خاک میں مل جائیگی اور قرآن شریف کی روشنی اسی طرح قائم رہے گی۔ اب وہ اقرار سنئے۔

۱۱ کتاب فضل الخطاب مطبوعہ ایران صفحہ ۲۱۱ میں ہے۔

بہت سی حدیثیں جو معتبر ہیں اور قرآن موجود میں کسی اور نقصان پر صراحتہ دلالت کرتی ہیں علاوہ ان احادیث کے جو دلائل سابقہ کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں اور اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ قرآن مقدار نزول سے بہت کم ہے اور یہ کسی آیت یا کسی سورت کے ساتھ مخصوص نہیں اور یہ حدیثیں ان کتب متفرقہ میں بھلی ہوئی ہیں جن پر ہمارے مذہب کا اعتماد اور اہل مذہب کا ان کی طرف رجوع ہی میں نے وہ سب حدیثیں جمع کر دی ہیں جو میری نظر سے گزریں۔

الاضیاء والكثيرة المعتبرة المصححة في
نوع السقط ودخول النقصان في الوجوه
من القرآن زيادة على ما هو في ضمن
الادلة السابقة وانه اقل من تمام ما
نزل اعجازاً اعلى قلب سيد الانس والجان
من غير اختصاصها بآية اسودة وهي
متفرقة في الكتب المتفرقة التي عليها
المعول واليه المرجع عند الاصحاب بجمت
ما عثرت عليها في هذا الباب

لے بعد بھرت کتابوں کے نام گنائے ہیں اور روایات تحریف کے انبار لگا دیئے ہیں۔

(۲) نیز اسی کتاب کے صفحہ ۳۰ میں محدث جزائری کا قول نقل کیا ہے کہ

سید محمد جزائری نے کتاب نواریں لکھا ہے جس کے مستثنیٰ یہ ہیں کہ اصحاب مامیہ نے اتفاق کیا کہ ان روایات

قال السيد المحمد في الجزائري في الانوار ما معناه
ان الاصحاب قد اطلقوا على صحة الاخبار

المستفظة بل المتواتر الدالة بصريحها
على وقوع التحريف في القرآن كلاماً و
مادة واعترافاً والتصديق بها
روایت کی تصدیق پر۔

مستفیضہ بلکہ متواترہ کی صحت پر جو صراحتہ قرآن کے
مخوف ہونے پر دلالت کرتی ہیں یہ تحریف کلام میں
بھی ہے پارہ میں بھی اعزاسیں بھی اور اتفاق کیا ہی

اسی فصل الخطایہ کے صفحہ ۲۲ میں علاوہ محدث جزائری کے اپنے دو علمائے بھی روایات
تحریف کا متواتر ہونا نقل کیا ہے۔

وهي كشيخة جده حتى قال السيد نعمت الله
بحزب الأخرى في بعض مؤلفاته كما حكى عنه
آب الأخبار الدالة على ذلك تزيد على
الفحديث وادعى استفاضتها جماعة
كالسيد المحقق الداماد والعلامة المجلسي و
غيرهم بل الشيخ المصباح في البيان
يلتزمها بل ادعى تواترها جماعة يأتى ذلكهم
في آخر المبحث

روایات تحریف قرآن یقیناً بہت ہیں حتی کہ یہ نعمت اللہ
جزائری نے اپنی بعض تالیفات میں لکھا ہے جیسا کہ
ان سے نقل کیا گیا ہے کہ جو حدیثیں تحریف پر دلالت
کرتی ہیں وہ دو ہزار حدیث سے زیادہ ہیں اور ایک
جماعت نے ان کے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا ہے
جیسے مفید اور محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہم بلکہ شیخ
نے بھی تبیان میں تصریح کی ہے کہ یہ روایت کثرت میں
بلکہ ایک جماعت محدثین نے ان روایتوں کے متواتر
پھر بفاصلہ چند سطور لکھا ہے کہ

بہنے کا دعویٰ کیا ہے جن کا ذکر آگے آئے گا۔

واعلم ان تلك الاخبار منقولة من
الكتب المعتبرة عليها معول اصحابنا في اثبات
الاحكام الشرعية والآثار النبوية.

جاننا چاہو کہ یہ حدیثیں تحریف کی ان معتبر کتابوں سے
نقل کی گئی ہیں جن پر سائے اصحاب کا اعتماد و احکام
شرعیہ ثابت کرنے اور آثار نبویہ کے نقل کرنے میں۔

۱۴) پھر صاحب فصل الخطاب نے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے اور آخر کتاب میں ان تمام محدثین کے نام لکھے ہیں جنہوں
نے روایات تحریف کو متواتر کہا ہے ان ناموں میں علامہ مجلسی کا نام بھی ہے ان کی عبارت کا حسب ذیل فقرہ
قابل دید ہے وہ فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایتیں سنی متواتر ہیں
اور ان سب روایتوں کو ترک کر دینی میری تمام فن

وعندي ان الاخبار في هذه الباب اتفق
معنى طرحتها جميعها بوجوب رفع الاعتقاد

میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایتیں سنی متواتر ہیں
اور ان سب روایتوں کو ترک کر دینی میری تمام فن

عن الاخبار وراؤا بل ظني ان الاخبار
في هذا الباب لا يقصر عن اخبار الامامة
فكيف يثبتونها بالخبس (فصل الخطاب ۳۲۹)
امامت بھی روایتوں سے ثابت نہ ہو سکے گا۔

حدیث کا اعتبار جاتا رہے گا بلکہ میرا علم یہ ہے کہ تحریف قرآن
کی روایتیں مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں ہیں
لہذا اگر تحریف قرآن کی روایتوں کا اعتبار نہ ہو تو مسئلہ

(۵) علامہ محسن کاشانی تفسیر صافی کے دیباچہ میں تحریف کی (خمس) روایات نقل کر کے فرماتے ہیں۔

المستفاد من مجموع هذه الاخبار وغيره
من الروايات من طرفي اهل البيت عليهم
السلام ان القرآن الذي بين اظهرينا
ليس يتماه كما انزل على محمد صلى الله
عليه واله بل منه ما هو خلاف ما انزل الله
ومنه ما هو مغسوح وحرف وان قد حذف منه
اشياء كثيرة منها اسم علي في كثير من
المواضع ومنها غير ذلك والله ليس
ايضا على الترتيب المضحى عند الله عند
رسوله وبما قال علي ابن ابي ابيهم

ان تمام حدیثوں کا اور ان کے علاوہ جس قدر حدیثیں
اہل بیت علیہ السلام کی سند سے نقل کی گئی ہیں ان کا
مطلب یہ ہے کہ جو قرآن پہلے درمیان ہر وہ پورا ہے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوا تھا ہمیں ہر جگہ اسمیں
کچھ اللہ کے نازل کئے ہوئے کے خلاف ہے اور کچھ مغسوح و حرف
ہے اور یقیناً اسمیں سے بہت سی چیزیں کمال ڈالی گئی ہیں
جیسے علی کا نام بہت مقام سے اور علاوہ اسکے اور ان روایات
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قرآن کی ترتیب بھی خدا اور
اس کے رسول کی پسند کی ہوئی ترتیب نہیں ہے انھیں حسب
باتوں کے قابل ہیں علی ابن ابراہیم قمی۔

(۶) دور آخر کے مجتہد عظیم مولوی دلداری علی جن کو شیعوں کے امام والا مقام مولوی حامد حسین آیت اللہ فی العالمین
فرماتے ہیں عماد الاسلم میں لکھتے ہیں، کما نقله في الاستقصار۔

قال آية الله في العالمين احله الله
دار السلام في عماد الاسلام بعد ذكر
نبذ من احاديث التحريف الماثورة عن
سادات الانام عليه الاف التحية و
السلام مقتضى تلك الاخبار ان التحريف
في الجملة في هذا القرآن الذي بين

آیت اللہ فی العالمین یعنی مولوی دلداری علی اپنی کتاب د
الاسلام میں بنا نقل کرنے چند احادیث تحریف کے
جو سرداران خلق یعنی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
سے منقول فرماتے ہیں کہ نتیجہ ان روایات کا یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ
تحریف اس قرآن میں جو ہماری سامنے ہے بلحاظ زیادہ ہو جائے
بعض حروف کے اور کم ہو جائے بعض حروف کے بلکہ بعض

ایدینا بحسب زیادۃ بعض الحروف نقصانہ
بل محبت بعض الالفاظ و بحسب الترتیب فی بعض
المواقع قد وقع بحيث لا یشک فیہ مع تسلیم
تلاک الاخبار۔

الفاظ کے اور لمخاطب ترتیب کے بعض مقامات میں یقیناً
واقع ہوگئی اطرح کہ ان روایتوں کے تسلیم کے بعد تحریف
قرآن میں شک نہیں کیا جاسکتا (اسکے بعد مولوی دلداری
نے تحریف کی صورتیں لکھی ہیں جو حاتمہ میں نقل ہوگی۔

۱۷۱ امام اشعور مولوی حامدین استقصاء الافہام جلد اول صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں۔

” در دور روایات تحریف قرآن بطریق اہل حق صفحہ ۱۰ میں ہے: اگر سچا پر شیعہ بمقتضائے احادیث کثیرہ
اہل بیت طاہرین مصرحہ بوقوع نقصان در قرآن از حرف تحریف و نقصان بزبان آوردہ و ہر ہا مطن و دلام و
مورد استناد شیعہ گرد و صفحہ ۲۴ میں ہے: اگر اہل حق از حافظان اسرار آہمی و حاملان آنا و اخبار رسالت بنا ہی کہ
براقہ اسلام وائمہ امام اندر روایت کنند احادیثہ را کہ وال ست برانکہ در قرآن شریف مطہین و اہل ضلال تحریف
نمودند و تصحیفش با عمل آوردند و اصل قرآن مکمل از نزول و حافظان شریعت موجود است کہ درین صورت اصل بر جناب
رسالت آبلی ائمہ علیہ و آلہ نقضی طعنی عامد مشہور فریاد و فغان آغاز میکند کلمات ناشائستہ دور از کار کہ با دینی
عالمی نمی زید بر زبان آزند ف عبارت منقولہ بالا سے حسب ذیل امور معلوم ہوئے (۱) روایات تحریف
قرآن شیعوں کی ان اعلیٰ ترین معتبر کتابوں میں ہیں جن پر مذہب شیعوں کی بنیاد ہے (۲) روایات تحریف کثیر
و مستفیض بلکہ متواتر ہیں (۳) روایات تحریف رد کردی جائیں تو شیعوں کا فن حدیث بیکار و بے اعتبار ہو جائے
(۴) تحریف قرآن کی روایتیں کتب معتبرہ شیعہ میں دو ہزار سے زائد ہیں۔

(۵) تحریف قرآن کی روایتیں سدا امت کے کم نہیں ہیں معلوم ہوا کہ مذہب شیعوں میں جس درجہ ضروری مسئلہ
امامت ہے اسی درجہ تحریف قرآن بھی ضروری ہے حضرت علیؑ اور دو سکرائمہ کی امامت کا نامنا جیسا فرض ہے
اسی درجہ کا فرض قرآن کو محرف ماننا بھی ہے جو شخص قرآن کو محرف نہ مانے وہ از روئے مذہب شیعوں سے ہی
گنہگار و بددین اور مذہب شیعوں کے خارج ہوگا جیسا ائمہ آنا عشر کی امامت کا منکر۔

(۶) یہ روایات قرآن کے محرف ہونے اور پانچوں قسم کی تحریف کی ثبوت ہونے پر ایسی صاف اور واضح دلائل
کرتی ہیں کہ اس میں شک نہیں ہو سکتا۔

ان عبارات میں دو اقرار تو بالکل واضح ہیں یعنی ان روایات کے کثیر و متواتر ہونے کا اور ان روایات
کے تحریف پر دلالت کرنے کا نیز اس پر اقرار یعنی معتقد تحریف ہونے کا اس درجہ واضح نہیں ہے لہذا اس کیلئے اذ عبارات درج

ہائے بزرگوں کا اعتقاد اس بارہ میں یہ سیکھتے ہیں کہ ثقہ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی نے قرآن کی تحریف و نقصان کے معتقد تھے کیونکہ انہوں نے اس مضمون کی روایتیں اپنی کتاب کافی میں نقل کی ہیں اور ان روایتوں پر کوئی تخریح نہیں کی باوجودیکہ انہوں نے آغاز کتاب میں لکھ دیا ہے کہ تخریبی روایتیں اس کتاب میں ہیں ان پر مجھے وثوق ہے اور اس طرح ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی کا انکی تفسیر بھی روایات تحریف پر ہے اور ان کو اس عقیدہ میں غلو ہے اسی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی کو وہ بھی کتاب آجنان میں انہیں دونوں کے طے کرنے پر چلے ہیں۔

(۷) واما اعتقاد مشائخنا رحمہم اللہ فی ذلك فالظاهر من ثقة الاسلام محمد بن یعقوب کلینی طاب ثراہ انہ کان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن لکنہ لیس ذلک فی حدیث المعنی فی کتابہ الکافی ولہذا عرض لقد حینما مع انہ ذکر فی اول الکتب انہ کان یثنی با رواہ فیہ کذلک استاذہ علی بن ابراہیم قمی فان تفسیرہ معلومہ لہ غلو فیہ وکذلک الشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی قدس سرہ فانہ نسج علی منوالہما فی کتاب

الاحتجاج

(۸) علامہ زری طبرسی فصل غلطاب کے صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں۔

پہلا قول یہ کہ قرآن میں تعمیر و نقصان ہو گیا اور یہی مذہب ہے شیخ خلیل علی بن ابراہیم قمی استاد کلینی کا انہوں نے اپنی تفسیر کے شروع میں اسکی تصریح کی ہے اور اپنی تفسیر روایات تحریف کی بھڑکی ہے اور ساتھ ہی اپنی تفسیر کے شروع میں انہوں نے یہ پابندی طاب کی ہے کہ وہی روایتیں ذکر کروں گا جو میرے اساتذہ اور معتبر لوگوں نے روایت کی ہے اور یہی مذہب ہے ثقہ الاسلام کلینی رحمۃ اللہ کا جیسا کہ ایک جماعت نے ان کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ انہوں نے اس مضمون کی بہت سی صریح روایتیں کافی کی کتاب الحججہ واثبات

الاول وقوع التفسیر والنقصان فیہ وهو مذہب الشیخ اجمیل علی بن ابراہیم قمی شیخ کلینی فی تفسیرہ لیس ذلک فی اولہ وما لکتابہ من اخبارہ مع التزامہ فی اولہ بان لا یندکس الامارۃ مشائخنا ثقاہ و مذہب تلمیذہ ثقہ الاسلام کلینی رحمہم اللہ علی ما نسبہ الیہ جماعۃ لتعلل الاخبار الکثیرۃ الصریحہ فی حدیث المعنی فی کتاب الحججہ خصوصاً فی باب النکت والنقصان من التنازل فی الوضوۃ من غیر تعرض لوردہا

اوتاولیہاد استظہر المحقق السید محسن
الکاظمی فی شرح الوافیۃ مذہبہ من
الباب الذی عقدہ فیہ سماہ باب انہ لم
یجمع القرات کلہ الا الامتہ علیہم السلام
فان الظاہر من طریقہ انہ انما یعقد
الباب لہا یرتضیہ قلت وھو کما ذکرنا ان
مذہب القدر ما تعلم غالباً من عنادین
الجمہور بہ صرح فیضا العلامۃ مجلسی
فی مرآة العقول

کی تفریح علامہ مجلسی نے بھی مرآة العقول میں کی ہے۔

الثقت والشفق من التنزیل میں اور وصفہ میں نقل کی
ہیں اور ان روایات کو نہ رد کیا نہ ان کی کچھ تاویل کی اور محقق
محمد بن کاظمی نے شرح وافیہ میں مجلسی کا مذہب اس باب سے
ثابت کیا ہے جو انھوں نے کافی میں منقذ کیا ہے اور اس کا
نام رکھا ہے باب نہ لم یجمع القرآن کلہ الا الامتہ علیہم السلام
کیونکہ ان کے طریقہ کی ظاہر کی کہ وہ اسی مضمون کیلئے باب
قائم کرتے ہیں جو مضمون انکو پسند آتا ہے میں کہنا ہونکہ
محقق کاظمی کا یہ کہنا ٹھیک ہے ہر تقدیر کا مذہب اکثر ان
کے بابوں کے عنوان کی ظاہر ہوتا ہے اور مجلسی کے مذہب

اس کے بعد حسب ذیل نام اپنے اکابر علمائے متقدمین کے صاحب فضل الخطاب نے درج کئے ہیں المتفق
ابن محمد بن حسن الصفار (مصنف کتاب البصائر) الشفۃ محمد بن ابراہیم النعمانی شاگرد مجلسی مصنف کتاب الغیبہ
الشفۃ بحلیل سعد بن عبداللہ القمی جنھوں نے اپنی کتاب تاریخ و تاریخ میں ایک باب تحریف قرآن کا بھی قائم کیا ہے
جیسا کہ علامہ مجلسی نے بحار کے انیسویں جلد میں اسکی تصریح کی ہے۔ السید علی بن احمد الکوئی مصنف کتاب
برق المحررۃ اجلۃ المفسرین و المفسرین بحلیل محمد بن سعید العیاشی (مصنف تفسیر عیاشی) الشیخ فرات بن
ابراہیم الکوئی الشفۃ محمد بن العیاس الماسیاری شیخ المتکلمین متقدم النوبختی ابوہل تلعیل بن علی بن اسحاق
بن ہبل بن نوبخت مصنف کتب کثیرہ۔ اسحاق الکاتب جنھوں نے امام ہدی کو دیکھا ہے خدا امام مدوح کی
مثل جلد آسان کرے۔ انیس الطائف جن کے معصوم ہونے کے اکثر یا بعض لوگ قائل ہیں یعنی ابو القاسم
حسین ابن روح بن ابی جعفر نونختی جو شیعوں کے اور امام ہدی کے درمیان میں تیسے سفیر تھے العالم الفاضل
عظیم حاجب بن لیث بن سراج الشیخ بحلیل الشفۃ الاقدم فضل بن شاذان الشیخ بحلیل محمد بن حسن
شیبانی مصنف تفسیر صحیح البیان۔ الشیخ الشفۃ احمد بن محمد بن خالد رقی مصنف کتاب الجاسن محقق طوسی
نے تفسیر میں اور نجاشی نے اپنے اسماء الرجال میں انکی تصانیف میں کتاب التحریف کو شمار کیا ہے۔ الشفۃ
محمد بن خالد جو شیخ سابق الذکر کے والد تھے۔ الشیخ الشفۃ علی بن حسن بن فضال جن سے کئی غلطی

علم حدیث میں ظاہر نہیں ہوئی محمد بن الحسن الصیرفی احمد بن محمد سیار الشیخ حسن بن سلیمان اعلیٰ تلمیذ الشہید
الثقة جلیس محمد بن عکس بن علی بن مروان ماہیار ابوالطاهر عبدالواحد بن عمر القمی محمد بن علی بن شہر آشوب
شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی جنہوں نے تحریف قرآن کے متعلق دس حدیثوں سے زیادہ روایت کی ہیں۔ اس
کے بعد مصنف فصل الخطاب لکھتے ہیں وہو مذہب جہود المحدثین الذین عثرونا علی کلماتہم یعنی
یہی مذہب جہود محمد بن کا جن کے کلمات سے ہم کو اطلاع ہوئی۔ مولیٰ محمد صالح۔ الفاضل السید علی خان مولیٰ محمد
مہدی ترائی الاستاذ الاکبر البہبہائی۔ محقق کاظمی شیخ ابوالحسن الشریف شیخ علی بن محمد المقابی سید جلیل
علی طاووس۔ شیخ الاظم محمد بن محمد بن نعمان المفید
یہ ایک مختصر فہرست اطلاع ناظرین کے لئے درج کی گئی تاکہ جناب حاضری صاحب دیگر علمائے شیعہ کی
غلط بانی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

حقیقت یہی ہے کہ تمام محدثین اور بڑے بڑے اکابر مذہب شیعہ کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں
نہ کوئی شیعہ تحریف قرآن کا منکر ہوا نہ ہو سکتا ہے، ان کے مذہب کی بنیاد ہی عداوت قرآن پر ہے۔
شیعوں میں گنتی کے صرف چار آدمی ازراہ تفسیر تحریف قرآن کے منکر ہو گئے ہیں۔
شریف تفسیر شیخ صدوق۔ ابو جعفر طوسی، شیخ ابو علی طبرسی، مصنف تفسیر مجمع البیان جب علمائے شیعہ
کو سنیوں کے مقابلہ میں ضرورت پیش آتی ہے یا اپنے مسلمان ثابت کرنیکی ہوس خام پیدا ہوتی ہے تو
انہیں چار میں سے کسی نہ کسی کا قول پیش کر دیتے ہیں اور بڑی صفائی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہماری اوپر بالکل
بے جا الزام ہے ہم تو تحریف قرآن کے قائل ہی نہیں ہیں چنانچہ حاضری صاحب نے بھی اپنے رسالہ
مرعظہ تحریف قرآن میں یہی کارروائی کی ہے ناواقف شخص بیشک اس کارروائی سے دھوکہ کھا جاتا ہے مگر جو
لوگ مذہب شیعہ سے واقف ہیں ان کے سامنے یہ کارروائی نہیں چل سکتی اب بعونہ تعالیٰ ان چاروں اشخاص
کے اقوال اہل ان کی حقیقت و اصلیت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ جب باتیان مذہب شیعہ عداوت قرآن کا حق ادا کر چکے اور راویان قرآن یعنی صحابہ کرام کو بھی
بخیاں خود خوب جسب روح کر لیا تب بھی صبر نہ آیا اور تحریف قرآن کی دو ہزار سے زیادہ روایتیں حضرت
علیؑ و امام باقرؑ کے نام سے تصنیف کر کے اپنی کتابوں میں درج کر دیں سمجھے تھے کہ اب دین اسلام مٹ چکا
مسلمان قرآن مجید کی طرف سے ضرورت شک میں پڑ جائیں گے مگر خدا کی قدرت نہ اسلام مٹا اور نہ قرآن مجید میں کسی

کو شک پیدا ہوا، مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں نے بھی ان روایات تحریف کو گوزشتہ سے بدتر سمجھا اور ان کو بھی قرآن شریف کے محرف ہونیکا وہم نہ پیدا ہوا مثلاً سر ولیم میور جو صوبہ متحدہ کے لفٹنٹ گورنر تھے باوجود متعصب عیسائی ہونیکے اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی طرف سے ان کی انجلیوں کو محرف کہا جاتا ہے تو بھی وہ قرآن کو محرف نہ کہہ سکے اور اپنی کتاب لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں لکھ گئے ہیں۔ یہ بالکل یہ بالکل صحیح اور کامل قرآن ہے اور اس میں ایک حرف کی بھی تحریف نہیں ہوئی۔ ہم ایک بڑی مضبوط بنا پر دعویٰ کر سکتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت خالص اور غیر متغیر صورت میں ہے اور آخر کار ہم اپنی بحث کو وہ ہم صحاب کے فیصلہ پر ختم کرتے ہیں۔ وہ فیصلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس جو قرآن ہے ہم کامل طور پر اس میں ہر لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سمجھتے ہیں جیسا کہ مسلمان اس کے ہر لفظ کو خدا کا لفظ خیال کرتے ہیں۔

بلکہ نتیجہ یہ ہو کہ چار طرف سے نفرین و ملامت کی بوجھار ہونے لگی اور دعویٰ اس سے بڑھ کر نمک حرامی کیا ہوگی کہ جس دین کا نام لیتے تھے اسی کی جڑ کاٹنا شروع کی اسلام کو کیا مٹانے خود ہی اسلام سے خارج ہو گئے۔ خدا کے نور کو جو شخص بھائی کی کوشش کرتا ہے اسکو یہی جہل ملتا ہے۔

جراغے را کہ ایزد بر سر روز
 صبر انکو یف ز ندر شیش بسوز

بالآخر شریف رضی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی طرح یہ کلنگ کاٹیکہ مٹانا چاہئے لہذا جنوں نے تفسیر کے تحریف قرآن کا انکار کر دیا مگر افسوس کہ انھوں نے ایک ایسے کام کا ارادہ کیا جس میں کامیابی محال تھی وہ اپنے قول کی کوئی دلیل مذہب شیعہ کے اصول کے مطابق نہ پیش کر سکے نہ اپنی تائید میں کوئی روایت ائمہ معصومین کی لاسکے نہ روایات تحریف کا کوئی جواب دے سکے بلکہ انکا تحریف کی ذہن میں وہ باتیں لکھ گئے جو ان کے مذہب کے لئے مسلم قائل تھیں اور وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے، قرآن پر ایمان کا دعویٰ بغیر مذہب شیعہ کی بیخ کنی کے ممکن ہی نہ تھا۔

تلاش و تتبع سے معلوم ہوا کہ گنتی کے چار شخص اکابر قدامتہ شیعہ میں ہیں جنھوں نے ازراہ تفسیر قرآن شریف کی تحریف کا انکار کیا اور ہر قسم کی تحریف سے اسکو پاک بنلایا۔ اول شریف رضی دوم شیخ سدرق سوم ابو جعفر طوسی چہارم شیخ ابو علی طبرسی مصنف تفسیر مجمع البیان۔ ان چار کے سوا قدامتہ شیعہ

میں کسی نے ازراہ تفسیر صحیح تحریف قرآن کا انکار نہیں کیا۔ فصل الخطاب صفحہ ۲۳ میں ہے الثانی عدم وقوع التعلیل والنقصان فیہ وان جمیع ما نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الوجود بایہی الناس فیما بین الدفتین والیہ ذهب الصدوق فی عقائدہ والسیبۃ المتفقہ وشیخ الطائفہ فی التبیان ولعیرف من المقدماء موافق لہم یعنی دوسرا قول یہ ہے کہ قرآن میں تحریف اور کمی نہیں ہوئی اور یہ کہ جس قدر قرآن رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ پر نازل ہوا وہ لوگوں کے ہاتھوں میں اور دفتیوں کے بیچ میں موجود ہی اور اسی طرف گئے ہیں صدوق اپنے کتاب عقائد میں اور سید مرتضیٰ اور شیخ الطائفہ (ابوجعفر طوسی) تبیان میں اور تقدیم میں کوئی ان کا موافق معلوم نہیں ہوا۔ نیز اسی کتاب صفحہ ۲۴ میں ہے والی طبقہ (ای المرتضیٰ المعروف بالخلاف صحیح الامن ہذہ المباحثۃ الاربعة یعنی شریف مرتضیٰ کے طبقہ تک رسالہ تحریف قرآن کی صراحتہ مخالفت سوا ان چار بزرگواروں کے اور کسی سے معلوم نہیں ہوئی یہ چاروں اشخاص اول تو ازراہ تفسیر صحیح تحریف کا انکار کر رہے ہیں ان کے انکار کو ازراہ تفسیر نبوی کی روشن دلیل تین ہیں اول یہ کہ وہ اپنی سند میں کوئی حدیث ائمہ معصومہ کی نہیں پیش کرتے نہ پیش کر سکتے تھے اور نہ ان زائد از دو ہزار احادیث ائمہ کا جواب دیتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ یہ انکا اصلی عقیدہ تھا۔ دوم یہ کہ وہ قائلین تحریف کو کافر کیا معنی گمراہ بھی نہیں کہتے اگر واقعی ان چاروں کا اصلی عقیدہ یہی ہوتا جو وہ زبان سے کہہ رہے ہیں تو قرآن پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سمجھتے اور قابل تحریف کو ہماری طرح کافر کفر جانتے ہوتا۔ یہ چاروں صاحبان قرآن شریف کے محفوظ ہونے کو صحابہ کرام کی مساعی جمیلہ اور ان کی حمیت دینی اور قوت ایمانی سے ثابت کرتے ہیں بھلا اگر انہوں نے تفسیر نہ کیا ہوتا تو صحابہ کرام کے ان اوصاف کا اقرار کرتے۔ کیا اگر کوئی مرزائی کہے کہ میں مرزا غلام احمد کو نہ ہی مانتا ہوں نہ مجدد تو اس کا یہ قول صحیح سمجھا جاسکتا ہے یا کوئی خارجی کہے کہ میں حضرت علیؑ سے حسن ظن و محبت رکھتا ہوں تو اس کی بات قابل اعتبار ہو سکتی ہے ؟

بہ کیف خواہ ان چار اشخاص کا انکار ازراہ تفسیر ہو یا نہ ہو۔ مگر جب کہ زائد از دو ہزار احادیث ائمہ معصومین کی ان کے قول کے خلاف ہیں اور ان کے موافق ایک ٹوٹی پھوٹی روایت بھی نہیں اور پھر اس پر طرہ یہ کہ اگر ان کی دلیل مان لی جائے تو مذہب شیعیہ فنا ہوا جاتا ہے لہذا ان کا یہ انکار ہرگز ہرگز از روئے مذہب صحیح قابل اقدار نہیں ہو سکتا۔ اس کی بنا پر شیعوں کو منکر تحریف کہنا کسی طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ اب ان چاروں

شخصوں کے اقوال اور ان کے دلائل نئے اور انصاف کیجئے۔

تفسیر مجمع البیان کے متن خاص میں ہے۔

ومن ذلك الكلام في زيادة القرآن و
 نقصانه فانه لا يليق بالنفسير قوما الزيادة
 لمجمع على بطلانه واما النقصان فقد روي
 فيه جماعة من اصحابنا و قوم من حشوية
 العامة ان في القرآن تغييرا و نقصانا
 و الصحيح من مذهب اصحابنا خلافه هو
 الذي نصره المترضي رحمه الله استوفى
 الكلام فيه غاية الاستيفاء في جواب
 المسائل الطرابلسيات و ذكر في مواضع
 ان العلم بصحة نقل القرآن كالعالم
 بالبلد ان و الحوادث الكبار و الوقائع
 العظام و الكتب المشهورة و اشعار العرب
 المسطورة فان العناية اشددت و
 الدعوى توفرت على نقله و حماسته
 و بلغت حد المبلغه فيما ذكرناه لان
 القرآن معجزة النبوة و ماخذ العلوم
 الشرعية و الاحكام الدينية و علماء
 المسلمين قد بلغوا في حفظه و حمايته
 الغاية حتى عرفوا كل شئ اختلف فيه
 من اعوابه و قوائمه و حروفه فكيف
 يجوز ان يكون مغيرا و منقوصا مع العنا

اور منجملہ اسکے قرآن میں زیادتی اور کمی کی بحث ہو مگر یہ
 بحث تفسیر کی کتابوں میں ذکر کرنے کے لائق نہیں
 کیونکہ قرآن میں زیادتی نہ ہونے پر تو سبکی اجماع ہو
 رہی تھی تو اس کے متعلق پہلے اصحاب کی ایک جماعت نے
 اور حشویہ عامہ کی ایک قوم نے یہ روایت کی ہیکہ
 قرآن میں کچھ تغیر و تبدل اور کچھ کمی ہو گئی ہے مگر پہلے
 اصحاب کا صحیح مذہب کے خلاف ہی اور اسی کی تائید
 شریفہ تفسیر نے کی ہے اور انھوں نے مسائل طرابلسیہ
 کے جواب میں اس کے متعلق پوری بحث کی ہے
 اور انھوں نے کسی مقام پر ذکر کیا ہے کہ قرآن
 کے صحت کیساتھ منقول ہونے کا علم ایسا قطعی ہے
 جیسا شہروں کے وجود اور بڑے بڑے حادثوں اور
 واقعات اور مشہور کتابوں اور عرب کے لکھے ہوئے اشعار
 کا علم کیونکہ قرآن کے نقل و حفاظت کے اسباب
 بہت تھے اور اس کثرت کیساتھ تھے کہ مذکورہ
 بالا اجزوں میں نہ تھی کیونکہ قرآن معجزہ نبوت ہے اور علوم
 شرعیہ و احکام دنیویہ کا ماخذ ہے اور علمائے مسلمین
 قرآن کی حفاظت میں انتہا تک پہنچ گئے ہیں
 یہاں تک کہ قرآن کے جس جس مقام میں عربیہ
 قرات اور حروف کا اختلاف ہو اس انھوں نے
 معلوم کر لیا ہے پس باوجود ایسی ہی توجہ اور سخت حفاظت

کے کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ قرآن میں تغیر و تبدل اور کسی موصی
 نیز شریف تفسیر نے کہا ہے کہ قرآن کی ہر ہر آیت اور
 اس کے لفظوں کے صحیح نقل ہونیکا علم بھی وہی ہے جیسا کہ اس کے
 ہے جیسا کہ اس کے مجموعہ کے صحیح نقل ہونیکا اور یہ علم
 اس درجہ میں ہے جس درجہ میں کتب مصنف کا علم ہو جیسے
 سیوریہ اور مزنی کی کتاب اس فن کے لوگ کے ہر ہر جملہ کو
 ای طرح جانتے ہیں جی طرح اس کے مجموعہ کو یہاں تک کہ اگر کوئی
 شخص کتاب سیوریہ میں ایک باب کا بڑھا دے جو
 اصل کتاب میں نہ ہو تو یقیناً پہچان لیا جائے گا اور
 امتیاز کر لیا جائے گا اور معلوم ہو جائیگا کہ وہ الحاقی ہے
 اصل کتاب کے نہیں ہے یہی حال کتاب مزنی کا بھی ہے
 اور سب کو معلوم ہے کہ نقل و حفاظت قرآن کی طرف
 توجہ نسبت کتاب سیوریہ کے اور شعرا کے دیوانوں
 میں بہت کامل تھی۔ نیز شریف تفسیر نے لکھا ہے
 کہ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانہ میں
 مجموعہ و مرتب تھا جیسا کہ وہ اب ہے اور اس کے
 دلیل یہ بیان کی ہے کہ قرآن اس زمانہ میں پورا پڑھایا
 جاتا تھا اور حفظ کرایا جاتا تھا یہاں تک کہ صحابہ کی
 ایک جماعت حفظ قرآن میں نامزد کی گئی ہے اور قرآن
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جاتا تھا
 اور آپ کو پڑھ کر سنایا جاتا تھا اور یقیناً صحابہ میں
 مثل عبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب کے بہتوں نے
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو کسی کسی ٹخم قرآن سنائے تھے

الصاحفة والضبط الشديده وقال
 ايضا قدس الله روحه ان العلم بتفصيل
 القرآن و ابعاضه في صحته نقله كالعلم
 بجملة خبري ذلك محرم ما عدا خبره
 من الكتب المصنفة لكتاب سيوريه المزني
 فان اهل العناية بهذا الشأن يعلمون
 من تفصيلها ما يعلمون من جملة تراخي
 لو ان مدخلا ادخل في كتاب سيوريه بابا
 في النحول ليس من الكتب يعرف ومين علم
 انه ملحق وليس من اصل الكتاب كذلك
 القول في كتاب المزني ومعلوم ان العناية
 بنقل القرآن وضبطه اصدق من العناية
 بضبط كتاب سيوريه وداوين الشعراء
 وذاكر ايضا ضي الله عنه ان القرآن
 كان على عهد رسول الله صلي الله عليه وآله
 مجموعا مؤلفا على ما هو عليه الان واستدل
 على ذلك بان القرآن كان يدور في حفظ
 جميعه في ذلك الزمان حتى عين على
 جماعة من الصحابة في حفظهم له وانه
 كان يعرض على النبي صلي الله عليه وآله
 وتلي عليه وان من الصحابة مثل عبد الله
 بن مسعود و ابى بن كعب وغيرهما ختموا
 القرآن على النبي صلي الله عليه وآله

اور یہ سب باتیں ایک تھوڑے غور کیا تو بتا رہی ہیں
کہ بیشک قرآن و مجموعہ مرتب تھا ٹکڑے ٹکڑے اور
پر اگڑہ نہ تھا اور شریف نہ کرنے یہ بھی لکھا ہیکہ جو
لوگ امامیہ اور حشویہ میں اسکے مخالف ہیں ان کا خلاف
لان اعتبار نہیں کیونکہ اس رسالہ میں ایک جماعت
محمدین نے اختلاف کیا ہے انھوں نے چند ضعیف روایں
نقل کر کے ان کو صحیح سمجھ لیا حالانکہ ایسی روایتوں
کی بنا پر قطعی چیز نہیں چھوڑی جا سکتی۔

وکل ذلک يدل بادي تامل على انه كان
مجموعا مرتبا غير مبتور ولا ميثوق وذكرو
ان من خالف في ذلك من الامامية و
الحشوية لا يعقد بخلافه فان الخلاف
في ذلك مضاف الى قوم من اصحاب
الحديث نقلوا اخبارا ضعيفة ظنوا صحتها
لا يخرج بمثلها عن المعاوم المقطوع على
صحة (انتہی)

تفسیر مجمع البیان کی اسی عبارت کو جناب حائری صاحب نے در بیان سے قطع دیرید کر کے نقل کیا ہے
اور تا وہ انھوں کو فریب دیا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہیں۔

یہ لطیف بھی قابل تماشہ ہے کہ جناب حائری صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ "شیعہ مسلمان قطعاً تحریف قرآن
کے قائل نہیں" دیکھو رسالہ مرعظہ التحریف صفحہ ۵۶ مگر آگے چل کر صفحہ ۵۹ میں آپ فرما کرتے ہیں کہ اکثر
اخباری شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں اور اخباری کے معنی آپ اہل حدیث غیر مقلد بیان کرتے ہیں پھر
انھیں قائلین تحریف میں اپنے شیخ الاسلام کلینی اور ان کے استاد قمی اور طبری مصنف احتجاج کو بھی شمار
کرتے ہیں یہ کھلا ہوا تناقض نہیں تو کیا ہے کوئی ان سے پوچھے کہ یہ بزرگوار جن کو آپ خود قائل تحریف
ان رہے ہیں شیعہ تھے کہ نہیں اگر تھے اور یقیناً تھے تو آپ کا یہ کہنا کہ شیعہ قطعاً قائل تحریف نہیں
خود آپ کے قول سے غلط ہو گیا ایسی متناقض اور بے علمی کی باتیں اس رسالہ میں بہت ہیں۔

مجمع البیان کے علاوہ میں کتابوں کی عبارتیں حائری صاحب نے اور نقل کی ہیں ان عبارتوں
میں بھی انھیں منکرین تحریف کا قول ہے لیکن مجمع البیان میں بولے بسط و تفصیل کیا ہے مع دلائل
ہے اور ان میں دلیل نہیں ہے لہذا ہم اپنی عبارت مجمع البیان پر اکتفا کر کے شریف مرتضیٰ کے دلائل
کا حال اور ان کا نتیجہ حوالہ قلم کرتے ہیں۔

۱۱ شریف مرتضیٰ قرآن میں زیادتی نہ ہونے پر اپنے ذوق کا اجماع بتا رہے ہیں یا یہ صریح جھوٹ
ہے کہ سوا شیعوں کے کسی مذہب کا عالم ایسے دروغ بے فروغ گنجرات نہیں کر سکتا اسکا جھوٹ

ہونا روایات احتجاج وغیرہ کے علاوہ جو اوپر منقول ہوئیں خود حائری صاحب کی نقل کردہ عبارت
 قوانین الاصول سے نظر ہر ہے وہ عبارت یہ ہے نفع اکثر الاخبارین انہ وقع فیہ التحریف
 والزیادۃ والنقصان وهو الظاہر من الکلبینی وشیخنا علی بن ابراہیم القتی وشیخنا احمد
 بن ابی طالب الطبری صاحب الاحتجاج یعنی اکثر محدثین سے منقول ہے کہ تیسرا ان میں
 تحریف ہوئی بیشی بھی ہوئی اور کمی بھی اور یہی ظاہر ہے کلبینی اور ان کے استاد علی بن ابراہیم قتی سے اور
 شیخ احمد بن ابی طالب طبری مصنف احتجاج سے تیس جب اکثر محدثین اور اتنے بڑے بڑے شیخ اکابر کو قرآن میں
 بیشی کے جانے کا قائل آپ خود مان رہے ہیں تو شریف تفسی کا یہ کہنا کہ قرآن میں بیشی نہ ہونے پر مشبہوں
 کا اجماع ہے جھوٹ برایا نہیں۔

(۲) شریف تفسی قرآن میں کمی کی روایتوں کا وجود اپنے یہاں مان کر کہتے ہیں کہ ہمارا صحیح مذہب کے
 خلاف ہے یہ بھی غلط ہے صحیح ہونیکا کیا مطلب صحیح تو وہی قول ہو سکتا ہے جسکی تائید معصوم کی حدیث سے
 ہوتی نہ وہ قول جو زاد و ہزار احادیث معصوم کے خلاف ہو۔

(۳) شریف تفسی اپنی روایات تحریف کو لکھتے ہیں کہ ضعیف ہیں محدثین نے ان کو صحیح خیال کر کے
 ان کے موافق عقیدہ بنا لیا۔ یہ قول بھی کس قدر فریب ہے ان روایتوں کے ضعیف ہونیکا کوئی وجہ بیان
 کرنی چاہئے تھی یا قاعدہ راویوں پر جرح کرتے یا اور کوئی نقص مذہب سے بتاتے بغیر اس کے کسی روایت کو
 ضعیف کہہ دینا کسی کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوتا اچھا یا لفظ یہ روایتیں جو ہزار سے زائد ہیں
 سب ضعیف ہیں تو شریف تفسی کوئی صحیح روایت ایسی پیش کر دیتے کہ فلاں امام معصوم نے فرمایا ہے کہ
 قرآن میں تحریف نہیں ہوئی صحیح نہ کہی کوئی ضعیف ہی روایت اس مضمون کی اپنی کتابوں میں دکھلا دیتے
 مگر یہ بات ان کے امکان میں نہ تھی۔

(۴) شریف تفسی کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت کے سبب بہت سے قرآن مجرہ بہت امداد خدا دین تھا
 صحابہ بڑے محافظ دین تھے قرآن کی حفاظت میں بے انتہا اور بے مثل کوشش کرتے تھے بہت سے صحابہ مثل
 عبداللہ بن مسعود وغیرہ کے پورے قرآن کے حافظ تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کمی ختم سنا چکے
 تھے اور آپ کے زمانہ میں لوگوں کو درس قرآن دیتے تھے صحابہ کے اس بے مثل اہتمام و کوشش کے سامنے
 قرآن میں تحریف ہونا محال ہے حضرت ایشہ یہ خصوصاً حائری صاحب بیان سے ارشاد فرمائیں کہ کیا واسطی

شیعوں کا عقیدہ صحابہ کرام کے متعلق یہی ہے جو شریف رضی نے بیان کیا۔ آیا مذہب شیعوں صحابہ کرام کو ایسا ہی دیندار اور دین کا محافظ قرآن کا نگہبان انا ہے۔

یقیناً شریف رضی کی یہ تقریر مذہب شیعوں کے بالکل خلاف ہے شیعوں کا عقیدہ ہے تو صحابہ کرام کو خدا اللہ دشمن دین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ پورا قرآن کا حافظ سو اللہ کے ذکوئی تھا اور نہ ہو سکتا ہے اور کہتا ہے کہ صحابہ کرام ہرگز قرآن کے نگہبان نہ تھے اور کہتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن کو محفوظ رکھنے کے اسباب زیادہ تھے نہ محفوظ رکھنے کے کیونکہ تمام صحابہ دشمن دین تھے اور صاحب قوت و شوکت تھے۔ بس صرف چار یا پنج اور وہ ہر طرح سے عاجز اور کمزور بے دست و پا تھے۔

شریف رضی کی یہ تقریر بالکل مذہب اہلسنت کے مطابق ہے صحابہ کرام کے یہ فضائل اہلسنت کا عقیدہ ہے نہ شیعوں کا۔ اس پر یہ خود علماء شیعوں نے بھی شریف موصوف کے قول کو رد کیا اور کھاری صاحب کو لازم تھا کہ اس رد کو بھی نقل کرتے اور اس کا جواب دینے مگر یہ ایمان داری ان کی وضع کے خلاف تھی خیر اب میں اس کو لکھتا ہوں صحابہ کرام کی صاحب غور فرما کر ملاحظہ کریں۔

علامہ محمد بن حسن کا ثنی تفسیر صافی میں شریف موصوف کے قول کو اس طرح رد کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جس طرح قرآن کی حفاظت کے اسباب ایمان والوں کی طرف سے زیادہ تھے وہی اسی طرح منافقوں کی طرف سے جنہوں نے وصیت رسول کو بدل دیا خلافت کو متغیر کر دیا قرآن کے محفوظ رکھنے کے اسباب زیادہ تھے کیونکہ قرآن ان کی رائے کے خلاف تھا اور قرآن میں اگر تحریف ہوئی تو قبل اسکے کہ وہ شہروں میں پھیلے اور حالت موجودہ پر قرار پڑا اور سخت حفاظت کے ساتھ ہوئی ہے۔ پس اس سخت حفاظت اور تحریف قرآن پر بھی منافقات نہیں بلکہ ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اصل قرآن میں تحریف نہیں ہوئی تحریف صرف

اقول لقائل ان يقول كما ان الذاوى
كانت متوافرة على نقل القرآن حراسته
من المؤمنين كذلك كانت متوافرة على
تغييره من المنافقين المبدلين للوصيه
الغيرين للخلافه لتنضمه ما يصاد دائما
والتغير فيه ان وقع فانما وقع قسلا
انتشاره في البلدان واستقره على ما هو
عليه الان والضبط الشديد انما كان
بعد ذلك فلا تنافي بينهما بل لقائل ان
ما تغير في نفسه وانما التغير في كتابه
ايه وتلفظهم به فانهم ما حرفوا الا عند

فمنهم من الاصل وبقی الاصل علی ما هو
 علیہ عند العلماء لیس بحرف واما الحرف
 ما اظهر وہ لا تباعہہ واما کونہ عجمی عانی
 عهد النبی صلی اللہ علیہ والہ علی ما ہو علیہ
 الان فلم یشبت وکیف کان جموعا واما کان
 بیان لجموعا وکان لا یتقر الا بتمام عمرہ صلی
 اللہ علیہ والہ واما درصہ وختہ فانما
 کانوا یدرسون وینحون ما کان عندهم
 الا ما سئلوا

ان کے لکھنے اور تلفظ میں ہوئی کیونکہ انہوں نے
 اصل سے نقل کرتے وقت تحریف کی اور اصل قرآن
 اپنی حالت پر اپنے اہل یعنی علمائے قرآن (اہل
 اہلسبت) کے پاس موجود ہی پس جو قرآن ان کے
 پاس موجود ہو وہ حرف نہیں ہے حرف تو وہ ہے
 جس کو صحیحین قرآن نے اپنے پیروؤں کے لئے
 ظاہر کیا باقی رہا کہ قرآن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے
 وقت میں جمع ہو چکا تھا جیسا کہ ایسی یہ بات
 ثابت نہیں اور اس زمانہ میں کسی جمع ہو سکتا تھا

کیونکہ جموعا تصور انما دل ہوتا تھا اور اسکا اختتام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے عمر کے اختتام پر موقوف
 ہوا رہا قرآن کا درس اور ختم تو جس قدر ان کے پاس تھا اسکی کا درس ختم کرتے تھے نہ پورے کا۔
 لیجئے شریف تفسیری کا قول رد ہو گیا جو دلائل انہوں نے پیش کئے تھے وہ مذہب شیعہ کی رو سے
 بالکل غلط ثابت ہوئے

علامہ خلیل قرظوسی نے بھی صافی شرح کافی میں شریف تفسیری کے اس قول کو رد کیا ہے اور

لکھا ہے کہ

اس بات کا دعویٰ کرنا کہ قرآن یہی ہے جو صحیف
 مشہورہ میں ہو شکل ہی اور اس پر صواب اہل اسلام کی
 اہتمام سے جو انہوں نے حفاظت قرآن میں کیا
 استدلال کرنا نہایت کمزور ہے بعد اس امر کے معلوم
 کر لینے کے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے کیا کیا کام کئے

دعویٰ اینکه قرآن ہمیں است کہ در صحیف
 مشہورہ است خالی از اشکال نیت استدلال
 بریں اہتمام صحابہ اہل اسلام ب ضبط قرآن
 بنیات رکیک است بعد اطلاع بر عمل انی بکرؓ
 و عمرؓ و عثمانؓ رضی

اور علامہ نوری طبرسی نے فصل الخطاب میں بہت بسط کے ساتھ منکرین تحریف کے قول کو رد کیا ہے
 اور ان کے دلائل کو توڑا ہے خاص کر شیخ صدوق کی تو بہت سی چوریاں پکڑی ہیں اور آخر میں صاف لکھ دیا
 ہے کہ تحریف کے انکار میں جو دلیل پیش کی جاتی ہے وہ مذہب شیعہ کے لئے رسم تالی ہے وہ لکھتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ صدوق اپنے مذہب کی ثابت کرنا
 اتنا سخت نہیں ہے کہ جس بات میں ذرا سا بھی احتمال
 اپنے مذہب کی تائید کا پاتا ہے اس کو لے لیتا ہے اور
 اس کے نتائج فاسدہ کی طرف توجہ نہیں کرتا کہ ان
 نتائج کو تسلیم کرنا اس کے امکان میں نہیں جو اعتراض
 اس نے تحریف قرآن پر کیا ہے بعینہ یہ وہی اعتراض
 ہے جو مخالفین ہمارے اصحاب پر حضرت علی کی اہانت
 پر نفسی موجود ہونے کے متعلق کیا کرتے ہیں اور ہماری
 اصحاب ان کے اعتراض کا جواب ایسے عمدہ دلائل
 سے دیا کہ پھر کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ صدوق
 نے اپنے مخالفین کو زندہ کر دیا اور جو کچھ کتب امیہ میں لکھا ہے اس سے

قلت انه لشدة حرصه على اثبات
 مذهبه يتعلق بكل ما يحتل فيه تائيد لمذهبه
 ولا يلتفت الى لوازمه الفاسدة التي
 لا يمكنه الالتزام به فان ما ذكره من
 شبهة هي الشبهة التي ذكرها المخالفون
 بعينها واوردها على اصحابنا المابدين
 بشوق النص الجلي على امامة مولانا على
 عليه السلام واجابوا عنها بما لا يبقى معه
 ريب وقد جاهد طول المدة غفلة
 وتاسبا عما هو مذکور في كتب الامامية
 غيره في ایک زمانہ دراز کے بعد پھر اس اعتراض کو زندہ کر دیا اور جو کچھ کتب امیہ میں لکھا ہے اس سے

نظمت یا فراموشی کی۔

واقعی علامہ نوری نے بالکل صحیح لکھا کہ اگر منکرین تحریف کی دلیل صحیح ہو اور صحابہ ایسے کامل ایماندار اور
 حافظین مان لئے جائیں کہ ان کی دینداری اور حفاظت دین کے بھر دہہ پر قرآن میں تحریف کا ہونا محال ہے
 یہ خلافت کے معاملہ میں بھی اتنا پڑ گیا کہ اگر رسول نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا ہوتا تو نا ممکن تھا کہ ایسے دیندار اور
 دین کے جانثار حکم رسول کے خلاف کسی دوسرے کو خلیفہ بتاتے علیٰ ہذا فدک اگر حضرت فاطمہ کا حق ہوتا
 جسیہ دین دار جماعت رسول کی بیٹی کی حق تلفی نہ کرتی غرض صحابہ کے تمام مظالم کے افسانے بے بنیاد
 سمجھیں گے خلاصہ یہ ہو گا کہ سنیوں کی طرح صحابہ کرام کی دینداری اور تقدس کا عقیدہ رکھو اور
 شیوں کی تمام روایات کو زور و بہتان سمجھو تو قرآن پر ایمان ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

مومن قرآن شدن با فرض و ناپذیر این خیال است و محال است ہوں

ابحد لیکر کہ یہ بحث پوری ہو چکی اور قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ اصلی مذہب شیوں کا یہی ہے کہ قرآن
 میں حرف ہے کسی بیشی تغیر تبدیل الفاظ و حروف کا اور آیات و سورتوں کے کلمات کی ترتیب کا
 وہ ہونا غرض ہر قسم کی تحریف اس میں ہے جو شیوع تحریف کا انکار کرتا ہے وہ تقیہ کر رہا ہے۔ حاتم

اگر شیعوں کی پیشانی سے اس داغ کو مٹانا چاہتے ہیں تو ہماری اس تحریر کا جواب لکھیں اور اپنا وعدہ پورا کریں اور جواب میں ان کو تین کام کرنا ضروری ہیں۔

اول یہ کہ زائد از دو ہزار روایات تحریف قرآن کی جو ان کی کتابوں میں ہیں جن کو محدثین شیعہ متواتر و مستفیض کہتے ہیں ان کے غیر معتبر ہونے کی کوئی ایسی معقول وجہ بیان کریں جو ان کے اصول حدیث کے مطابق ہو اور ان روایات کے غیر معتبر ہونے سے کوئی اثر ان کے فن حدیث پر خصوصاً روایات امامت پر نہ پڑنے پائے۔

دوم یہ کہ اپنی کتابوں سے کچھ معتبر حدیثیں ائمہ معصومین کی پیش کر سں جن میں اس مضمون کی تصریح ہو کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی اگر صحیح روایت نہ دستیاب ہو تو کوئی ضعیف ہی روایت دکھلا دیں سوم ایک فتویٰ تیار کریں کہ جو شخص تحریف قرآن کا قائل ہو وہ کافر ہے اور قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ان علماء و کاتب شیعہ کو جو تحریف قرآن کے قائل تھے جن میں اصحاب ائمہ و سفرائے امام غائب بھی ہیں کافر نہ سمجھی گمراہ تو لکھیں اور اس فتویٰ پر اپنی مہر کر کے شائع کر دیں اور اچھا ہو کہ دوسرے مجتہدین شیعہ مقیم لکھنؤ وغیرہ سے بھی اس فتویٰ پر تصدیقی تہریں کرا دیں۔

بغیر ان تین کاموں کے کہے صرف یہ کہہ دینا کہ ہم تحریف کے قائل نہیں ہیں کسی طرح لائق سماعت نہیں ہو سکتا بلکہ بدہیات کا انکار کرنا بے حیائی کی دلیل ہوگا۔

بحث دوم

اس بیان میں کہ اہلسنت کے یہاں تحریف کی کوئی روایت

نہ انکا کوئی متنفس کبھی تحریف کا قائل ہوا

بحث سابق میں بیان ہو چکا کہ شیعوں کا ایمان قرآن نسیب پر نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے اور اس کی تین زبردست وجوہ بھی بیان ہو چکی ہیں پہلی دونوں وجہوں کا کوئی تعلق بحث تحریف سے نہیں ہے اگر کتب شیعہ میں کوئی روایت تحریف قرآن کی نہ ہوتی تو بھی یہ دونوں وجہیں تیار ہی ہیں کہ شیعوں کا ایمان قرآن تحریف نہیں ہو سکتا ان دونوں وجہوں میں باہم فرق یہ ہے کہ پہلی وجہ کے رو سے نہ صرف قرآن بلکہ دین کی ہر چیز مذہب چرکی رو نہ قابل اعتبار ہوگی قرآن خواہ خلفائے ائمہ کا جمع کیا ہو خواہ رسول کا جمع کیا ہو اور ہر حالت میں پہلی وجہ کی رو

ناقابل اعتبار ہو گیا اور دوسری وجہ صرف تفسیر ان کے ناقابل اعتبار ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ بھی اس صورت میں جبکہ قرآن کا جامع خلفائے ثلاثہ کو کہا جائے جیسا کہ شیعوں کو مسلم ہے۔

ان وجوہ میں صرف تیسری وجہ کا تعلق مجتہدین سے ہے۔

پہلی دونوں وجہوں کا کوئی جواب معقول یا نامعقول کسی شیعہ نے اب تک نہیں دیا اور نہ دے سکتا ہے اور دہر میں بڑے معرکہ کا مناظرہ ہوا اور یہ تینوں وجہیں پیش کی گئیں مگر شیعہ مناظر نے پہلی دونوں وجہوں کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

صرف تیسری وجہ کے جواب میں مصنف نے یہ دو صنف استقصا کی کہ اور انہیں تقلید کر کے شیعہ کہہ اٹھے ہیں کہ صاحبو! روایات تحریف سنیوں کے یہاں بھی ہیں حائری صاحب مجتہد پنجاب نے اتنی دلیری اور کی کہ روایات تحریف کا اپنے یہاں سے بالکل انکار کر کے صرف سنیوں پر افسوس کیا اور اپنے کو آئیہ کریمہ ومن یکسب خطیئتمہ ادا تھا شویرم بہ بریئا فقد احمق ہمتانا و اٹھا صبیحا کا مصداق بنایا۔

لہذا اب ہم بعونہ تعالیٰ اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ سنیوں کے یہاں ہرگز ہرگز کوئی روایت تحریف قرآن کی نہیں ہے اور نہ کوئی سنی کبھی قابل تحریف ہوا ہو سکتا ہے نہ سب اہلسنت میں جو شخص تحریف قرآن کا قائل ہو وہ قطعاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

شیعوں کو اس موقع پر لازم یہ تھا کہ جس طرح ہم نے ان کی معتبر کتابوں سے تحریف قرآن کی روایتیں تین اقرار کے ساتھ نقل کر دیں اسی طرح وہ بھی ہماری معتبر کتابوں کی روایتیں پیش کر کے کہے علماء اقرار دکھائے کہ یہ روایات متواتر ہیں اور یہ کہ یہ روایات تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ انھیں روایات کے مطابق سنی تحریف کے معتقد ہیں مگر کسی شیعہ مجتہد نے ایسا نہ کیا نہ کر سکتا ہے صرف روایت بنیہ تینوں اقراروں کے نقل کرتے ہیں اور اس روایت کا غلط مطلب اپنی طرف سے بیان کر کے کہتے ہیں کہ تحریف ثابت ہوگی غلط مطلب بیان کرنے میں حارثیہ اپنے علمائے سابقین سے بھی دو قدم آگے میں چنانچہ انشاء تعالیٰ عنقریب واضح ہوگا۔

آغاز مقصد

کسی شیعہ کی اب تک جرأت نہیں ہوئی کہ اہل سنت کو معتقد تحریف قرآن کا ہتھ بڑے بڑے

بے انصاف مکابروں نے اس بات کا استہرا کیا کہ اہل سنت کا ایمان قرآن شریف پر ایسا بختہ ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو محرف کہے اہلسنت اسکو کافر جانتے ہیں حتیٰ کہ شیعوں کے امام المناظرین مولوی حامد حسین استقصاء الافحام جلد اول کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

” مصحف عثمانی کہ اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان آنرا ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پسندارند“

مگر معلی القاب مجتہد پنجاب نے اپنے سابقین سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر سنیوں کو معتقد تحریف قرآن بیان کیلئے گواہی اس دعویٰ کے ثبوت میں ایک لفظ بھی پوری رسالہ میں نہیں لکھ سکے۔ مولوی حامد حسین وغیرہ صرف اس بات کے مدعی ہوئے تھے کہ سنیوں کی کتابوں میں تحریف قرآن کی روایت موجود ہے گو یہ بہت ان بھی کچھ کم نہ تھا مگر جاری صاحب اھیں کی کورانہ تقلید پر قناعت کرتے تو بھی غنیمت تھا۔

بہر کیف جن لوگوں نے یہ بہتان اٹھایا تھا کہ سنیوں کے یہاں تحریف قرآن کی روایتیں موجود ہیں ان کو ہماری کتابوں سے عبارتوں کو نقل کرنے منقولہ عبارتوں کے ترجمہ کرنے مطلب بیان کرنے میں طرح طرح کی خیانتیں کرنی پڑیں مگر افسوس کہ یہ خیانت کرنے پر بھی انکا کام نہ بنا۔ اس موقع پر چند باتیں سب سے پہلے یاد رکھنے کی ہیں۔

۱) اہل سنت کی وہ روایتیں جنکو یہ دھوکہ دینے والے تحریف کی روایتیں کہتے ہیں وہ نسخ کی اور اختلاف قرأت کی روایتیں ہیں جیسا کہ علمائے اہلسنت نے تصریح کی ہے ایک عالم نے بھی ان روایات کو تحریف کو نہیں سمجھا اور نہ سمجھ سکتا ہے اور لطف یہ کہ مناظرہ کے مقام پر علاحدہ اپنی جگہ پر بیٹھ کر خود علمائے شیعہ نے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ یہ روایت نسخ کی ہیں نہ تحریف کی چنانچہ

ماہ چنانچہ علامہ طبرسی شیعی اپنی شہور تفسیر مجمع البیان میں اس تفسیر سے جاری صاحب نے اپنے اسی رسالہ موغظ تحریف میں استناد کیا ہے ذیل آیت کریمہ ما نلینے من آیتہ لکھتے ہیں والسنۃ فی القرآن علی ضمیر منہا ان یفہ حکم الایۃ وتلاوتہا کہادوی عن الی بکونہ قال کنا لاتو غیو اعن الایکھ فانہ کفر بکھ ومنہا ان یتبت الایۃ فی الخط وینفع حکمها کقولہ وان فانکھ شی من ادوا جکھ الی الکفار فعا قیوا فہذہ ثابتۃ اللفظ فی الخط وینفعہ الحکم ومنہا ما یرفع اللفظ ویتبت الحکم کایۃ الزعم فقد قیل انہا کانت منزلۃ فوقع لفظها وقد جلد اخبار کثیرۃ بان اشبار

عقربیم انشاء اللہ تعالیٰ ہر روایات کو نقل کر کے یہ بات آنکھوں سے دکھادیں گے بخلاف اسکے شیعوں
کی روایات صراحتہ تحریف قرآن کو بیان کر رہی ہیں کہ سوا تحریف کے نسخ یا اختلاف قرات پر وہ کسی طرح
محمول نہیں ہو سکتیں چنانچہ خود علمائے شیعہ نے بھی اسکا اقرار کیا ہے اور وہ اقرار اور نقل ہو چکا۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ: نہ کانت فی القرآن فلتسبح تلاتہا فہنہا ما روی عن ابی موسیٰ انہم کافوا یقرؤن لوکان لابن آدم
وادیب من مال لا ابتغی الیہا نالنا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب
شور رفع وعن المس ان السبعین من الاضداد الذین قتلوا ببئر معونہ تنزل فیہم قرآن بلغوا عننا قوما انا
لقیناہم بنا فرضی عننا وادمانا اشرف ذلک دفع (توجیہ) نسخ قرآن میں کسی قسم کا ہوا یا از اجماع یہ کہ آیت کا حکم اور اس کی تلاوت
دونوں منسوخ ہو جائیں چنانچہ ابوبکر سے منقول ہے کہ وہ کہتی ہیں ہم لا زرعنا عن اباء کفر فانه کفر بکفر جھکو چھا کرتے تھے اور از اجماع یہ کہ آیت کی
لفظ و کتابت باقی رہ کر حکم منسوخ ہو جائے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وان فاکفر شیئی من اذوا حکم الی الکفر فاعلمتہم ہے اس آیت کے
کتابت میں قائم ہیں مگر حکم منسوخ ہے اور از اجماع یہ کہ آیت کی تلاوت منسوخ ہو جائے مگر حکم باقی رہے ہے آیت ربم میں پس تحقیق بیان کیا
گیا ہے کہ آیت ربم نازل ہوئی تھی تلاوت اسکی منسوخ ہوئی اور تحقیق بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں کہ کچھ آیتیں قرآن میں ایسی تھیں کہ
جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی تھی ان کے ایک نہایت وہ جو ابوبکر سے منقول ہے کہ لوگ لوکان لابن آدم وادیب من مللا لا
تبعی الیہما نالنا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب کی تلاوت کرتے تھے پھر یہ منسوخ ہو گیا
اس سبب سے روایت ہے کہ نشر انصار جو بئر معونہ میں شہید ہو گئے تھے ان کے تعلق ایک قرآن یعنی کچھ آیتیں قرآن پوری کتاب کا نام بھی
ہے اور نماز اذاعت کے اس کے اجزا کو بھی قرآن کہتے ہیں ان اذاعت ہوا یعنی بلغوا عننا قوما انا لقیناہم بنا فرضی عننا وادمانا اشرف ذلک
ہو گیا اس کے بعد صاحب صحیح البیان لکھتے ہیں کہ وہ ذکو نا حقیقۃ لکنہم عندا المحققین یعنی نسخ کی جو حقیقت محققین کے نزدیک تھی وہ ہم
نے بیان کر دی معلوم ہوا کہ تمام محققین شیعہ بھی نسخ کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں اور جن روایات کو مولوی دلداری مولوی حامد حسین وغیر وہ
ان کی تقلید کر کے جاری صاحب تحریف کی روایات بتواتر ہیں محققین شیعہ بھی انکو نسخ پر محمول کرتے ہیں نہ تحریف پر تحریف کی روایتیں تو وہ ہیں
جو کہتے شیعہ کے ساتھ خصوصاً ہیں سوا شیعوں کے بلکہ گویان اسلام میں سے کسی فرقہ کی کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں ملتا ذیل
سنا ہے۔ ذرا ان لوگوں کی بغیرت و دلیری تو دیکھیے! اپنے گھر کی تحقیقات کی بھی آنکھیں بند کر کے کس طرح انھوں نے متفق علیہ روایات
نسخ کو تحریف کی روایات کہہ دیا جاری صاحب نے اپنے اس رسالہ میں ہی سب روایتیں ذکر کی ہیں جیسا کہ آئندہ ہم دکھا لینگے اور جہاں
کس اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے وہ اور بھی لطیف ہے۔ کما سید علی انشاء اللہ تعالیٰ ۱۰ حاشیہ نمبر ۱۱۱ کیونکہ روایات شیعہ میں
صراحتہ یہ مضامین ہیں کہ قرآن منافقوں نے صحیح کیا منافقوں نے اس میں سے بہت کچھ نکال ڈالا اس کے نکل جانے سے موجودہ آیتیں ضبط و ربط
ہو گئیں منافقوں نے اپنی کفر کی تائید میں قابل نفرت و خلاف فصاحت مضامین اس میں بڑھائے جو اسے خالصہ ذرا لگی تھیں وہ قرآن میں
درجہ کوں ہی کی تہین قرآن میں بڑھا دی منافقوں کے نام بدل دیئے۔ تفسیر روکتا ہے کہ تحریف کے ہونے سے تمام آیتیں کے جہاں اگر قرآن
میں کسی بھی نہ ہو گئی ہوتی تو ائمہ مصوفین کا حق کسی شخص نے دہا ان تمام مضامین کی روایتیں بطور نمونہ کے کہتے شیعہ کی تصنیفات گزشتہ میں نقل ہو چکیں

اس اہلسنت کی یہ روایتیں اخبار احاد ہیں متواتر نہیں ہیں بلکہ ان روایات میں کراکثر کے صحیح ہونے میں بھی کلام کے لہذا بفرض مجال اگر یہ روایتیں تحریف پر دلالت بھی کریں تو اہلسنت کے نزدیک قابل اعتبار ہوتیں کیونکہ قرآن شریف متواتر ہے اور غیر متواتر شے متواتر کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور نہ بنیاد اعتقاد بن سکتی ہے بخلاف اس کے شیعوں کی روایات تحریف متواتر ہیں ان کے متواتر ہونے کا اور انہما از دو ہزار ہونے کا علمائے شیعہ نے اقرار کیا ہے جیسا کہ اوپر منقول ہوا۔

(۱۳) اہل سنت کے یہاں تحریف قرآن کا نام ممکن و مجال ہوتا قرآن اور متواتر صد شیعوں اور اجماع متواتر

حاشیہ صفحہ گذشتہ اور اختلاف قرات پر روایات شیعہ کے محمول نہ ہو سکنے کی وجہ تو اس کے علاوہ یہ بھی کہ جس طرح اہلسنت قال ہیں کہ قرآن سات قراتوں کے ساتھ نازل ہوا ہے شیعہ اسکے قائل نہیں ہیں، اصول کافی مطبوعہ مکتبہ صفحہ ۶۰ میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے ان القرآن واحد نزل من عند واحد ولكن الاختلاف يلجئ من قبل الوداعة یعنی قرآن ایک ہی اور ایک ہی کے پاس ہی نازل ہوا ہے لیکن اختلاف رادیوں کی طرف سے پیدا ہو گیا، نیز اصول کافی کے اسی صفحہ میں روایت ہے عن الفضیل بن یب د قال قلت لابي عبد الله عليه السلام ان الناس يقولون ان القرآن نزل على سبعة احرف فقال كذبا اعداد الله ولكن نزل على حرف واحد من عند الواحد یعنی فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن سات قراتوں پر نازل ہوا ہے تو امام نے فرمایا کہ وہ دشمنان خدا جھوٹ بولتے ہیں بلکہ قرآن صرف ایک قرات پر نازل ہوا ہے اور ایک کے پاس سے نازل ہوا ہے، ۱۲ کتب صحیحہ قرآن علیہ ج ۱۲ علامہ جلال الدین سیوطی نے اتفاق کی اسی نوع، ۴ میں صفحہ ۲۶ ج ۲ میں لکھا ہے تنبیہ حکم القاضی ابو بکر فی الانتصار عن قوم انكادها ان الضرب لان الاخبار فيه اخبار احاد ولا يجوز القطع على انزال قرآن وتسخيرها بانحاء الاحاد الاجتهاد فيها اذ جملها اگاه كونها ابيات، یہ کہ قاضی ابو بکر نے اپنی کتاب انتصار میں علما کی ایک جماعت سے فرح کی اس قسم غامض کا انکار کیا کہ کیونکہ دعوتیں اس بارہ میں خبر احاد ہیں اور جاہل نہیں ہیں یعنی قرآن کی نازل ہونے پر مشورہ ہو چکا اخبار احاد کی بنیاد پر جو کسی طرح سند نہیں ہو سکتیں اور ان روایات میں کراکثر کے صحیح ہونے میں کلام اسوجہ بھی ہے کہ سواد ایک روایت کے اکثر روایات کی پوری سند نہیں ملتی یا سند میں راوی جموں شیعہ کی اور متواتر قرآن شریف کے تسلسل شیعوں کی روایت ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی ۱۲ اسلئے قرآن شریف میں کئی آیتیں ہیں جن سے تحریف کا حال ہونا ثابت ہوتا ہے از انجیل ایک آیت یہ بھی ہے اما نحن نزلنا الذکور وانا لالحا ذنون یعنی تحقیق ہم نے نازل کیا ہے اس نصیحت کو اور تحقیق ہم اس کے حفاظت کرنے والے ہیں ظاہر ہے کہ جب بیانے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا تو ہمیں کسی قسم کی تحریف نہیں ہو سکتی نہ کئی شیئی نہ تفسیر و تبدیل نہ جزائی ترتیب سے صحیح کی آیتیں صاف صریح قرآن میں ہیں اور کچھ آیتیں وہ ہیں جو التزام قرآن شریف کے محفوظ ہونے پر دلالت کرتی ہیں مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غم نبوت کی آیت ظاہر ہے کہ جس قسم نبوت ہوگی اور قرآن شریف آخری کتاب ہے اور اگر وہ محفوظ ہو جائے تو تحت خدا بندوں پر کس طرح قائم ہوگی متواتر شیعوں کا بھی ایک اذخیرہ جو قرآن شریف کے محفوظ ہونے پر دلالت کرتا ہے مثلاً آنحضرت کا یہ فرمان کہ قرآن کو پانی میں نہ ڈالنا، حواشی ہر کوئی نہیں کر سکتے اور شکا بہ قیامت تک میرا دین باقی رہیگا وغیرہ۔ اجماع متواتر اگر کسی کو دکھتا ہو تو آری مال کا تلفوں کی تفسیر میں اہلسنت

سے ثابت ہے لہذا بالفرض کفرض شریک البیاری اگر کوئی روایت تحریف قرآن کی کتب اہلسنت میں
 ساذائتہ موجود بھی ہوتی تو قطعاً واجب الرد ہوتی بخلاف اسکے کہ شیعوں کے یہاں تحریف قرآن کا نامکن
 یونانہ قرآن سے ثابت ہے نہ متواتر و غیر متواتر کسی قسم کی حدیث سے نہ ان کے اجماع سے بلکہ تحریف قرآن کا
 وقوع ان کے نزدیک قرآن اور متواتر و غیر متواتر احادیث سے اور ان کے اجماع سے ثابت ہے لہذا بالفرض اگر کوئی
 روایت عدم تحریف قرآن کی ان کے کتب میں موجود بھی ہوتی تو قطعاً واجب الرد ہوتی۔

(۴) اہلسنت کی جن روایتوں کو یہ فریب دینے والے تحریف کی روایتیں کہتے ہیں ان روایتوں میں رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں بیان کیا گیا اور اہلسنت کے مذہب میں سوا رسول کے اور کوئی معصوم نہیں
 لہذا یہ روایتیں بالفرض کفرض اجماع التقیضین تحریف قرآن پر دلالت بھی کرتی ہیں اور بالفرض متواتر بھی ہوتیں
 تو بھی لائق اعتبار نہ ہوتیں کیوں کہ غیر معصوم سے غلط فہمی سہو و نسیان و خطائے اجتہادی وغیر اجتہادی طرح
 کی ممکن ہے اس لئے غیر معصوم کا قول و فعل بالاتفاق حجت نہیں اس پر اعتقاد تو بڑی چیز ہے عمل کی بنیاد
 رکھنا بھی حرام ہے بخلاف اس کے شیعوں کی روایات تحریف میں ائمہ معصومین کے اقوال ہیں جو ان کے زعم
 باطل میں مثل بیغیر کے معصوم و واجب الاطاعت ہیں

(۵) اہلسنت تحریف قرآن کے معتقد نہیں ہیں بلکہ معتقد تحریف کو قطعی کافر جانتے ہیں لہذا بالفرض کفرض

حاشیہ صفحہ گزشتہ: لکھی ہیں دیکھئے دلائل عقیدہ اگر کسی کو مطلوب ہوں تو وہ سید البشر امام اہل بیت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اتہام کو دیکھ جو اپنے
 حافظ قرآن کے لئے کیا اس اتہام کو دیکھ ایک غیر مسلم بھی کہہ سکتا ہے کہ بیشک ایک ایسے صاحب الہامی انسان کا دل مدبر عظیم کے اس فوق الفوق
 اتہام کے بعد قرآن کا حرف ہو جاتا عند التعلل محال عادی ضروری قرآن شریف میں تحریف کے محال ہو سکیو الخیم کے مناظرہ حصہ دوم میں جو لکھا ہے
 ہر صاحب قرآن کے پیر میں صفحوں میں ہم بیان کر چکے ہیں جس میں عقلی و نقلی ہر قسم کے دلائل اپنی فصاحت کے مطابق جمع کر دیے ہیں اور وہ بھی صحیح
 دکھلا دیا ہے کہ قرآن الیم کی جس قدر خدمات حق تعالیٰ کو مطلوب تھیں وہ سب شروع سے اس وقت تک اہلسنت و اہل بیت سے اس آواز سے آ رہے ہیں
 کسی ایسے غیرے پگلیان کو خدا نے ان خدمات میں شریک نہیں کیا سچ ہے یہ دخل من یشاء یعنی رحمتہ جس کو اس وقت کے دیکھنے کا

سورہ مناظرہ حصہ دوم کو دیکھئے دایعہ اللہ ما فیہ نفع لا دام اولی الا لیباب و شفاء للاسقام والادویا ص ۱۳
 حاشیہ صفحہ ذیل شیعوں کے نزدیک قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس میں خدا نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہو یا نہ انہ کا فظون میں
 ہے کہ جو اس کے ذکر سے رسول کی ذات مراد ہے اور انھیں کی حفاظت کا وعدہ ہے کہ کوئی کافر ان کو قتل نہ کرے گا چنانچہ ہماری صاحب بھی وعظ
 قرین قرآن میں یہ لکھ رہی ہیں دیکھو سورہ الذکورہ صفحہ ۶۶-۱۳۰ چنانچہ چند روایات کتب سیدہ سابقہ میں نقل کر چکے ہیں انہوں نے متواتر ہونے کی
 شرح بھی ان کے غلام کی زبان سے بیان ہو چکی ہے اور زیادہ دیکھنا ہو تو کتاب احتجاج طبری صفحہ ۱۱۹ سے ۱۲۲ تک دیکھو ۱۲

المحالات ہزاروں روایتیں بھی تحریف کی ہوتی تو یہ نہ کہا جاتا کہ ان کے مذہب کی رو سے قرآن محرف ہے
 بخلاف اس کے شیخ تحریف قرآن کے معتقد ہیں، معتقدین تحریف کو کافر کہنا کجا ان کو اپنا پیشوا اتے ہیں لہذا یہ کہنا
 درست ہے کہ ان کے مذہب کی رو سے قرآن محرف ہے۔

ان پانچ باتوں کے کچھ لینے کے بعد جو نہایت پختہ اور اصولی باتیں ہیں کوئی بیوقوف بھی کسی کے
 ذریعہ میں نہیں آسکتا اور اچھی طرح معلوم کر سکتا ہے کہ بحث تحریف میں شیعوں کو معارضہ بالمثل کی ہوس
 کا ذلت و رسوائی کے اور کچھ نتیجہ نہیں دیکھی۔ پتہ ہے۔ ح

(لال آور و آرزوے محال)

حاضر صاحب کی پیش کردہ روایات کی حقیقت

اب ہم حاضر صاحب کی پیش کردہ روایات کی حقیقت اور حاضری صاحب کے استدلال کی لطافت اور
 ان کے علم و دیانت کی حالت ظاہر کرتے ہیں اور اس حقیقت کو چند نمبروں پر تقسیم کرتے ہیں۔
 بمسئلہ حاضری صاحب کو معلوم تھا کہ اہل سنت کی جو روایتیں میں تحریف کی روایات کہہ کر پیش کرنا
 ہوں وہ نسخ کی ہیں لہذا آپ نے اپنے دام افتادوں اور جاہلوں کو مغالطہ دینے کے لئے نسخ کے معنی
 اپنی طرف سے گڑھ کر یہ بیان کر دے کہ ”تسخ کے معنی ہیں دو حکم سے پہلے کا حکم زائل اور باطل
 ہونا“ انتہی بلفظ رسالہ تحریف صفحہ ۱۵۔ دوسرا زبردست مغالطہ آپ نے یہ دیا کہ صفحہ ۱۵ میں یہ لکھ کر کہ
 نسخ کے لئے اہل سنت کے یہاں سات شرطیں ہیں پھر سات شرطیں تو اب صدیق حسن خالص صاحب
 مرحوم کی کتاب افادۃ الشیوخ سے نقل کر کے صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں۔ پس یاد رکھنا چاہئے کہ اہل سنت
 کے یہاں ان سات شرطوں کے ساتھ کسی آیت میں نسخ وارد ہو سکتا ہے ان کے سوا بنا بر روایات اہل سنت
 اگر کسی آیت میں لفظی معنوی یا اعرابی تغیر ہوا ہو تو وہ نسخ نہیں بلکہ یقیناً تحریف ہے بعض سنیوں نے جان
 چھوڑانے کے لئے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ ان کی مذہبی کتابوں سے جب انھیں تحریف ہونا دکھایا جاتا
 ہے تو وہ جھٹکے دیا کرتے ہیں کہ تحریف نہیں تنسخ ہے اس لئے اسی وقت فوراً اس سے یہ مطالبہ کیا جانا
 چاہئے کہ وہ اپنی ان سات مسلمہ شرطوں کے ساتھ تنسخ کو ثابت کرے ورنہ ان کی ان سات مسلمہ شرطوں کے
 خلاف تحریف کو تنسخ کہہ کر ٹال دینی کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا اور ایسی صورت میں جبکہ مسلمہ سات شرطوں

مطابق تفسیر ثنابت نہ کر کے گا تو لازماً اس کو تحریف کا قائل ہونا پڑے گا تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نزع، ۲۱
صفحہ ۲۱۵ مطبوعہ میں علامہ امام سیوطی نے تفسیر کے متعلق ابن حصار کا قول بڑی وضاحت سے لکھا ہے ان ماجرجع
الی نقل صریح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ عن صحابی یقول ایۃ اہتبی بلفظ یعنی اس کے سوا نہیں
کہ نسخ قبول کرنے کے لئے رجوع کیا جائیگا ایسی صریح حدیث کی طرف جو پیغمبر صلعم سے منقول یا ثقہ
صحابی سے جس پر نسخ آیت موجود ہوا انتہی بلفظ۔

اے اہل انصاف دیکھو یہ شیعوں کے قبیلہ و کعبہ اور محبت پنجاب ہیں جو ایسی معمولی معمولی باتوں میں
ایسے زبردست مناظرے مخلوق خدا کو دیتے ہیں اور اس پر القاب یہ کہ سرکار شریعت مدار میں سلطان
المحدثین ہیں صدر المفسرین ہیں۔ لاجول ولا قوۃ الا باللہ۔

اچھا اب دونوں مناظروں کی حقیقت سنئے مفسرین نے نسخ کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ اول
نسخ تلاوت فقط دوم نسخ حکم فقط سوم نسخ تلاوت و حکم معا چونکہ اتقان مطبوعہ مصر جز دوم
صفحہ ۲۳ میں ہے النسخ فی القرآن علی ثلاثۃ اضراب احدہا ما نسخہ تلاوتہ و حکمہ یعنی
نسخ قرآن شریف میں تین قسم کا ہوا ہے ایک وہ کہ تلاوت و حکم دونوں منسوخ ہوں پھر آگے چل کر لکھے ہیں۔
الضرب الثانی ما نسخہ حکمہ دون تلاوتہ و هذا الضرب هو الذی فیہ الکتب المولودۃ
دوسری قسم نسخ کی یہ ہے کہ صرف حکم منسوخ ہوا ہوا تلاوت منسوخ نہیں ہوئی اور یہی وہ قسم ہے جس میں
بہت سی کتابیں لکھی گئیں پھر اسی قسم خاص کے متعلق ابن حصار کا وہ قول نقل کیا ہے جسکو حائری صاحب نے
مطلق نسخ کے متعلق ظاہر کیا اور اسی قسم خاص کے متعلق وہ سات شرائط بھی ہیں جو حائری صاحب نے
افادۃ الشیوخ سے نقل کی ہیں پھر اس کے بعد اتقان میں ہے الضرب الثالث ما نسخہ تلاوتہ دون
حکمہ یعنی تیسری قسم نسخ کی یہ ہے کہ صرف تلاوت منسوخ ہوئی حکم منسوخ نہ ہو اور دوسرے مفسرین نے مثل
صاحب معالم التنزیل تفسیر کبیر وغیرہ کے یہی نسخ کی تین قسمیں بیان کی ہیں اور لطف یہ ہے کہ علمائے شیعہ نے
بھی نسخ کی ان تین قسموں کو قبول کر لیا ہے۔

پس جب نسخ کی تین قسمیں ہیں تو حائری صاحب کا نسخ کو صرف ایک قسم میں منجم کر دینا اور نسخ کی
تعریف میں حکم کی قید لگانا اور کہنا کہ "نسخ کے معنی ہیں دوسرے حکم سے پہلے حکم کا زائل اور باطل ہونا" کیسا
زبردست مناظرے یہ تعریف اگر ہو سکتی ہے تو نسخ کی قسم دوم یعنی نسخ حکم کی یہ مطلق نسخ کی نیز حجت معلوم

ہو چکا کہ حائری صاحب نے جس قدر شرائط نسخ کے افادۃ لشیوخ یا اتقان سے نقل کئے ہیں وہ نسخ کی ایک خاص قسم یعنی قسم دوم سے تعلق رکھتی ہیں تو حائری صاحب کا یہ کہنا کہ بغیر ان شرائط کے نسخ کا ثبوت ہو ہی نہیں سکتا اور جب نسخ نہ ثابت ہوا تو تحریف ماننا پڑے گی کیسا اھلا ہوا فریب ہے (اعاذنا اللہ منہ) اسی حضرت ابن سنیہ کی ایک قسم خاص ثابت نہ ہوئی تو دوسری قسم یعنی نسخ تلاوت تو ثابت ہو گئی۔

حائری صاحب کی مذکورہ بالا عبارت کو دیکھ کر ہر شخص نے سمجھ لیا ہو گا کہ حائری صاحب جن روایات اہل سنت کو تحریف قرآن کی روایت کہہ کر پیش کریں گے نہ ان میں تحریف کا ذکر ہے نہ علمائے اہل سنت ان روایات کو تحریف کا مضمون سمجھتے ہیں بلکہ حائری صاحب ان روایات سے اس طرح کھینچ تان کر تحریف ثابت کریں گے کہ وہ روایات نسخ پر محمول نہیں ہو سکتیں لہذا تحریف کا قائل ہونا پڑے گا۔ اگر نسخ پر محمول نہ ہو سکنے کی وجہ آپ نے تراشی کہ نسخ کی صرف ایک قسم ہے یعنی نسخ حکم اور اس کے لئے سات شرطیں ہیں وہ شرطیں ان روایات میں نہیں پائی جاتیں۔

پس جب کہ ہم حائری صاحب کی اس خود تراشیدہ وجہ کا فریب خالص ہونا ظاہر کر چکے اور دکھلا چکے کہ یہ خود تراشیدہ خود مذہب شیعہ کے بھی خلاف ہے علمائے شیعہ نے بھی نسخ کی تین تین بیانیہ ہیں تو اب کوئی حاجت حائری صاحب کی پیش کردہ روایات سے بحث کرنے کی باقی نہ رہی مگر چونکہ ہم کو حائری صاحب کی علمیت اور دیانت کا نمونہ کچھ اور بھی دکھانا ہے اسلئے ان روایات سے آئندہ بحث کی جائے گی۔

حائری صاحب کی مذکورہ بالا عبارت میں ابھی بہت سے لطائف باقی ہیں لہذا ان کو بھی مختصراً ملاحظہ کیجئے کیونکہ یہی عبارت آپ کے تمام استدلالات کی سنگ بنیاد ہے۔ قولہ اہل سنت کہ یہاں ان سات شرطوں کے ساتھ نسخ بالکل غلط اور محض فریب یہ شرائط صرف نسخ حکم کی ہیں نہ نسخ تلاوت کی اور وہ روایتیں جو آپ پیش کریں گے نسخ تلاوت سے تعلق رکھتی ہیں نہ نسخ حکم سے لہذا ان میں ان شرائط کی ضرورت نہیں۔

قولہ بعض سنیوں نے جان چھڑانے کے لئے انگریزوں کی علم سے بے خبری یا دیدہ و دانستہ دروغ بانی ہے سنیوں نے جان چھڑانے کے لئے ان روایات کو نسخ پر محمول نہیں کیا۔ بلکہ آپ اور آپ کے اکابر اپنی جان چھڑانے کے لئے ان روایات سے کھینچ تان کر تحریف ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر سونا کامی کے آپ

لوگوں کے حصہ میں کچھ نہیں آتا تحریف کا استنباط ان روایات سے کسی طرح ہو نہیں سکتا نہ کسی شیعہ نے ان روایات کو تحریف کے ثبوت میں پیش کیا تھا بلکہ علمائے شیعہ بھی ان روایا کو نسخ ہی پر محمول کرتے چلے آتے تھے یہ بے حیائی اور بے انصافی تو اب چند روز سے شروع ہوئی ہے غالباً مولوی ولد اعلیٰ و مرزا محمود کا خمیری پہلے شخص ہیں جنہوں نے تحفہ اثنا عشریہ کے جواب میں بہت ہو کر یہ بیان کیا ہے ہنگام اٹھائی کہ سنہوں کی روایات سے بھی تحریف قرآن ثابت ہو لہذا امام محمد بن رازی صاحب تفسیر کبیر امام بغوی صاحب معالم التنزیل ابو عبد اللہ حاکم مصنف مستدرک حافظ اکھدیت علامہ ابن عبد البر مصنف تمہید علامہ سیوطی مصنف اتقان وغیرہ وغیرہ جو اپنی کتب نامبرودہ وغیرہ میں ان روایات کو نسخ پر محمول ہونا بیان کر گئے اس کو جان چھڑانا کس طرح کہا جا سکتا ہے جب کہ اس بہتان کے ایجاد کرنے والے مولوی ولد اعلیٰ وغیرہ ان علمائے کرام کے صدیوں بعد پیدا ہوئے۔

تو لہذا جھٹ کھدیا کرتے ہیں کہ یہ تحریف نہیں تیخ ہے ایخ جھٹ کھدیا تیخنی اصلی اور حقیقی بات یہی ہے کہ اہل سنت کی کسی روایت میں تحریف قرآن کا نام و نشان نہیں ہے نسخ کا البتہ ذکر ہے چنانچہ عقربیم روایات اہل سنت منقولہ حاکمی صاحب کے لفظ سے دکھادینگے کہ ان روایات سے تحریف کا مضمون ٹھیسج تان کر بھی کوئی شخص نہیں نکال سکتا۔

تمام دنیا کے شیعہ مجتہدین مل کر ایک بھی روایت تحریف قرآن کی اہلسنت کی کسی معتبر کتاب میں دکھلا دیں تو میں ان کو جو احکام مانگیں مینے کے لئے تیار ہوں۔

تو لہذا اس وقت فوراً اس سے یہ مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ وہ اپنی ان مسلمہ سات شرطوں انج کوئی ایسا ہی جاہل بے عقل ہوگا جو نسخ حکم کی شرائط کا مطالبہ نسخ تلاوت کے مدعی سے کرے گا۔

تو لہذا لازماً اس کو تحریف قرآن کا قائل ہونا پڑے گا انجناب بڑی صاحب مدظلہ اور مدظلہ کے محال۔ اہل سنت کے کسی جاہل سے جاہل کو بھی تحریف قرآن کا قائل بنا لینا ابلیس کی طاعت سے بھی باہر ہے۔ قرآن شریف کی حقانیت و محفوظیت کا عقیدہ ہمارے دلوں میں اور دلوں کے

دگ و ریشہ میں ایسا سراپت گر گیا ہے کہ انشاء اللہ نکل نہیں سکتا۔

قولہ یا ثقہ صحابی سے منقول ہوا انجلیب حارثی صاحب سے فوراً یہ مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ آپ نے ثقہ کی قید صحابی کے ساتھ اپنی طرف سے کیوں لگائی۔ علامہ سیوطی کی عبارت حسین کا آپ ترجمہ کر رہے ہیں اس میں تو کوئی لفظ نہیں جس کا ترجمہ ثقہ ہو اور لطف یہ کہ اصل عبارت بھی آپ نے نقل کر دی ہے۔ درحقیقت یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ یہ دلاورست و ذروے کہ کف چسپراغ وارد، ایک سنی کی عبارت کے ترجمہ میں صحابی میں ثقہ غیر ثقہ کی تحقیق پیدا کرنا یقیناً سخت خیانت ہے لیکن اس قسم کی خیانتیں ترجمہ میں بیان مطلب میں کتابوں کے حوالہ میں آپ کے اس سوال میں بکثرت ہیں کیوں نہ ہو آخر آپ مجتہد بھی ہیں۔

تیسرے دو م نسخ کے معنی اور اس کے شرائط اپنی طرف سے تصنیف کر چکنے کے بعد درمیان میں کچھ اور فضولیات زیب رقم فرما کر جناب حارثی صاحب مجتہد حریف کو شروع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

اہل سنت کا تہران ناقص ہے۔ فرمایا صاحبان اہلسنت جماعت نے عام طور پر یہ مشہور کر رکھا ہے کہ شیعوں کا تہران ناقص ہے یہ محض غلط بہتان اور افتراء ہے صرف دھوکا دینے کی غرض سے یہ لوگ ایسا کہہ دیا کرتے ہیں۔ سنو! شیعوں کا یہی قرآن کامل ہے جس کا ثبوت میسر ذمہ ہے ابھی ابھی میں اپنے اس دعویٰ کا مدلل ثبوت آپ کے سامنے پیش کروں گا مگر عطاے ثناء بلفتائے شاکہ اقتضا سے پہلے ان کا اعتراض انھیں کی مسد کتب سے انھیں پر پیش کرنا ہوں تاکہ گریجویٹ اور محققین میں تعلیم یافتہ طبقہ ابھی طرح سمجھ جائے کہ ایسے لوگوں کو دوسروں پر اعتراض کرنے کا سبب اور کیا ہو سکتا ہے سوا اس کے کہ تعصب کی صینک آنکھوں پر لگی ہوئی ہے جس سے دور کا تھکا تو آب آسانی نظر آجاتا ہے لیکن قریب کا شہتیر بھی نہیں دکھائی دیتا اپنی مذہبی روایات کو نادانف ہو کر خواہ مخواہ دوسروں کو چھڑ چھاڑ کر طعن کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کرتا ہے کہ طاعن کے ذہن کا بیخہ ادھیڑ کر تمام پرزے سامنے رکھ دیے جاتے ہیں جس پر وہ طاعن حسرت

افسوس کے ساتھ ملتا جاتا ہے۔

تفسیر اتقان مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۲۶۶ سطر ۹ میں امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے قال ابو عبیدہ قحذتنا اسمعيل بن ابراهيم عن ايوب عن نافع عن ابن عمر قال لا يقولن احدكم وقد اخذت القران كله وما يدريه ما كله قد ذهب منه قران كثر انتهى بلفظ یعنی ابن عمر سے مروی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں دعویٰ کر سکتا کہ اس نے پورا اور مکمل قرآن تمسک کیا ہے اور اسکو کیوں کہ معلوم ہو سکتا ہے کہ مکمل اور پورا قرآن کیا ہے کیونکہ اس قرآن کا بہت سا حصہ اس میں سے نکل گیا ہے۔ نہ مایا کیوں صاحب فرمائیے اب کس کا قرآن ناقص ہوا شیعوں کا یا اہل سنتوں کا خلیفہ زادہ حضرت ابن عمر سنی تھا یا شیعہ اس نے تو بیانگ دہل یہ کھول کر کہہ دیا ہے کہ ایک نعر بھی تم میں سے اس امر کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے پورے اور مکمل قرآن کا تمسک کیا کیونکہ سنہوں کے خلیفہ زادہ کے قول سے تو یہ قرآن ناقص ہے پھر ناقص قرآن کا ماننے اور تمسک کرنا یا سنہوں کا گردہ کال قرآن کے ماننے والے شیعوں پر من کرنا کیا حق رکھتا ہے۔

جناب حائری صاحب کی پوری عبارت بلفظ ختم ہو گئی اب بصواب ملاحظہ ہو۔

الجواب بعون الملک الوہاب

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ جناب حائری صاحب نے جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے ایک چیز بھی ان کی قوت علمی یا تتبع کا نتیجہ نہیں سوا چند لطائف کے جو ان کے مجتہد اور سرکار شریعت مدار ہونے کی سند ہیں چنانچہ یہ روایت مرزا محمد صاحب کشمیری نے ہرم میں اور مولوی دلدار علی صاحب مجتہد اعظم شیعہ صوامر میں پیش کر چکے تھے اور اس کا جواب باصواب مولانا سیف الدین بن اسد انڈسٹانی ثنیۃ السقیہ میں جیسا کہ چاہئے دے چکے تھے پھر شیعوں کے امام عالی مقام مولوی حامد حسین نے اسی روایت کو استقصار الافحام میں پیش کیا جس کا زلزلہ انگن جواب اس حقیر نے آج ہی نہیں

لے اس ترجمہ میں کئی غلطیاں ہیں چنانچہ ہم نے ان برزخان سندس کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے جواب میں اس کی توضیح ہو گی ۱۲
 ۱۳۲۱ھ میں بھی لکھی اور اس سے آٹھ سال قبل ۱۳۱۹ھ میں لکھی تھی۔

سال پہلے الختم مورخہ ۱۳۲۳ھ میں دیا تھا جس کے رد کرنے کی اس وقت تک کسی ضعیفہ کو ہمت نہیں ہوئی اسی روایت کو پھر پیش کر رہے اور ان جوابات کا نام تک نہیں لیتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپ کی تازہ تازہ نو بنو تحقیقات ہے۔ سبحان اللہ لہذا میں اس وقت بجائے اس کے کہ نئی عبارت میں جواب دوں اپنے اسی پرانے انیس برس کے چھپے ہوئے جواب کو مع عبارت استقصاء الانعام کے نقل کئے دیتا ہوں۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہو جائیگی کہ جناب حاضری صاحب استقصا کی خوشتر جبینی بھی نہ کر کے۔

نقل عبارت الختم مورخہ ۲۸ محرم ۱۳۲۳ھ

جناب مولانا موصوف یعنی مولوی حامد حسین (استقصاء الانعام کے) مبحث تحریف کے

آغاز میں لکھتے ہیں۔

بعض روایات ناہتہ بروقع نقصان و حذف اسقاط و تبدیلی و تحریف در قرآن دریں جا نقل نموده می شود فہتہامانی الدر المنثور للسیوطی شرح البوصیدہ و ابن الضریس و ابن الانباری فی المصاحف عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کما یدرہ کلامہ قد ذهب منہ قرآن کثیر و لکن یقول قد اخذت ما ظہر منہ انتہی تجرست کہ جناب ابن عمر قائل وقوع نقصان در قرآن باشند و مردم را از راه شفقت و نصیحت از ادعا کے باطل اخذ تمام قرآن منع نمایند و تصریح فرمایند کہ بسا کے القرآن دستخوش نقصان گردیدہ و کسے زبان ایشان یگر دو دست رد بر سینه ایشان

بعض وہ روایتیں جو قرآن میں نقصان اور حذف و اسقاط و تبدیلی و تحریف کے واقع ہو جانے پر لفظ صریح ہیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں منجملہ ان روایتوں کے ایک وہ روایت ہے جو سیوطی کے درمنثور میں ہے کہ ابو عبیدہ اور ابن ضریس اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہو کہ میں نے پورا قرآن یاد کر لیا ہے وہ نہیں جانتا کہ کل قرآن کس قدر تھا بہت سا قرآن جاتا رہا ہے بلکہ یہ کہو کہ جس قدر قرآن موجود ہے اُسے میں نے یاد کیا سوائے انتہی۔ حیرت ہو کہ جناب ابن عمر قرآن میں کمی کے قائل ہوں اور لوگوں کو ازراہ شفقت و نصیحت بردار قرآن کو حفظ کر لینے کے جھوٹے دعویٰ سے منع کریں اور

اور تصریح فرمائیں کہ بہت سا قرآن کم ہو گیا ہے
 اور کوئی ان کی زبان نہ پکڑے اور ان کے سینہ پر
 رو دکر کا ہاتھ نہ رکھے اور اگر بے چارہ کوئی شیعہ
 اہل بیت طاہرین کی بہت سی احادیث کے
 موافق جو قرآن کے ناقص ہو جانے کی تصریح کر رہی
 ہیں تحریف اور نقصان کا لفظ زبان سے نکالے
 تو طعن و ملامت کے تیر و کا نشانہ بن جائے اور اسپر تشنیع و
 استہزا ہونے لگے یہ ایک عجیب بات ہے اور غفلت و عبرت حاصل
 کرو باقی رہا ابن عمر کے اس قول کی ابتدا میں کرنا کہ آنجاہی
 غرض قرآن کو جاتے رہنے سے پہلے کہ جس قدر منسوخ التلاوة
 ہو گیا نکل گیا ہر ایک نسخی کی بات ہے کیونکہ جس قدر قرآن
 منسوخ التلاوة ہو گیا وہ قرآن کی حقیقت و ماہیت
 سے خارج ہو گیا اس کو قرآن سمجھنے کا کوئی مطلب نہیں
 بلکہ اس کا لکھنا بھی قرآن میں جائز نہیں ہے اور اس بنا
 پر پورے قرآن کے حفظ کا دعویٰ کرنا صحیح ہوگا اور
 اس دعویٰ سے منع کرنا جائز نہ ہوگا پس گو یہ تاویل
 قرآن میں کمی کے ثبوت کو دفع کر دے مگر ابن عمر کے
 عقل کی کمی اور ان کے رائے کی سبلی کو بھی ثابت کر دے گی
 کہ انھوں نے منسوخ التلاوت کے نکل جانے کو سبب
 پورے قرآن کے حفظ کا دعویٰ کرنا منع کیا اور یہ تاویل
 ان کے منہ پر طعن و ملامت کے دروازوں کو کھول دے گی
 اور شاید سنیوں کے نزدیک قرآن کو ناقص ہونے
 سے بچانا ابن عمر کی آبرو کو ملامت و ذلت
 سے بچانے سے زیادہ اہم نہ ہو۔

گزار دو اگر بے چارہ شیعیہ بمقتضائے احادیث
 کثیرہ اہل بیت طاہرین مصرعہ بوقوع نقصان در
 قرآن حرف تحریف و نقصان بر زبان آرد ہفت
 سهام و طعن و ملام و مایہ استہزا و تشنیع
 گردد ان هذا الشئ عجاب فاعتبروا
 یا اولی الا لباب و اما تاویل افادہ
 ابن عمر باین کہ غرض جنابش از فقہرہ قد
 ذہب منہ قرآن کثیر این است کہ اچھے منسوخ
 التلاوة بورہ از ان رفتہ است از ضلکہ پیش نیست
 زیرا کہ ہر قدر کہ منسوخ التلاوة شد از حقیقت
 قرآن و ماہیت آن خارج گردیدہ آنرا قرآن
 دانستن معنائے ندارد بلکہ کتابت آن ہم در قرآن جائز
 نیست و بنا بر این ادعائے اخذ تمام قرآن
 صحیح باشد و منع از ان ممنوع و قطعاً غیر جائز
 پس گو این تاویل دافع ثبوت نقصان
 قرآن باشد لیکن نقصان عقل و
 خفت رائے جناب ابن عمر کہ بجمہت
 ذہاب منسوخ التلاوة از دعائے اخذ
 تمام قرآن منع نہ مودہ اند
 ثابت می نماید و ابواب طعن و ملام را
 بر روی جنابش می کشاید۔
 ولعل صیانتہ القرآن عن النقصان
 لانگون اہم عندہم من صیانتہ
 و عرض جنابہ عن الملام و الہوان

ناظرین اس عبارت کو غور سے دیکھیں تو انہیں خود ہی جناب مولوی صاحب کے استدلال کی لطافت ظاہر ہو جائے گی۔ اس روایت کے کسی لفظ سے بھی یہ مطلب نہیں نکلتا کہ قرآن میں تحریف ہو گئی ہے۔

حاصل اس روایت کا صرف اس قدر ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ مجھے پورا قرآن یاد ہے کیونکہ بہت سا حصہ قرآن کا چلا گیا ہے لہذا یہ کہنا چاہیے کہ حقیقتاً موجود ہے وہ مجھے یاد ہے مقصود حضرت ابن عمر کا درحقیقت یہی ہے کہ قرآن کا بہت سا حصہ منسوخ ہو گیا کی وجہ سے اس مصحف میں نہیں ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ قرآن پورا مجھے یاد ہے جھوٹ ہو گا۔

مولوی حامد حسین صاحب نے جو اس روایت میں یہ لفظ دیکھا کہ "بہت سا قرآن کا حصہ چلا گیا" وہ خوش ہو گئے انہیں اس سے کچھ مطلب نہیں کہ یہ حصہ تحریف کے سبب چلا گیا یا نسخ کے سبب۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتقان کی سینتالیسویں نوع میں اس روایت کو منسوخ التلاوة کی مثال میں لکھا ہے وہ فرماتے ہیں "والضرب الثالث ما نسخ تلاً وقتاً دون حکمہ وامثلہ هذا الضرب کثرتہ قال ابو عبد اللہ یعنی تیسری قسم منسوخ کی وہ ہے جس کی تلاوت منسوخ ہو گئی مگر حکم منسوخ نہیں ہوا اس قسم کی مثالیں بہت ہیں اس کے بعد انہوں نے یہ روایت ذکر کی ہے۔

باقی رہا جناب مولانا حامد حسین صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ روایت نسخ پر محمول نہیں ہوتی اس لئے کہ حضرت ابن عمر نے اس حصہ کو جو کہ کل گیا قرآن کہا ہے اور منسوخ التلاوة کو قرآن نہیں کہتے، منسوخ تو قرآن کی حقیقت ہی سے خارج ہے یہ جناب مولانا کی خوش فہمی اور قوت علمی کا نتیجہ ہے بلکہ یہ زور قلم ہے کہ کسی مقام پر رکنا ہی نہیں۔ پوچھئے یہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ منسوخ قرآن کی حقیقت وہاں سے خارج ہو قرآن کی حقیقت سوا کلام نفسی الہی کے اور کیا ہے تو کیا جس قدر آیتیں منسوخ ہو گئیں وہ کلام نفسی الہی نہیں ہیں جس قدر حدیثیں منسوخ ہو گئیں اب وہ حدیث ہی نہیں ہیں کوئی شخص اپنے کسی کلام کو منسوخ کر دے تو کیا وہ اس کا کلام ہی نہ رہے گا یہ عجیب بات ہے جو سوا مولوی حامد حسین صاحب کے اور کوئی نہ کہے گا شاید مولوی صاحب نے اصول فقہ میں قرآن کی یہ تعریف دیکھی ہوگی المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلًا متواترًا یعنی صحیفوں میں لکھا ہوا اور ہم تک بتواتر منقول ہو اور یہ تعریف چونکہ منسوخ التلاوة

بے صادق نہیں آتی اسلئے انھوں نے یہ خیال کر لیا کہ آیات منسوخہ قرآن کی حقیقت ہی سے خارج ہیں مگر مولانا مولوی حامد حسین صاحب یہ کیوں نہ سمجھے کہ اصول فقہ کی اصطلاحات قرن صحابہ کے بعد منعقد ہوئی ہیں ان اصطلاحات کا صحابہ کے کلام میں جاری کرنا بالکل بعید از عقل ہے بلکہ یہ اصطلاحی تعریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جب کہ قرآن مصاحف میں نہ لکھا گیا تھا غیر منسوخ بے بھی صادق نہیں آتی اصولیوں نے یہ تعریف بیشک آیات منسوخہ کے اخراج کیلئے کی ہے کیونکہ ان کے زمانے میں آیات منسوخہ بسبب عدم تواتر کے یقینی طور پر قرآن نہیں کہی جاسکتی تھیں اور ان کو حدیث سے زیادہ کوئی رتبہ نہیں دیا جاسکتا تھا لیکن جن لوگوں نے بلا واسطہ ان آیات کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا تھا انھیں ان آیات کے قرآن ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا تھا حضرت ابن عمر نے ان آیات کو بلا واسطہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا لہذا انھیں حق تھا کہ وہ ان کو قرآن کہتے اور چونکہ وہ آیتیں مصحف میں نہیں ہیں لہذا انکی احتیاط اسی کی مقتضی تھیں کہ وہ بغیر ان تمام آیتوں کے یاد کئے ہوئے پورے قرآن کے یاد کر لینے کے دعویٰ کو منع فرماتے اصل استدلال کا جواب ہو چکا اب مولوی صاحب کی فضول باتوں کے جواب دینے کی ضرورت نہیں اگرچہ اقتداء الاسلام میں ہم نے انکے لفظ لفظ کو الٹا ہے آخر میں جو مولوی صاحب موصوٹ نے فرمایا ہے کہ شاید سنیوں کے نزدیک قرآن کا الخ اس کا جواب ہے کہ یہ شیوا سنیوں کا نہیں ہے سنی قرآن کے برابر کسی کی عظمت نہیں سمجھتے خواہ حضرت ابن عمر ہوں یا حضرت عمر یہ شیوا شیعوں ہی کو مبالغہ ہے۔

مولانا سیف الثربین اسد اللہ مدنی نے اس روایت کے جواب میں ایک بات نہایت عمدہ لکھی ہے کہ حضرت ابن عمر کے مزاج میں اس قسم کی احتیاط بہت تھی چنانچہ وہ یہ بھی منع کرتے تھے کہ کوئی یہ نہ کہے میں نے پورے رمضان کے روزے رکھے کیونکہ پورے رمضان میں رات بھی داخل ہے اور کوئی شخص رات کو روزہ نہیں رکھتا انکی عبارت کتاب تنبیہ السلفیہ رد صوامم کی یہ ہے۔

و عبد اللہ ابن عمر و گفتگو اس قسم احتیاط یا سیاہی و مرعی داشت چنانچہ ابن ابی شیبہ و دیگر ان از روایت کردہ اند کہ او منع میکرد از گفتن این کہ صمت رمضان کلہ زیر کہ شب داخل رمضان است و محل صوم نیست

البنم کی عبارت ختم ہوئی

حائری صاحب کی پیش کردہ روایت کا تو ثانی دکانی جواب ہو چکا اور اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ اس روایت کو اگر صحیح مان لیا جائے اور بالفرض کفر من المحالہات یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ روایت ایسی زبردست ہو کہ تو ان قرآن کا مقابلہ کر سکتی ہے تو بھی اس روایت سے نہ قرآن کا ناقص ہونا ثابت ہوتا ہے نہ یہ کہ حضرت ابن عمر نے اس قرآن کو ناقص کہا کوئی مصنف اگر اپنی کتاب کا کوئی حصہ خود منسوخ کر دے اور کوئی اس پر یہ کہہ دے کہ یہ کتاب یورپی جس قدر تصنیف ہوئی تھی اتنی نہیں ہے تو اس سے نہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ کتاب ناقص ہو گئی نہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ اس کہنے والے نے اس کو ناقص کہا۔ اب ذرا یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ حائری صاحب کی جسارت اور مولوی حامد حسین کی جرات میں کیا منسوق ہے۔

۱۱) مولوی حامد حسین چونکہ کچھ علم بھی رکھتے تھے اور اپنی کتابوں پر بھی ان کی نظر تھی اس لئے یہ بہت زور دے کہ حائری صاحب کی طرح یہ کہہ دیتے کہ شیعوں کو قرآن کے ناقص کہنے کا الزام دینا محض غلط بہتان اور افتراء ہے اور شیعوں کا یہی کامل قرآن ہے بلکہ انھوں نے صاف اقرار کر لیا کہ کتب شیعہ میں بکثرت احادیث اہل بیت طاہرین کی موجود ہیں جن کا مقتضی یہ ہے کہ قرآن میں تحریف ہو گئی۔ جناب حائری صاحب کی نظر اپنی کتابوں پر بھی نہیں ہے جس کا تجربہ لاہور میں کسی بار ہوا۔

ع در کفر یہ ثابت نہ زنا ررار سوا مکن

۱۲) مولوی حامد حسین نے اس روایت کے نسخ تلاوت پر محمول ہونے کو اس طرح رد کرنا چاہا کہ جو آیتیں منسوخ التلاوة ہو گئیں وہ قرآن کی حقیقت سے خارج ہو گئیں انہی حائری صاحب کی طرح ان سے یہ بہادری نہ ہو سکی کہ نسخ حکم کی شرطوں کو نسخ تلاوت پر چسپاں کر کے کہہ دیتے کہ صاحبوا سنیوں کے یہاں نسخ کی سات شرطیں ہیں جب یہ شرطیں یہاں موجود نہیں تو یہ روایت نسخ پر کیے محمول ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ ایسی کھلی ہوئی خیانت بہت جلد ذلیل کر دیتی۔

۱۳) مولوی حامد حسین نے یہ بھی استرار کر لیا کہ یہ روایت نسخ تلاوت پر محمول کی جاوے تو قرآن کے ناقص ہونے کا ثبوت اس روایت سے دفع ہو جائے گا مگر حائری صاحب تو پہلے ہی یہ فقرہ تراش چکے تھے کہ شرائط نسخ نہیں پائے جاتے لہذا یہ روایت نسخ پر محمول ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ کیوں ایسا اقرار کرتے۔

(۴۱) یہ روایت درمنثور میں بھی ہے اور اتقان میں بھی مولوی حامد حسین نے اتقان کا حوالہ دینے کی جرات نہ کی کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اتقان میں اول تو تصریح اس بات کی ہے کہ یہ روایت نسخ تلاوت کی ہے دوسرے اتقان میں یہ بھی تصریح ہے کہ ایک بڑی جماعت علمائے تفسیر و حدیث کی ان روایتوں کو نہیں مانتی مگر حاضری صاحب نے یا تو اتقان دیکھی نہیں اتقان کی عبارت کہیں ان کو نقل کی ہوئی لگتی یا ان میں اتنی حیا بھی نہیں جتنی مولوی حامد حسین جیسے مکار میں ہے۔

ابھی اور بہت سے فرق ہیں مگر تبرکاً بعد و خلفاً راشدین صرف چار پر اکتفا کی گئی۔ اب حاضری صاحب کی فضولیات بلکہ خرافات کا جواب ملاحظہ ہو۔

قولہ، صرف دھوکا دینے کی غرض سے ان جناب حاضری صاحب اگلوں خ انداز پاداش سنگ است، خوب یاد رکھیے سنیوں کا شیوہ دھوکا دینا نہیں، دھوکا دینا ان کے مذہب میں حرام ہے خود آپ کے اصحاب ائمہ نے ائمہ سے بیان کیا ہے کہ سنیوں میں سچائی ہے، امانت ہے، وفا ہے اور شیعوں میں نہ سچائی ہے نہ امانت نہ وفا۔ دھوکا دینا آپ کا شیوہ ہے جیسا کہ اسی رسالہ میں آپ نے نسخ حکم کے شرائط کو نسخ تلاوت چرچاں کر دیا۔ دھوکا دینا آپ کے اکابر کا شیوہ ہے خاص کر آپ کے جناب جعفر صاحب کا جو ہرات میں ستر ستر پہلو اپنے نکل جانے کے رکھ لیتے تھے جنھوں نے جھوٹ بولنے، دھوکا دینے کو ہر شیعوں کے لئے رکن اعظم دین کا قرار دیا اور ان کے والد ماجد جناب ہاتر صاحب نے فرمایا کہ یہی میرا بھی دین ہے اور میرے رباب دادا کا بھی یہی شیوہ تھا بلکہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ خدا کا شیوہ بھی یہی ہے (فقوہ بالشر)

قولہ، یہ نتیجہ ہوا کرتا ہے کہ طاعن کے مذہب کا بجز انچہ یہ بات تو آپ نے بالکل سچ ہی الکذیب قد یصدق بیشک اس کا تجربہ آپ لوگوں کو ہو چکا ہے مگر انیسویں بھر بھی باز نہیں آتے حضرت حمزہ للعالمین کے اصحاب کرام اور ازواج مطہرات اور ان کی ذریت طیبہ جناب سیدہ حضرت فاطمہ زہرا کے جگر گوشوں پر طعن کرنے کا نتیجہ آپ نے بارہا دیکھا ہو گا کہ ابن سبا کی سنی ہوتی نہ وہی چادر کا بچہ نہیں تارتا الگ الگ ہو گیا۔ سچ ہے یہ

چوں خرد خواہم کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

قولہ خلیفہ زادہ حضرت ابن عمر سنی تھا کہ شیعہ انہی آپ کیا پوچھتے ہیں ہمارا تو خلیفہ علی بھی سنی تھا اور قرن اول میں شیعہ تھا کون کوئی بھی نہیں صرف پانچ آدمیوں کو آپ کے اکابر دین نے شیعہ بتایا ہے تو ان کی بابت بھی آپ لوگوں کا بیان ہے کہ کوٹھڑی میں بیٹھ کر تنہائی میں مہرے مذہب شیعہ کی باتیں کرتے تھے مجمع عام میں سنی بنے رہتے تھے حتیٰ کہ حضرت علی اپنی خلافت میں بھی تقیہ کر کے سنی بنے رہے۔ اب آپ لوگوں کی روایت وہ بھی کوٹھڑی کے اندر کی جس کا نہ کوئی گواہ نہ مشاہد اور وہ روایت بھی سراسر عقل کے خلاف جس وقعت کی نظر سے دیکھی جاسکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے سب کو آپ کا دل ہی جانتا ہے۔

قولہ کامل قرآن کے ماننے والے شیعوں انہی یہ جملہ خود اپنے ضمیر کے خلاف لکھ رہے ہیں ورنہ یہ مصرعہ آپ پر چسپاں ہوتا کہ ع "مگر موٹے بخواب اندر شتر باشد" اجماع حضرت اب وہ زمانہ گیا کہ جس میں یوقوف کو جس طرح چاہا آپ نے سمجھا لیا اب سب کو اجماعی طرح معلوم ہو گیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن شریف کے کسی ایک حرف پر بھی نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

اب ترجمہ کے اغلاط ملاحظہ ہوں۔ روایت اتقان میں لا یقولن نہی کا صیغہ ہے یعنی حضرت ابن عمر حکم دے رہے ہیں کہ ہرگز نہ کہے۔ حارثی صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں دعویٰ نہیں کر سکتا انشا کو خبر بنا دیا یہ تو علمی غلطی تھی۔ اب دیانت کی خوبی دیکھیے اخذت کے معنی تمسک کیا اور اس قرآن کا لفظ "ہاں" اپنی طرف سے بڑھا دیا تاکہ معلوم ہو کہ ابن عمر کے یا کسی اور کے پاس کوئی اور قرآن بھی تھا لاجل ولاقوۃ الا بالشر۔

نمبر سوم جناب حارثی صاحب عبارت منقولہ کے بعد رقم فرماتے ہیں۔ سنیوں کے قرآن میں زیادتی فرمایا صاحبان! آپ یہ خیال نہ فرمائیں کہ سنیوں کے اعتقاد میں صرف نقصان ہی ان کے قرآن میں واقع ہوا ہے بلکہ جہاں بعض آیتوں کا ان کی سلمہ روایات کی بنا پر قرآن سے نکل جانا ثابت ہو گیا ہے۔ زیادہ کیا جانا بھی ان کی معتبر روایتوں سے ثابت ہے جن سے معلوم ہوا کہ زیادتی اور کمی دونوں قسم کی تحریف قرآن میں سنیوں کا اعتقاد اور مذہب ہے، نمونہ کے طور پر

زیادتی کی بھی دوچار مثالیں سن لیجئے۔

۱۱) تفسیر آتقان مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۴۶ ۲۴۷ سطر میں امام جلال الدین رقمطراز ہے و سَوَدُ
الاعراف نريد فيها المصاد على آله لما فيها من شرح القصص
انتهى بلفظها۔

یعنی سورۃ اعراف پارہ ۸ رکوع ۸ کا شروع جو موجودہ قرآن میں اقص سے
ہوتا ہے یہ دراصل آئمہ میں حرف تھے اس میں ایک حرف صا د اس لئے زیادہ
کر دیا گیا ہے کہ اس میں بیسوں کے قصہ کا بیان ہے۔

۱۲) ایضاً صفحہ ۲۴۶ سطر میں مرقوم ہے و زید فی الرعد سما لاجل الرعد
انتهى بلفظها۔ سورۃ رعد ۶۴ ۱۳ کا شروع جو موجودہ قرآن میں المر سے
ہوتا ہے دراصل الحونازل ہوا تھا اس میں ایک حرف مر زیادہ کر دیا گیا کیوں کہ
اس سورۃ میں رعد و برق کا ذکر ہے۔

فرمایا کیوں جناب فرمائیے اب تو قرآن میں کمی اور زیادتی مومنوں کے
اعتقاد و سینوں کا ہوا یا شیعوں کا بغیر مندرکے لئے تو ڈوب مرنے کا مقام
ہے کہ جس کے گھر کا یہ حال ہو وہ کسی کامل الایمان مذہب پر تحریف کا بہتان
کیوں کر کر سکتا ہے۔

الجواب بعون الملک الوفا

جناب حائر می صاحب نے جو یہ لطف کارروائی اس استدلال میں کی ہے واقعی لائق انعام
ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کارروائی کا ارتکاب کم علمی کی وجہ سے ہوا یا دیدہ و دانستہ اپنے
مذہب شریف کی اس عبادت عظمیٰ کو ادا کیا ہے جسکو تمام انسان دروغ اور فریب کہتے ہیں
فان کنت لاندوی فتلک مصیبة وان کنت تدری فالمصیبة عظیم

آتقان کی عبارت میں جو زید کی لفظ حائر می صاحب نے دیکھی تو خوش ہو گئے کہ لیجئے قرآن
میں زیادتی کا ثبوت مل گیا اس سے انھیں کیا مطلب کہ یہ زیادتی خود خدا کی کی ہوئی ہے یا کسی بندہ کی

جناب حائری صاحب کیا ہم نے آپ کی کتب کی اس قسم کی عبارات سے قرآن میں زیادتی کا ثبوت دیا تھا آپ اسی تبنیہ الحائریں کے بحث اول صفحہ ۳۱ کو نکال کر دیکھے کہ آپ کی کتب معتبرہ کی کیسی عبارتوں اور روایتوں سے قرآن میں بطور تحریف بڑھائے جانے کا ثبوت دیا گیا ہے چند فقرات اس قسم کے میں پھر دوبارہ آپ کو دکھاتا ہوں والذی بدانی الکتاب من الازدراء علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قریة الملحدين النہم اثبتوا فی الکتب ما لولیکہ اللہ لیلیسوا علی الخلیقۃ۔ الزیادۃ فی آیاتہ علی ما اثبتوا من تلقائہم فی الکتب تضمینہ من تلقائہم ما یقیمون بہ دعائہم کفرہم زاد و فیہ ما ظہر تناکرا و تنافرۃ لولا انہ زید فی القرآن و نقص ما خفی حقنا علی ذی حجتی۔ زید کی لفظ پر اس قدر آپ کا جامہ عقل سے باہر ہو جانا اس حکایت مشہورہ کی یاد تازہ کرتا ہے۔

حکایت: ایک سنی اور ایک شیعہ میں کچھ مذہبی گفتگو ہو رہی تھی متعہ کی بحث چھڑ گئی۔

شیعہ: متعہ ایسی حلال و طیب چیز ہے کہ قرآن سے اس کی حلت ثابت مگر افسوس حضرت عمر نے اس کو حرام کر دیا اور آپ لوگوں نے حضرت عمر کے حکم کے سامنے آیت قرآنی کو بلائے طاق رکھ دیا۔ سنی: نعم و بدانتہ متعہ کی حلت قرآن تو قرآن کسی صحیح حدیث سے بھی ثابت نہیں البتہ آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ مقبولہ فریقین سے اس کی حرمت ثابت ہے (دیکھو کشف الغطاء و النجم کے مضامین عالیہ) اور نعم و بدانتہ یہ بھی غلط ہے کہ حضرت عمر نے اس کو حرام کیا ہمارے مذہب میں تحلیل و تحریم کا اختیار خاصہ نبوت ہے جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حتم ہو چکا البتہ یہ اختیارات آپ کے مذہب نے اپنے ائمہ کو دیئے ہیں کہ جس حلال کو چاہیں حرام کر دیں اور جس حرام کو چاہیں حلال بنا دیں۔ اچھا براہ مہربانی قرآن شریف کی وہ آیت تو دکھلائیے جس سے متعہ کی حلت ثابت ہوتی ہے مگر خار دلے قرآن کی آیت نہ ہو۔

لہ یعنی قرآن میں جو تین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یہ لمحوں کی بڑھائی ہوئی ہے ۱۲ لہ یعنی منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں درج کر دیں جو خدا نے نہیں فرمائی تھیں، مخلوق کو دھوکہ دینے کے لئے ۱۳ لہ یعنی اور نہ اس وقت بہ تعزیر وہ زیادتی جو اہل بیت قرآنی میں منافقوں نے اپنی طرف سے کہی ہوئی ہے ۱۴ لہ منافقوں نے اپنی طرف سے وہ باتیں قرآن میں شامل کر دیں جن سے وہ اپنے کفر کے ستون قائم کرتے ہیں ۱۵ لہ اگر قرآن میں کی اور زیادتی نہ کی گئی ہوتی تو ہمارا (یعنی ائمہ شیعہ کا) حق کسی محضی نہ رہتا۔

شیعہ: غار والا قرآن تو ہم نے دیکھا بھی نہیں سنتے ہیں کہ امام ہدی علیہ السلام جب قریب قیامت غار سے باہر نکلیں گے تو اس وقت وہ قرآن ظاہر ہوگا لہذا میں اسی قرآن کی آیت پیش کرتا ہوں
فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فریضۃ (ترجمہ) جس عورت سے متعہ کرو اس کو متعہ کی اجرت دیدیا کرو۔

سنی: سبحان اللہ آیت کا مطلب خراب اپنے بیان کیا ترجمہ بہت اچھا کیا آیت کا ترجمہ تو یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم فائدہ اٹھاؤ ان کو بدلا یعنی مردے دیا کرو۔

شیعہ: ہرگز مراد نہیں ہو سکتا ہر تو محض نکاح ہی سے لازم ہو جاتا ہے فائدہ اٹھانے کی شرط نہیں لہذا ضرور اجرت متعہ مراد ہے۔

سنی: یہ بھی غلط ہے، محض نکاح سے پورا ہر نہیں واجب ہوگا بلکہ نکاح کے بعد بلحاظ خلوت طلاق دی جائے تو نصف ہر دینا پڑتا ہے اور آیت میں پورے ہر کے دینے کا حکم ہے۔

شیعہ: آیت میں پورے کی لفظ کہا گیا ہے۔

سنی: نصف کا لفظ نہ ہونے ہی سے پورا ہر سمجھ لیا جاتا ہے۔

شیعہ: ہم یہ کچھ نہیں جانتے آیت میں استمتعتم کی لفظ صاف موجود ہے جس کا ماخذ متعہ ہے۔

سنی: مگر متعہ کے معنی عربی لغت میں کیا ہیں آیا یہی آپ کا اصطلاحی متعہ یا مطلق فائدہ حاصل کرنا۔

شیعہ: اس سے ہم کو کچھ بحث نہیں۔

سنی: بہت اچھا۔ مگر آپ لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن شریف میں یزید کی بڑی تعریف ہے آپ نے وہ آیت دیکھی ہے۔

شیعہ: اچھا تو یہ کیجئے یزید نزول قرآن کے وقت تھا بھی نہیں۔

سنی: ہم یہ کچھ نہیں جانتے اس سے ہم کو کچھ بحث نہیں ہم تو اس آیت میں صاف صاف یزید کا نام دیکھتے ہیں۔

شیعہ: اچھا جناب وہ کونسی آیت ہے۔

سُنتی؛ لیجئے ویزید ہون فضلہ (ترجمہ) اور زید ان کا خدا کے فضل سے ہے عیسیٰ بنو امیہ کا زید خدا کے فضل سے پیدا ہوا یا حاکم ہوا ہے۔

شیخ صاحب سمجھ گئے یہ میری دھاندلی کا جواب ترکی ترکی ہے بس پھر تو ایسے خاموش ہوئے کہ فہت الذی کفر کا نہ التقر الحجر

جناب حائری صاحب آپ کی یہ کارروائی بلاشبہ اس حکایت سے بھی بڑھ گئی اور بہت بڑھ گئی عبارت اتقان کا نہ وہ مطلب ہو سکتا ہے نہ وہ اس کا ترجمہ ہے آپ اپنا مطلب و ترجمہ بھی گونہٹ کے دفتر تراجم میں بھیج دیجئے اور میرا مطلب و ترجمہ بھی اگر وہ آپ کے مطلب کی تصدیق و تائید کر دے تو ایک ہزار روپیہ انعام آپ کو دیا جائے گا۔

آپ کے مجتہد اعظم مولوی سید محمد لکھنوی نے ایک مرتبہ ایک غیر معمولی مبارکہ کیا مگر وہ آپ کے مبارکہ سے بدرجہا بہتر تھا تو حضرت مولانا حیدر علی صاحب مصنف ازالۃ الغنیم و ہتھی الکلام نے ان کو لکھا کہ "از مسند تکلم و تکلم پر خیر و خاک مذلت بر سر خود بریزو" آپ جیسا سلطان المفسرین اگر حضرت محدوح کے زمانہ میں متواتر اور ایسی لطیف کارروائی کرتا تو خدا جانے وہ کیا لکھتے مگر کیا کر سکتے تھے سو اس کے کہ آپ کو مخاطب نہ بناتے جیسا کہ اب تک کسی عالم اہلسنت نے آپ کو قابل خطاب نہ سمجھا اور اسی وجہ سے آپ کے رسائل مزخرفہ کا جواب نہیں لکھا۔

سینے کتاب اتقان میں اسٹی نوع ہیں ان میں سے باسٹھویں نوع آیتوں اور سورتوں کی مناسبت کے بیان میں ہے یعنی آیات قرآنہ کا باہم ربط اور سورتوں کے ترتیب کی حکمت اور انکا باہم ربط۔

اسی باسٹھویں نوع میں ایک خاص فصل حروف مقطعات کی حکمت کے بیان میں ہے اس فصل کی بعض عبارت کے ٹکڑے آپ نے نقل کئے ہیں میں اس مقام کی پوری عبارت نقل کئے دیتا ہوں

فصل برہان میں بیان کیا ہے کہ اسی قبیل سے

فصل ہے سورتوں کا آغاز کرنا حروف مقطعات سے اور خاص ہونا ہر سورۃ کا ان حروف کے ساتھ جیسے شروع کی گئی یہاں تک کہ ایسا ہو سکے کہ اتم

فصلہ، قال فی البہاد ومن ذلک
افتتاح السور بالمحروف المقطعة و
اختصاص کل واحدہ بما یدلت حتی
لم یکن لثرد السور فی موضع الترد

بجائے الم کے وارد ہونا یا حتم بجائے طسم کے
ہونا مصنف برہان نے کہا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے
کہ جو سورۃ حروف مقطعات میں سے کسی حرف سے
شروع کی گئی ہے اس سورۃ کے اکثر الفاظ و حروف
اس حرف مقطع کے مثل ہے پس ہر سورۃ کا حق یہ
ہے کہ جو حرف اس میں وارد ہوا ہے اس کے سوا
دوسرا حرف اس سورۃ کے مناسب نہ ہو مثلاً اگر
ق بجائے ن کے رکھ دیا جائے تو نہیں ہو سکتا
کیونکہ مناسبیت جس کی رعایت کلام اللہ میں ضروری
ہے نہ رہے گی۔

سورۃ قاف کی ابتداء ق سے کسے ہوئی کہ
اس میں وہ الفاظ بار بار آئے ہیں جن میں حرف
قاف ہے مثلاً قرآن کا ذکر اور خلق کا ذکر اور قول
کی تکرار اور اس کا بار بار اعادہ اور اخذ کا ابن
آدم سے قریب ہونا اور ہر انسان کے ساتھ ہر
وقت دو فرشتوں یعنی کراما کا تبین کا ملاقی

لاحم فی موضع طسم قال و
ذالك ان كل سورة بدأت بحروف
منها فان اكثر كلما تھا حروفها ما تل
له فتح لكل سورة منها ان لا يناسبها
غير الوارد فيها فلو وضع ق موضع
ن لو يكن لعدم التناسب الواجب
مراعاة في كلام الله
وسورة ق بدأت به لما تكرد
فيها من الكلمات بلفظ القاف من
ذكر القرآن والمخلق ونكر يس
القول ومراجعة مرارا والقرب
من ابن آدم وتلقى الملكين وقول
القييد والرقيب والسابت والالتقاء
في جهنم والتقديم بالوعيد وذكر
المتقين والقلب والقرون والتنقيح
في البلاد والتفتيح الارض وحقوق

سہ علمائے اکرام نے قرآن کریم کی خوب خوب خدمتیں کی ہیں انہی فن علم تفسیر قرآن سے تعلق رکھتے ہیں اور ہر فن کے متعلق ہزاروں
مستقل تصنیفات لکھی گئیں اور اللہ تعالیٰ اپنے کتاب کی اس خدمت کو قبول فرمائے علماء شیعہ کو ہمارا یہ خدمتیں دیکھ کر بڑی
حسرت ہے چنانچہ صاحب تفسیر مجمع البیان جس سے آگے چل کر حاضری صاحب نے استعاذ کیا ہے۔ اپنی تفسیر کے
دیباچہ میں بہت روایا ہے کہ علمائے اہلسنت نے دریائے تفسیر میں گھرے غوطے لگائے ہیں اور اچھے اچھے موتی نکالے
ہیں مگر انھوں نے ہمارے اصحاب امامیہ کے کچھ نہیں کیا مگر یہ حسرت و آہ و زاری بے کار ہے

ایں سعادت بزور بار و نیت تازہ بخشہ خدا کے بخشندہ

چنانچہ اس فن یعنی ربط آیات و سورتوں میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئیں نجدان کے یہ کتاب ہے جس کا پورا نام البرہان فی مناسبات القرآن
ہے۔ مصنف اس کے علامہ ابو جعفر بن زبیر بن محمد اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ سائر علماء المسلمین آمین۔

الوعيد وغير ذلك .

وقد تكرر في سورة يونس
من الكلم الواقعة في الآيات
كلمة اداكثر فلهذا افتتحت بالآراء
اشتملت سورة ص على خصومات
متعددة فاولها خصومة النبي صلى
الله عليه وسلم مع الكفر
وقوله جعل الالهة الها واحدا
ثم اختصام الخصمين عند اود
ثم تخاصم اهل النار ثم اختصام
الملائكة الا على ثم تخاصم ايليس في
شان ادم ثم في شان بنيه وانعامهم
والآخرة جمع المخارج الثلاثة الخلق
واللسان والشفقتين على ترتيبها و
ذلك اشارة الى البداية التي هي
بداية الخلق والنهاية التي هي المعاد
والوسط الذي هو المعاش من
التشويق بالارواح والنواهي وكل
سورة افتتحت بها فمهي مستقلة على
الاصور الثلاثة وسورة الاحرف
نريد فيها الصاد على الحد لما فيها
من شرح القصص قصة ادم فمن
بعده من الانبياء عليهم الصلوة

ربنا اور ان کا عید یعنی ہم نہیں رہنا اور قریب
اور سابق کا ذکر اور جہنم میں القای یعنی ڈالے جانے
کا ذکر اور عید کے مقدم کرنے کا ذکر اور مقبول کا ذکر
اور قلب کا ذکر اور قرون کا ذکر۔ شہروں میں
تقیب یعنی گشت کا ذکر زمین کے شت ہونے اور
عید کے حق ہونے کا ذکر وغیرہ وغیرہ۔

اور سورہ یونس میں وہ الفاظ بار بار آئے
ہیں جن میں الف لام آ ہے دو سلفظیں
بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں اسلئے سورہ یونس
التر سے شروع کی گئی اور سورہ صاد متعدد خصومتوں
پر شامل ہے اول تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
خصومت کفار کے ساتھ اور ان کا یہ کہنا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بہت سخاوتوں کو
بجائے ایک خدا کو دیا پھر دو فریق کا داؤد علیہ
السلام کے سامنے خصومت کرنا پھر دو خیول کا
باہم خصومت کرنا پھر اعلیٰ کا باہم خصومت
کرنا پھر ایس کا آدم کے بارے میں اور ان کے بعد
ان کی ذریت کے بارے میں خصومت کرنا اور انکو
بہکانا اور الم میں تینوں مخرج بہترین جمع ہیں
خلق (جو مخرج ہمزہ کا ہے) اور زبان (جو مخرج
لام کا ہے) اور دونوں ہونٹ (جو مخرج میم کے
ہیں) اور یہ اشارہ ہے طرف امتیاء یعنی آغاز
آفرینش عالم کے اور طرف انتہا کے کردہ عالم

وَالسَّلَامَ لِمَا فِيهَا مِنْ ذِكْرٍ فَلَا يَكُن
 فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ وَهَذَا قَالَ بَعْضُهُمْ
 مَعْنَى الْمَصِّ الْمَنْشُورِ لَكَ صَدْرُكَ وَ
 زَيْدٌ فِي الرَّعْدِ لِأَجْلِ قَوْلِهِ فَرَعَ السَّمَا
 وَرَأَجَلَ ذَكَرَ الرَّعْدَ وَالْبُرْقَ وَغَيْرَهُمَا
 وَاعْلَمُوا أَنَّ عَادَةَ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ
 فِي ذِكْرِ هَذِهِ الْحُرُوفِ أَنْ يَذْكَرَ بَعْدَهَا
 مَا يَتَعَلَّقُ بِالْقُرْآنِ أَنْ كَقَوْلِهِ أَلَمْ ذَلِكَ
 الْكِتَابَ أَلَمْ نَنْزِلْ عَلَيْكَ الْكِتَابَ الْمَصِّ
 كَمَا بَانَزِلَ إِلَيْكَ أَلَمْ تَلْكَ آيَاتِ الْكِتَابِ
 طَهَّ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى
 طَسَمَ تَلْكَ آيَاتِ الْكِتَابِ لَيْسَ
 وَالْقُرْآنِ صَوًّا وَالْقُرْآنِ لِحَرِّ
 تَنْزِيلِ الْكِتَابِ وَالْقُرْآنِ الْا
 ثَلَاثُ سُوْرَاتِ الْعَنْكَبُوتِ الرَّوْمِ وَ
 النُّونِ لَيْسَ فِيهَا مَا يَتَعَلَّقُ بِهِ وَ
 قَدْ ذَكَرْتَ حِكْمَةَ ذَلِكَ فِي اسْمِهَا
 التَّنْزِيلِ .

معاہد ہے اور طرف وسط کے کہ وہ علم معاش ہے
 یعنی اوامر و نواہی کا مشعر کرنا اور جس سورت کے
 مشعر میں آتم ہے اس میں یہ تینوں بیان ہیں اور
 سورہ اعراف میں آتم سے زائد ایک حرف صا د
 لایا گیا اس لئے کہ اس سورت میں قصوں کی
 شرح ہے آدم اور ان کے بعد کے انبیاء علیہم
 السلام کے قصوں اور اس لئے کہ اس میں فلا
 لیکن فی صدرک حرج کا ذکر ہے اسی وجہ سے بعض
 مفسرین نے کہا ہے کہ المص کے معنی ہیں الم
 شرح لک صدرک اور سورہ رعد میں الم سے
 زائد ایک حرف ر لایا گیا بوجہ قول الہی رفسح
 السموات کے اور بوجہ ذکر رعد و برق وغیرہما کے۔
 اور جاننا چاہیے کہ عادت قرآن عظیم کی ان
 حروف کے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ ان حروف کے
 بعد وہ باتیں ذکر کرتا ہے جو قرآن سے تعلق رکھتی
 ہیں جیسے الم ذلک الكتاب الم نزل علیک
 الكتاب المص کتاب انزل الیک الم ملک
 آیات الكتاب طہ ما نزلنا علیک القرآن لتشقی

طسم تلمک آیت کتاب لیس والقرآن الیکم ص والقرآن ذی الذکر حسم
 نزال کتاب ق والقرآن المجید یہ عادت قرآن کی برابر جاری ہے اور سو اتین
 سورتوں کے یعنی عنکبوت اور روم اور نون ان تین سورتوں میں البتہ حروف
 مقطعات کے بعد قرآن کے متعلق ذکر نہیں ہے جس کی حکمت میں نے اسرار
 التنزیل میں بیان کی ہے

۱۔ صاحب عقل انصاف کرو کتنی صاف عبارت ہے قرآن شریف کے خاص خاص
سورتوں کے شروع جو خاص خاص حروف مقطعات ہیں ان کی وجہ بیان ہو رہی ہے کہ جن
سورتوں کے شروع میں الف لام میم ہے اس کی کیا وجہ پھر سورہ اعراف میں ایک صا ذ زیادہ کر کے
المصّ وارد ہوا اس کا کیا سبب اور سورہ رعد میں ایک سبب زائد کر کے المر وارد ہوا اس کی کیا
حکمت ہے پھر شروع میں یہ تصریح کہ جو حروف جس سورت کے شروع میں ہیں نامکمل ہے کہ بجائے ان
کے دوسرے حرف رکھے جائیں پھر آخر میں یہ تصریح کہ قرآن عظیم کی عادت ان حروف کے ذکر کے بعد
یہ ہے کہ قرآن کے متعلق کوئی بات بیان کی جاتی ہے جس سے قطعاً واضح ہے کہ یہ حروف متکلم قرآن
نے ذکر کئے ہیں نہ کسی انسان نے اور ذیید کا فاعل متکلم قرآن جل شانہ سے نہ کوئی انسان
اب میں اس سے زیادہ کیا کہوں کہ واقعی حارثی صاحب کی یہ حیرت انگیز کارروائی جو ان کے
علم و دیانت و حیا و جبارت پر کافی روشنی ڈالتی ہے، کسی عجائب خانہ میں رکھنے کے لائق ہے
اسکے بعد حارثی صاحب کی عبارت کے لفظ لفظ کو رد کرنا یہ ضرورت ہے عبارت اتقان
کے ترجمہ میں یہ الفاظ انہوں نے اپنی طرف سے بڑھائے ہیں کہ دراصل الم میں تین حرف تھے
وغیرہ وغیرہ۔ یہ صریح خیانت محتاج بیان نہیں۔

نہیں چھاؤں ہم: عبارت منقولہ بالا کے بعد حارثی صاحب لکھتے ہیں
"تفسیر در منشور جلد ۶ صفحہ ۲۶۶ سطر ۳ میں ہے۔ بیوطی لکھتا ہے کہ احمد بزاز طب برانی
اور ابن مردودہ نے ابن عباس اور ابن مسعود سے روایت کی ہے انہا کان یحک الموعود
من المصحف ویقول لا تخلطوا القرآن بالیس منہ انہا لیست من
کتب اللہ انتہی بلفظ یعنی ابن مسعود نے موعودین کو اپنے قرآن سے کاٹ دیا تھا
اور کہتے تھے قرآن میں غیر قرآن کو خلط ملط نہ کر دیر دونوں سوئے کتاب خدا میں داخل نہیں،

۱۲۔ صحیح لفظ بزاز ہے آخر میں رائے پہلے ہے ۱۲۷ حضرت ابن عباس کا نام اس روایت میں غلط ہے ۱۲۷ لفظ اپنے حارثی
صاحب کا طبع زاد ہے عربی عبارت میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ ابن مسعود کا
کوئی مصحف ہمارے مصحف کے خلاف تھا ۱۲

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۶۹ سطر ۱۶ میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔
 نقل فی الکتب القدیمہ ان ابن مسعود کان ینکر کون سورۃ
 الفاتحہ من القرآن وكان ینکر کون المعوذتین من القرآن
 انتہی بلفظہ یعنی ابن مسعود سورۃ فاتحہ اور معوذتین کے داخل قرآن ہونے سے
 انکار کرتے تھے فرمایا! صاحبان آپ نے غور کیا کہ درمنثور و تفسیر کبیر سنیوں کی
 دونوں مسلمہ تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ نہ تو سورۃ فاتحہ قرآن ہے اور نہ معوذتین
 حالانکہ حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے موجودہ قرآن میں یہ سورتیں اس وقت موجود
 ہیں۔ فرمائیے سنیوں کے ان مذکورہ حوالوں کے مطابق زیادتی ثابت ہوئی یا نہیں
 اب تم خود بھی انصاف کرو کہ تحریف کی دونوں قسموں کی اور زیادتی کا ہونا قرآن
 میں سنیوں کا مذہب ہوا یا نہیں۔

الجواب بعون الملک الوہاب

اس عبارت میں علاوہ ترجمہ وغیرہ کے اغلاط کے چند لطائف قابل قدر حسب ذیل ہیں۔
 پہلا لطیفہ یہ کہ دو روایتیں جو حجازی صاحب نے نقل کیں اگر وہ صحیح ہوں اور ان کا مطلب
 بھی وہی ہو تو جو عدلے قرآن کو کلمہ بیان کیا کرتے ہیں تو بھی ان سے تحریف قرآن کا نتیجہ نہیں مل سکتا
 قرآن قطعی دینی ستوار کی قسم اعلیٰ و ارفع ایک غیر معصوم کے قول سے اور وہ قول بھی غیر متواتر
 محرف نہیں ہو سکتا۔

ہم نے کتب شیعہ سے جس قدر روایتیں تحریف کی پیش کیں ان میں سے کسی میں غیر معصوم کا
 کوئی قول نہیں سب اقوال ائمہ معصومین کے ہیں وہ بھی تبصریح محدثین شیعہ حد تواتر کو پہنچے
 ہوئے۔

شیعوں کو محض اس وجہ سے لہجی ہے کہ ان مطاعن کا اثر قرآن تک پہنچتا ہے لہذا جہاں کہیں اس

۱۶ عبارت تفسیر کبیر کے صفحہ ۱۱۲ میں ہے۔ اپنی جہل و احتیاط جن کو سطر تک کا حوالہ لکھ دیا مگر جلد بھی شاید ان کے خیال میں تفسیر کبیر ایک
 ہی جلد ہو ۱۲۔ کہ نقل فی الکتب القدیمہ کا ترجمہ چھوڑ دیا کیونکہ اس سے روایت کی حقیقت کا پتہ چلتا تھا کہ یہ روایت پرانی نہیں غیر متداول کتاب
 کی ہے۔ اجماع حضرت بہر رنگے کے خواہی جانہ میں پوشش نہ من انا لا قدرت را می شناسم ۱۲

مقصود اصلی کے بلا واسطہ حاصل ہونے کا وہ ہم ہو جاتا ہے وہاں ایک عالم خود رستی کا دشمنانِ قرآن کریم پر طاری ہو جاتا ہے اور کچھ امتیاز باقی نہیں رہتا۔

دوسرا لطیفہ یہ کہ بالفرض کفرض الحالات ان دونوں روایتوں کی صحت کسی درجہ میں مان بھی لی جائے تو ان کا وہ مطلب کسی طرح نہیں ہو سکتا جو دشمنانِ قرآن بیان کرتے ہیں بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود معوذتین کے مصحف میں لکھنے کو منع کرتے تھے نہ اسلئے کہ وہ کلامِ الہی نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ رقیبہ (یعنی جھاڑ پھونک) کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ اور ان کا یہ قول کہ یہ سورتیں کتاب اللہ سے نہیں ہیں کتاب اللہ سے مراد مصحف مکتوب ہے نہ مطلق کلامِ الہی یہ مطلب اکابر محدثین نے بھی بیان کیا ہے علامہ سیوطی اتقان کی اکیسویں نوع میں لکھتے ہیں

و کذا قال القاضی ابوبکر ابو بصیر عنہ
انہما لیست بقرآن ولا حفظ عنہ انما
حکمھا واسقطھا من مصحفہ انکارا لکتابتھا
لا جحد لکونھا قرآنا لانه کانت السنۃ
عندہ ان لا یکتب فی المصحف الا ما
امر الہی صلی اللہ علیہ وسلم باثباتہ فیہ
ولم یجد کتب ذلک ولا سمعہ امر
بہا۔

اور ایسا ہی کہا ہے قاضی ابوبکر نے کہ ابن مسعود سے اس مضمون کا نقل کرنا کہ معوذتین وغیرہ قرآن نہیں ہیں صحیح نہیں ہے اور نہ ابن مسعود کا یہ قول محفوظ ہے ابن مسعود کو اپنے مصحف سے محض اسلئے مٹا دیتے تھے کہ انکو اسکی کتابت سے انکار تھا اس کے قرآن ہونے کیونکہ سنت ان کے نزدیک یہ تھی کہ مصحف میں وہی چیز لکھی جائے جسے لکھنے کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور انہوں نے

حضرت کو نہ یہ سورتیں لکھوانے ہوئے دیکھیں نہ لکھنے کا حکم دیتے ہوئے سنا۔

نیر اتقان کی ایک نوع میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول نقل کیا ہے۔

قد اولہ القاضی وضیر علی انکار
الکتبۃ کما سبق قال وهو تاول حسن
الان الروایۃ المصریحۃ الی ذلک کرتھا
تدفع ذلک حیث جا فیہا ویقول انہما
بہ تحقیق قاضی ابوبکر وغیرہ نے ابن مسعود کے اس قول کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ وہ لکھنے سے انکار کرتے تھے جیسا کہ اوپر گزر چکا ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ تاول بھی ہے مگر جو صریح روایت میں نے

لیستامن کتاب اللہ قالہ ویکن حمل
لفظ کتاب اللہ علی المصحف فیتم
التاویل الذکورہ۔

ذکر کی وہ اس تاویل کو دفع کرتی ہے کیونکہ اس میں

صاف لفظ ہے کہ ابن مسعود کہتے تھے کہ یہ دونوں
سوریں کتاب اللہ سے نہیں ہیں ابن حجر نے کہا کہ
کہ ممکن ہے کہ کتاب اللہ سے مصحف مراد لیا جائے تو یہ تاویل کامل ہو جاوے گی۔

اس مطلب کی دلیل قطعی یہ ہے کہ خود حضرت عبداللہ ابن مسعود نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے معوذتین کا نزل من اللہ ہونا روایت کیا ہے۔ اسی کتاب درمنشور کی اسی جگہ ششم میں حاکمی
صاحب کی منقولہ روایت کے بعد بقاصلاً چند سطور یہ روایت بھی موجود ہے۔

واخرج الطبرانی فی الاوسط بسند
حسن عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال لقد انزل علی ایات لم
ینزل مثاہن المعوذتین

طبرانی نے اپنی کتاب معجم اوسط میں عمدہ سند کے ساتھ

ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میرا دیر (فی الحال)
کچھ آیتیں نازل ہوئی ہیں جن کے مثل بھی نازل نہ
ہوئی تھیں یعنی معوذتین۔

پس جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معوذتین کا نزل من اللہ ہونا روایت

کر رہے ہیں تو ان کے اس قول کا (اگر بالفرض انہوں نے کہا ہوا کہ معوذتین کتاب اللہ سے نہیں ہیں اس
کے سوا کوئی مطلب مراد لینا قطعاً درست نہیں کہ وہ معوذتین کے داخل مصحف ہونے سے انکار کرتے
تھے اور بس۔

تیسرے الصلیفہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انکار معوذتین کی روایت قطعاً اور یقیناً

موضوع اور جعلی ہے روایت و درایت دونوں مستسم کے دلائل اس روایت کے جھوٹے ہو سکتے
شہادت دیتے ہیں۔

دلیل اولیٰ یہ کہ اکابر ائمہ علم حدیث و تفسیر نے اس روایت کا جھوٹا ہونا بیان کیا ہے۔

(۱) امام فخر الدین رازی جن کی تفسیر کبیر سے حاکمی صاحب نے یہ روایت نقل کی ہے حاکمی صاحب
کی منقولہ عبارت کے بعد بلا فصل لکھتے ہیں۔

واعلم ان هذا فی غاية الصعوبة لاننا

جاننا چاہتا ہوں کہ یہ یعنی اس روایت کی صحت انہایت مشکل

قلنا ان النقل المتواتر كان حاصل في
 عصر الصحابة يكون ذلك من القرآن
 عندك كان ابن مسعود عالما بذلك
 فانك اذا يوجب الكفر او نقصان العقل
 وان قلنا ان النقل المتواتر في هذا
 المعنى ما كان حاصل في ذلك الزمان
 فهذا يقتضى ان يقال ان نقل القرآن
 ليس بهتوا تر في الاصل وذلك يخرج
 القرآن عن كونه حجة قطعية والاعراب
 على الظن ان نقل هذا المذهب عن
 ابن مسعود نقل كاذب باطل -

میں ہے اس لئے کہ اگر ہم کہیں کہ نقل متواتر
 صحابہ کے زمانہ میں سورہ فاتحہ اور معوذتین کے
 قرآن ہونے کی موجودگی تو اس وقت میں ابن مسعود
 کو ضرور اس کا علم ہونا چاہئے تھا لہذا ان کا انکار یا
 تو موجب کفر ہو گا یا دلیل نقصان عقل ہو گا۔
 حالانکہ یہ دونوں باتیں اتنے بڑے فقیہ بلند مرتبہ
 صحابی کے لئے ناقابل تسلیم ہیں اور اگر ہم کہیں کہ
 نقل متواتر معوذتین وغیرہ کے قرآن ہونے کی
 ابن مسعود کے زمانہ میں نہ تھی تو اس کا نتیجہ یہ نکلیگا
 کہ قرآن اصل میں متواتر نہ رہے گا اور یہ نتیجہ قرآن
 کو حجت قطعی ہونے سے نکال دے گا اور یہ قطعاً

محال ہے اور بہت زیادہ غالب ظن یہ ہے کہ اس قول کا ابن مسعود سے نقل کرنا جھوٹ اور غلط ہے۔
 و حارمی صاحب نے ایک ٹکڑا اس پوری عبارت کا نقل کیا اور آگے کا حصہ چھوڑ کر کہہ دیا کہ تفسیر کبیر
 سنوں کی معتبر تفسیر میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ حارمی صاحب سے پوچھنا چاہیے کہ یہ حرکت
 چوری اور خیانت کے سوا کس لفظ سے تعبیر کی جائے بھلا در منشور میں تو ان کے مخالف روایت چند
 سطروں کے فاصلہ سے ہے جس کی بابت وہ یہ عذر کر سکتے ہیں کہ میں نے در منشور کا پورا صفحہ نہیں دیکھا
 تھا مگر تفسیر کبیر میں تو ایک لفظ بلکہ ایک حرف کا بھی فاصلہ نہیں بالکل لا تفرقوا الصلوة والی مثل ہے
 اگر مذہب شیعہ میں اس قسم کی قابل شرم کارروائیاں جائز نہیں ہیں تو دیکھنا ہے کہ شیعیان پنجاب
 اپنے سرکار شریعت مدار کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔
 (۲) امام نووی شارح صحیح مسلم اپنی کتاب شرح المہذب لکھتے ہیں۔

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ معوذتین اور سورہ
 فاتحہ قرآن سے ہیں اور اس بات پر بھی جماع ہے کہ جو
 شخص سورہ فاتحہ یا معوذتین کا انکار کرے وہ کافر ہے

اجمع المسلمون على ان المعوذتين والفاطمه
 من القرآن وان من محمد منها شيئا كقول
 ما نقل عن ابن مسعود عن صحبه (ان كان

اور ابن مسعود سے اس کے خلاف جو کچھ منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

(۳) علامہ ابن خزم اپنی کتاب محلی میں لکھتے ہیں جیسا کہ ان سے صاحب اتقان نے نقل کیا ہے کہ۔

انکار معوذتین ابن مسعود پر فراد جعل ہوا ابن مسعود سے یہ چیز صحت کے ساتھ منقول ہے وہ عاصم کی قرأت ہے عاصم زرا بن حبش سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں اور قرأت میں معوذتیں بھی ہیں اور سورۃ فاتحہ بھی۔	هذا کذب علی ابن مسعود وضعنا یصلح عند قراءة عاصم عن ذریعہ فیہا المعوذتان والفاتحہ
--	--

نیز یہی علامہ ابن حزم اپنی کتاب الفضل فی الملل والنحل جلد ثانی صفحہ ۷۷ میں لکھتے ہیں باقی راہ لوگوں کا یہ کہنا کہ عبداللہ ابن مسعود کا مصحف ہمارے مصحف کی خلاف تھا تو یہ بالکل غلط، جھوٹا اور بہتان ہے عبداللہ بن مسعود کا مصحف بلاشبہ وہی ہے جس میں ان کی قرأت تھی اور ان کی قرأت وہی عاصم کی قرأت ہے جو تمام مسلمانوں میں مشہور ہے دنیا کی مشرق میں بھی اور مغرب میں بھی ہلوگ اسکو اب بھی پڑھتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔	و اما قولہم ان مصحف عبد اللہ ابن مسعود خلاف مصحفنا باطل و کذب و انک مصحف عبد اللہ ابن مسعود اتفانہ قراءتہ بلا شک و قراءتہ ہی قراءتہ عاصم المشہورۃ عند جمیع اهل الاسلام فی شرق الدنيا و غربہا فقرأہا کما ذکرنا۔
---	--

(۴) علامہ بحر العلوم فرنگی محلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں کہ۔

ابن مسعود کی طرف اس کے قرآن ہونے کا انکار منسوب کرنا صریح غلطی ہے اور جس نے یہ انکار ابن مسعود کی طرف منسوب کیا ہے اس کی سند لائق توجہ نہیں جبکہ اس کے خلاف یہ صحیح سندیں موجود ہیں جن پر اجماع ہے اور جنکو علمائے کرام نے بلکہ تمام امت نے قبول کیا ہے پس صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ابن مسعود کی طرف انکار کو منسوب کرنا بالکل غلط ہے۔	فنسبۃ انکار کو نھا من القرآن الیہ غلط فاحش و من اسند الانکار الی ابن مسعود فلا یعبأ بسندہ عند معارضتہ ہذا الا سائند الصحیحۃ بالاجماع والمتلقا ذی القبول عند العلماء الکرام بلکہ والامۃ کانیۃ کلہا فظہر ان نسبتہ الانکار الی ابن مسعود باطل۔
--	---

یہ چار اقوال علمائے کرام کے اس مقام پر کافی ہیں جن میں دو روایتیں علی پایہ رکھتے ہیں اور دو روایتیں۔

دلیل سے دو قرآن مجید کی متواتر سندیں مسلمانوں کے پاس موجود ہیں جن کا سلسلہ بواسطہ صحابہ کرام کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے جن میں متعدد سندیں بواسطہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے ہیں اور متعدد سندیں بواسطہ حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی رضی اللہ عنہما کے ہیں اور متعدد سندیں بواسطہ حضرت ابی بن کعب کے ہیں اور ان تمام سندوں میں بے کم و کاست بلا اختلاف یہی قرآن مجید منقول ہے جو خدا کے انعام سے ہمارے سینوں اور سینوں میں نازل ہوا۔ نسل متواتر چلا آ رہا ہے اس میں سورہ فاتحہ بھی ہے معوذتین بھی ہیں لہذا قطعاً و یقیناً معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو سورہ فاتحہ یا معوذتین کے نہ قرآن ہونے سے انکار تھا۔ مصحف میں ان کی کتابت کو منع کرتے تھے بلکہ وہ ہمیشہ اسی قرآن شریف کا درس دیتے رہے۔

زیادہ نہ ہو سکے تو نمونہ کے طور پر صرف قرآن سبعہ کی سندیں جو شرفاً غزوات میں اور اہل سنت کے پاس بکثرت موجود ہیں مطالعہ کر لی جائیں یہ قرآن سبعہ فلک اسلام کے بدور سبعہ کہے جاتے ہیں ان میں سے ایک قاری برین سورہ کے ہیں نام ان کا نافع ہے اور ایک مکہ مظفر کے ہیں نام ان کا عبد اللہ بن کثیر ہے اور ایک بصرہ کے ہیں نام ان کا ابو عمرو ذنی ہے اور ایک دمشق کے ہیں نام ان کا عبد اللہ بن عاصم ہے اور تین قاری خاص کوفہ کے ہیں وہی کوفہ جو حضرت عمرؓ کے وقت سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا دارالتعلیم تھا اور آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دارالخلافت بنا وہی کوفہ ہمارے امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کا مولد و منشا اور درس گاہ تھا

قال الولی الشاطبی

بِالْكَوْفَةِ الْغُرَاءُ مِنْهُمْ ثَلَاثَةٌ إِذَا عَوَّافَقَد ضَاعَتْ شِدَّةٌ أَوْ قُرْفَلَا

کوفہ کے ان تینوں قاریوں کے نام نامی عاصم۔ حمزہ۔ کثیری (ابو عمرو)

اس جگہ بخیاں طول ان ساتوں میں سے بھی صرف ان تینوں کے کوفہ کی بعض سندیں درج کی جاتی ہیں۔

حضرت عاصم نے پورا قرآن شریف حضرت حنفیہؓ سے پڑھا اور حضرت جیب

ابو عبد الرحمن سلمی اور زر بن حبیش سے جب اللہ بن حبیب ابو عبد الرحمن سلمی نے پورا قرآن شریف

حرف ب حرف پڑھا حضرت عثمان اور حضرت علی سے اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے اور حضرت

سیدنا توحید اور کوفہ میں تین قاری تھے جنہوں نے قرآن کی اشاعت کی اور کوفہ عود اور قرقن کی سی خوشبے سے جھکنے لگا پلہ کنت

ابو جہاں بھی ہیں اللہ میں وفات پائی

ابی بن کعب سے اور حضرت زید بن ثابت سے اور زین جیش نے منجھان پانچ صحابیوں کے حضرت عثمان اور حضرت ابن مسعود سے پورا قرآن شریف حرف ب حرف پڑھا اور ان حضرات نے پورا قرآن مجید حرف ب حرف پڑھا رسول ربّ جلیل صاحب الوحی والتنزیل صلی اللہ علیہ وسلم سے۔
حضرت حمزہ نے پورا قرآن شریف حرف ب حرف پڑھا بہت بزرگوں سے جن میں صحابہ کے نام یہ ہیں۔

حضرت صادق، اعمش، محمد بن ابی لیلیٰ قاضی حمران بن عین

اور حضرت جعفر نے پورا قرآن مجید پڑھا اپنے والد حضرت محمد باقر سے انھوں نے اپنے والد حضرت علی بن حسین (زین العابدین) سے انھوں نے اپنے والد حضرت حسین (شہید کربلا) سے انھوں نے اپنے والد حضرت علی مرتضیٰ سے۔

اور اعمش نے پورا قرآن مجید پڑھا یحییٰ بن زباب سے انھوں نے علقمہ اور اسود اور زین جیش اور ابو عبد الرحمن سلمیٰ اور عبید بن فضل سے ان سب نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے اور محمد بن ابی لیلیٰ نے پورا قرآن مجید پڑھا ابوالمنہال سے انھوں نے سعید بن جبیر سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے انھوں نے حضرت ابی بن کعب سے اور حمران بن اعین نے پورا قرآن مجید پڑھا ابوالاسود سے انھوں نے حضرت عثمان و حضرت علی سے۔

اور ان چاروں صحابیوں (یعنی حضرت علی حضرت ابن مسعود حضرت ابی بن کعب حضرت عثمان) نے پورا قرآن شریف پڑھا جیب رب العالمین رسول صادق امین صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عکسائی نے پورا قرآن مجید حضرت حمزہ اور علی بن عمر وغیرہا سے پڑھا حضرت حمزہ کی سند ابوبکر مہرکی باقی رہے عیسیٰ بن عمر انھوں نے پورا قرآن مجید پڑھا طلحہ بن مرف سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے انھوں نے

لہ سنہ ۱۱۹ میں بعد از ولادت پیدا ہوئے اور سنہ ۱۱۹ میں وفات پائی ۱۱۹

کے کئی لقب ہیں اس وجہ سے کہ انھوں نے احرام حج کا کئی دفعہ کئے اور پھر کربانہا تھا۔ نام علی بن حمزہ کینت ابو علی

شرفیں کی عمر بانی سنہ ۱۱۹ میں بعد از ولادت وفات پائی ۱۲۱

نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔

دیکھو ان تینوں قاریوں نے اسی قرآن شریف کو جس طرح حضرت عثمان حضرت علی
حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی روایت کیا اور
کوئی اختلاف ان کا یا کسی کا کسی لفظ کے متعلق نقل نہیں کیا معلوم ہوا کہ اختلاف کی روایتیں محض بے
بنیاد اور کسی دشمن قرآن کی خانہ زاد ہیں۔ کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں۔ ہاں فردی
اختلافات البتہ صحابہ کرام میں تھے اور وہ اب تک ہیں اور وہ سب مختلف قرائن میں لوح محفوظ سے
اتری تھیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہیں۔

دلیل سوم۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم
واقف اصحاب سے ہیں اور بہت سے بے نظیر فضائل و کمالات میں بہتے صحابہؓ میں شمار ہیں
سراشخیں رضی اللہ عنہما کے بالخصوص اگر کسی صحابی کو آپ نے اپنی امت کا مقصد انبیا ہے تو وہ عبداللہ
بن مسعود ہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا ما امرکم ابن ام عبدمنظف
یعنی عبداللہ بن مسعود تم کو جس بات کا حکم دیں اس پر عمل کرو اور فرمایا رضیت لامتی ما رضی لہا ابن ام
عبد و صحبات لہا ما صحظ لہا ابن ام عبد یعنی میں نے اپنی امت کے لئے اس چیز کو پسند کیا جس
کو ابن مسعود پسند کریں اور میں نے اپنی امت کے لئے اس چیز کو ناپسند کیا جس کو ابن مسعود ناپسند
کریں حضرت عمر جب ان کو دیکھتے تو فرماتے کنیف ملہی علما ایک طرف ہے علم سے لبریز حضرت علی
نے ان کے متعلق فرمایا قرأ القرآن و علم السنۃ و کفی بذلک یعنی انھوں نے قرآن پڑھ لیا اور
اور سنت کا علم حاصل کر لیا ہے اور اسی قدر کافی ہے۔ ترمذی میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تمسکوا بعہد ابن ام عبد
نیصرتی میں ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمسک کرو یعنی
بلگوشش عمل کرو عبداللہ بن مسعود کے حکم پر

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت اذقر
احدا من غیر مشورۃ لا مرت ابن ام عبد
نجدار بنا تا عبداللہ بن مسعود کو بنانا۔
معلوم ہوا کہ ان میں سردار اور پیشوا بننے کی قابلیت ایسی یقینی تھی کہ حاجت مشورہ کی نہ تھی

روایت حدیث میں بھی ان کے واجب الاعتماد ہونے کا حکم دیا گیا۔ ترمذی میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے عبد اللہ بن مسعود بیان کریں اسکی تصدیق کرو

اور قرأت قرآن میں تو خصوصیت کے ساتھ آپ نے ان کو اپنی امت کا استاد واجب
 الاطاعت قرار دیا۔ ترمذی میں ہے۔

عن حذیفة قال النبی صلی اللہ علیہ
 حضرت حذیفة سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا عبد اللہ بن مسعود تمکو قرآن جس طرح پڑھا میں
 اسی طرح پڑھو۔

صحیح بخاری میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 القرآن من اربعة من عبد اللہ بن مسعود
 ما لم یولی الخ حذیفة و ابی بن کعب
 و معاذ بن جبل

حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کی ازالہ الخفایں فرماتے ہیں۔

فأعلم ان عبد اللہ بن مسعود من
 كبار الصحابة ومن بشرة النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم ببشارات عظيمة واستخلفه فی
 امته بعدة فی قراءة القرآن والفقہ
 والموعظة وكان من اکرم الصحابة
 بعصبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونفذ
 بزرگی تمام صحابہ سے ان میں زیادہ تھی۔

اسرار الانوار میں ہے۔

كان بالکوفة وله اربعة الالف تلمیذ
 جب عبد اللہ بن مسعود کو ذم میں تھے تو ان کے

چار ہزار شاگرد تھے جو ان کے سامنے بیٹھ کر علم حاصل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذہن آئے تو عبداللہ بن مسعود اپنے شاگردوں کو ساتھ لیکر پیشوا کی گئے۔ اس مجمع نے آسمان کا کنارہ بھر دیا جب حضرت علی نے اس مجمع کو دیکھا تو حضرت ابن مسعود سے فرمایا کہ آپ نے اس بستی کو علم اور فتنہ سے لبریز کر دیا۔

علامہ ابن قیم اعلام الموفقیین میں لکھتے ہیں۔

مسروق کہتے ہیں کہ میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کا علم چھ کے پاس جمع ہے۔ حضرت علی حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عمر بن الخطاب حضرت زید بن ثابت حضرت ابوالدرداء حضرت ابی بن کعب پھر ان چھ کا موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان سب کا علم حضرت علی اور حضرت ابن مسعود کے پاس جمع ہے۔

تعلیمون بین ید یدہ حتی روی انہ لما قدم علی رضی اللہ عنہ الکوفۃ تخرج عبد اللہ بن مسعود مع اصحابہ حتی سدوا الافق فلما دارہو علی رضی اللہ عنہ قال ملات ہذہ القریۃ علیہا وفقہا۔

قال مسروق شامت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علمہما انتھی الی الستۃ الی علی و عبد اللہ بن مسعود و عمر بن الخطاب و زید بن ثابت ابی الدرداء و ابی بن کعب ثم شامت الستۃ فوجدت علمہم انتھی الی علی و عبد اللہ

نیز اسی کتاب میں ہے۔

قال محمد بن جریر لہ یکن احدکم اصحابا معروفا من حرمہ و اقبیاءہ و مذاہبہ فی الفقہ غیر ابن مسعود

محمد بن جریر کہتے ہیں کہ صحابہ میں کوئی نہ تھا جس کے شاگرد ایسے نامور ہوں اور اس کے فتوے اور اس کے فقہی اجتہادات کو انھوں نے لکھا ہو سوا ابن مسعود کے۔

ان احادیث اور اقوال سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق سات آئیں معلوم ہوئیں (۱) آنحضرت علیہ السلام نے ان کو اپنی امت کا مقتدا پسندیدہ فرمایا ان کے

احکام کی اطاعت واجب کر دی (۲) آپ نے انکی روایت کی تصدیق کا حکم دیا (۳) آپ نے ان کو قرأت قرآن میں استقامت کی سند دی (۴) تمام صحابہ کے علم کے خزانے جن دو صحابیوں کے پاس تھے ان میں سے ایک وہ ہیں (۵) صرف کوفہ میں بیک وقت ان کے چار ہزار شاگرد تھے۔ (۶) ان کے سوا کسی صحابی کے شاگرد اس قدر نامور لوگ نہیں ہوئے (۷) ان کے فتوے اور فقہی اجتہادات ان کے شاگرد قلمبند کرتے تھے کسی دوسرے صحابی کے لئے ایسا ہتہام نہیں کیا گیا۔

حضرت ابن مسعود کی اس جلالت شان کو دیکھ کر کیا عقل سلیم اس بات کو باور کر سکتی ہے کہ حضرت مہرورج جو معوذتین یا سورہ فاتحہ کے قرآن ہونے سے یا مصحف میں لکھنے سے انکار کرتے اور ان کا انکار ان کے ہزاروں شاگردوں میں سے صرف تین شاگرد روایت کرے اور کسی چوتھے کو اس کی خبر نہ ہوئی اور یہ تین شاگرد بھی وہ جنہے متواتر سندوں کے ساتھ اس انکار کے خلاف کی روایت نقل کی گئی ہے اور پھر وہ انکار اس طرح گنہامی اور کس مہرپی کی حالت میں پڑا تھا امت میں سے ایک مستنفس بھی ان کا ہنجیال نہ بنتا نہ معوذتین و سورہ فاتحہ کی قرآنت میں کسی کو شک پیدا ہوتا نہ دین کی آئی بڑی اصل عظیم یعنی قرآن کے انکار کی وجہ سے ابن مسعود کو کوئی بدنامی آتی۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کو زمانہ کبھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ ولعمرو ما قبلہ

أحق شیء بود ما تخالفتہ شہادۃ الہمرفا حکم صنعۃ الحد

یقیناً اگر ابن مسعود سنکر مہرتے تو ان دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوتی یا تو ان سورتوں کی قرآنت مختلف فیہ ہو جاتی اور صحابہ سے لیکر اس وقت تک ہر زمانہ میں ایک بڑی جماعت ان سورتوں کے قرآنت کی منکر رہتی۔ ابن مسعود کے ہزاروں شاگرد ان کے انکار کو روایت کرتے اور وہ محدثین کی تمام یا اکثر ملتزم لہجہ کتابوں میں ملتیں اور یا ابن مسعود اس انکار کی وجہ سے اس قدر بدنام ہوتے کہ نہ صرف ان کی نفسیت بلکہ تکفیر تک نوبت پہنچتی اور صحابہ و تابعین کی زبانوں پر ان کی عظمت و جلالت کا ایک لفظ بھی نہ آتا اور جب کہ ان دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی نہ ہوئی تو تابعین معلوم

لے انکار معوذتین کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود سے صرف تین شخص بیان کئے گئے ہیں علقمہ، زربنیش، ابو عبد الرحمن سلمی اور یہ تینوں قرآن سید کی اسناد متواتر حضرت عبداللہ بن مسعود کو پورا قرآن شریف سے معوذتین کے روایت کر رہے ہیں جیسا کہ دلیل دوم میں بیان ہے ترجمہ:- ہر چیز سے زیادہ رد کرنے کے قابل وہ چیز ہے جسکے خلاف ذات شہادت دی پس اسے مناظرہ کی ہوس کہنے والے مناظرہ کو اپنی

ہوا کہ انکار معوذتین کی روایت جعلی ہے یعنی روایت کو اصطلاح محدثین میں معلول کہتے ہیں۔
 دلیل چہادہم یہ کہ گو عام طور پر یہ خیال لوگوں میں شہرت پا چکا ہے اور بعض روایات کے ظاہری
 الفاظ سے بھی ایسا دہم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن شریف
 مجموعہ و مرتب نہ تھا حضرت ابو بکر صدیق کے عہد خلافت میں یہ کام ہوا مگر پھر بھی اس کی اثبات
 نہیں ہوئی اور حضرت عمر کو بھی اپنے زمانہ خلافت میں اس کی اشاعت کا موقع نہ ملا حضرت
 عثمان نے ۲۵ھ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ برس بعد حضرت ابو بکر صدیق
 کے جمع کے ہوئے قرآن کی نقلیں کر کے تمام ممالک اسلامیہ میں شائع کیں پھلے اس حقیقہ
 راقم سطور کا خیال بھی تقلید ہی طور پر ایسا ہی تھا چنانچہ انجم کے مناظرہ حصہ اول میں نے ایسا
 ہی لکھا ہے مگر اس کے بعد نور توفیق نے مدد کی اور تحقیق کا دروازہ کھلا بیشمار دلائل عقلیہ فطریہ اور
 براین نقلیہ نے میرے خیال میں کو محو کر دیا اور روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہو گئی کہ خود رسول
 رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے استہام سے قرآن شریف کی جمع و ترتیب کا کام
 نہایت کمال طریقہ سے ہو چکا تھا اور اس کی اشاعت بھی خود آپ ہی کے سامنے ہو چکی تھی جس وقت
 آپ نے رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت کی تو بیشمار سینوں اور صفینوں میں پورا قرآن شریف محفوظ رکھے تھے
 تو اتر قرآن کا سلسلہ جو آپ کے سامنے شروع ہوا وہی سلسلہ اسی شان کے ساتھ اب تک چلا آ رہا ہے
 اور انشاء اللہ قیامت تک رہیگا پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ محققین سابقین سے بھی اس کی تصریح منقول ہے
 اور کوئی صحیح روایت بھی اس کی تحقیق کی مزاحمت نہیں کرتی۔

اس تحقیق کے بیان کرنے کے لئے ایک مستقل تصنیف کی حاجت ہو جس کو ایک حد تک میرے ایک
 فاضل دوست نے اپنی کتاب تاریخ القرآن میں پورا کیا ہے اور یہ کتاب کسی سال ہوے چھپ گئی ہے من
 شاء فیلیط العہد اگر غایت ایزد کی نے مدد کی تو یہ ناچیز بھی عنقریب اس موضوع پر کتاب لکھیگا۔ واللہ
 ولی التوفیق وهو الہادی الی سوائے الطریق۔

پس جب کہ قرآن شریف اسی ہیئت کذائی کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے استہام
 سے آپ کی نظر مبارک کے سامنے جمع ہو چکا تھا تو اس میں کسی قسم کا اختلاف نہ حضرت عبداللہ بن
 مسعود کہتے تھے نہ کوئی اور صحابی، نہ کوئی صحابی اس مصحف کے خلاف اپنا مصحف ترتیب کر سکا تھا۔

لہذا حضرت ابن مسعودؓ سے انکار نمودین کا سزا ہو جانا قطعاً ناممکن بات ہے اور انکار کی روایت ان سے یقیناً غلط ہے۔
 اب ایک ذرا سی بات باقی رہ گئی کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے انکار نمودین کی روایت
 کو صحیح کہا ہے اور ان کی تطہیر کر کے اور بھی دو ایک علمائے اس کی تصحیح کی ہے لیکن اس کا حق تحقیق
 کے بعد اب اس کے جواب دینے کی حاجت نہ رہی اور اصل یہ ہے کہ جو روایت کسی علت معنوی کی وجہ
 سے مفدوح ہوتی ہے بسا اوقات اس کی جرح و تعدیل میں محدثین کا اختلاف ہو جاتا ہے کسکا ذہن
 اس علت تک پہنچ جاتا ہے اور وہ اس روایت پر قانع کر دیتا ہے اور کسی کی سمجھ میں وہ علت نہیں آتی
 اور وہ اس روایت کو صحیح کہہ دیتا ہے۔

تمہارے پیچھے عبارت منقولہ بالا کے بعد حاضری صاحب رستم طراز ہیں۔
 تفسیر و تفسیر مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۲۵۸ سطرہ میں امام سیوطی نے لکھا ہے
 سعید بن منصور احمد بن حمید بخاری مسلم ترمذی ابی ابن جریر ابن
 المنذر اور ابن مردودہ نے علقمہ سے روایت کی ہے انما قدم الشام
 فجلس الی ابی الدرداء فقال لہما ابوالدرداء ممن انت قال من
 من اهل الکوفۃ قال کیف سمعت عبد اللہ یقر أو اللیل اذ انقضت
 قال علقمہ والذکر والانثی فقال ابوالدرداء اشہد انی سمعت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ہکذا وھو راوی بیرونی
 علی انی اقواھا خلق الذکر والانثی واللہ لا اتابعھما انتھی لفظہ
 یعنی علقمہ ایک مرتبہ شام میں آیا اور ابوالدرداء کے پاس بیٹھا انھوں نے پوچھا کہ تم
 کن لوگوں میں سے ہو علقمہ نے کہا کہ میں اہل کوفہ سے ہوں پس ابوالدرداء نے کہا تم
 نے عبد اللہ کو سورۃ واللیل اذ انقضت کس طرح پڑھتے سن لے علقمہ نے کہا میں نے
 بجائے وما خلق الذکر والانثی کے والذکر والانثی پڑھتے سنا ہے۔ پس
 ابوالدرداء نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بھی یہی پڑھتے سنا ہے لیکن یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں وما خلق الذکر
 والانثی پڑھوں بخدا میں ہرگز ان کی متابعت نہ کروں گا۔

الجواب بعون الملك الوهاب

اس روایت سے بھی حائری صاحب کا مقصد کسی طرح حاصل نہیں ہوتا یعنی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لفظ و ما خلق جو قرآن شریف میں سورہ ولیل میں ہے کلام الہی نہیں ہے بلکہ کسی شخص کی بڑھائی ہوئی ہے کیوں کہ۔

اولاً اس روایت میں صرف اسی قدر تذکرہ ہے کہ علقمہ نے عبداللہ بن مسعود کو والذکر والانشی پڑھتے ہوئے سنا ما خلق پڑھتے ہوئے نہیں سنا اور یہ کہ حضرت ابوالدرداء نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو والذکر والانشی پڑھتے ہوئے سنا ہے لہذا میں و ما خلق الذکر والانشی نہ پڑھوں گا اس سے زیادہ اور کوئی بات اس روایت میں نہیں ہے لفظ ما خلق کے کلام الہی ہونے کی نفی نہ عبداللہ بن مسعود نے کی نہ ابوالدرداء نے نہ حضرت ابوالدرداء کا اس کے پڑھنے سے انکار کرنا تو اس انکار کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کی عادت یہ تھی کہ جو کچھ کسی صحابی کو بلا واسطہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی وہ اس تعلیم پر نہایت مضبوطی سے قائم رہتے تھے کسی طرح ترک نہ کرتے تھے اگرچہ کتنے ہی قابل وثوق و معزز ذرائع سے اس کے خلاف دوسری تعلیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تک پہنچ بھی جاتی اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے تھا

”شہیدہ کے بودمانند دیدہ“

اسی کو اختلاف قراءت کہتے ہیں لہذا اس روایت سے صرف اس قدر معلوم ہوا کہ بیات دونوں قراءتوں کے ساتھ نازل ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قراءتوں میں صحابہ کو تعلیم دی ہوں کسی کو یہ کسی کو وہ۔ حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابن مسعود کو صرف والذکر والانشی کی تعلیم دی دوسروں کو و ما خلق الذکر والانشی کی۔ اس قسم کا اختلاف نسخ دوسرے مصنفین کی کتب میں بھی ہوتا ہے اور جو اختلاف نسخ خود مصنف کا مجوزہ ہوتا ہے اس کو کتاب کی غلطی یا کمی بیشی نہیں کہا جاتا کمالاً بخفی۔

ثانیاً اس روایت میں بھی وہی خرابی موجود ہے جو روایت سابقہ میں تھی یعنی یہ کہ یہ روایت دوسری روایات متواترہ کے خلاف ہے۔ قرائے کوذکر کی سندوں میں حضرت ابن مسعود ہی اسی

قرآن شریف کو روایت کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض دوسری حرمائیاں بھی جو اوپر مذکور ہوئیں اس روایت میں بھی موجود ہیں لہذا قطعاً و یقیناً یہ روایت من حیث اسناد شاذ ہوگی اور من حیث المتن تو بالکل ساقط از اعتبار ہی ہے کہ اگر قرأت نے والذکو والانشی کو قرأت شاذہ میں شمار کیا ہے اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر نماز میں قصداً کوئی شخص اس قرأت کو پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

یہاں تک تو حاضری صاحب کی پیش کی ہوئی روایت کا مفصل جواب دیا گیا لیکن اب یہ تفصیل بے ضرورت ہے بلکہ اب کچھ نہ لکھا جائے تو بھی کافی ہے فان العرافۃ تبنی عن الغدی والعلیل یدل علی الکذب لہذا اب ہم بقیہ تمام روایات کو نمبر ششم میں جمع کئے دیتے ہیں سو انہی ترتیب کے کہ اس کو ذرا تفصیل کے ساتھ نمبر ششم میں بیان کریں گے اور جو کچھ فضولیات باقی رہ گئی ہیں ان کا نمونہ نمبر ششم میں دکھائیں گے اور انہیں تینوں نمبروں پر انشاء اللہ یہ بحث دوم تمام ہو جائے گی۔

نہایت مشہور عبارت منقولہ بالا کے بعد حاضری صاحب نے حسب ذیل کئی مواقع تخریف کے اور پیش فرمائے ہیں

اولیٰ سورہ احزاب کے متعلق جس کا ثانی و کافی جواب مع شمس زائد النجم کے مناظرہ حصہ اول میں کئی سال ہوئے چھپ چکا اور جواب اب جواب نہ ہوا نہ ہو سکتا ہے۔

ترجمہ :- ایک جلیویانی پورے جوش کی حالت بنا دیتا ہے اور تھوڑی چربیت چیز کا نمونہ ہوتی ہے ۱۲ کہ خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ ان روایات میں سورہ احزاب کی آیتوں کا نکال ڈالا جانا یا تحریف کیا جانا مذکور نہیں ہے بلکہ صرف یہ بیان ہے کہ اس سورت میں دو سو آیتیں تھیں مگر حضرت عثمان اس سے زائد آیتوں کے لکھنے پر قادر نہ ہوئے تھے کہ اب موجود ہیں۔ قادر نہ ہو سکی وہ بھی دو کئی روایات میں بیان ہوئی ہیں کہ حاضری صاحب نے نقل نہیں کیا۔ چنانچہ در مشرہ ہی میں صحیح بخاری سے نقل کیا ہے کہ حضرت خذیفہ کہتے ہیں وہ آیتیں ہم بھول گئے پھر کہیں نہ ملیں یعنی کسی کو یاد نہ رہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایسے نسیان عام کو نسخ کی علامت قرار دے دیا ہے قوله تعالیٰ من انسى الله فليانس الله ولا ينج الله شيئا مما نسى من اياته او نساها اسی وجہ سے تمام علمائے اہل سنت نے اس روایت کو نسخ کی مثال میں پیش کیا ہے۔ ایک متنفس نے بھی اس سے تحریف کا مضمون نہیں سمجھا۔ حاضری صاحب نے اتقان سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ اتقان میں بھی یہ روایت نسخ کی مثال میں لائی گئی ہے کہ حاضری صاحب نے ازراہ حیات اس کا بستر نہیں دیا۔ طرہ یہ کہ علمائے مشیخہ نے بھی سورہ احزاب کی روایتوں کو نسخ پر محمول کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵ کتاب بقارہ ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ حاضری صاحب نے لہو بقدر کا ترجمہ بجائے اس کے کہ حضرت عثمان قادر نہ ہوئے۔ یہ لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے اسی قدر آیتیں لکھیں انھوں نے دلاقوتہ اس قسم کی فریب کار روایاں کر کے لوگوں کے ایمان کی رہبری کریں اور بصر اپنے کو مسلمان کہیں ۱۲

دوم سورہ توبہ کے متعلق اس کا جواب بھی مناظرہ حصہ اول میں موجود ہے۔ درمنثور کی عبارت نقل کرنے میں اس موقع پر ایک ناقابل معافی خیانت کی ہے۔

سوم سورہ فاتحہ کی لفظ صراط کے متعلق یہ البتہ سنی مثال تحریف کی ہے جو شاید حائری صاحب کی ہمہ دانی و عالی دماغی کا نتیجہ ہو مفسرین لکھتے ہیں کہ لفظ صراط کی اصل صراط تھی ایک قاعدہ صرفی کی وجہ سے سین کو صا و سے بدل دیا گیا۔ یہ قاعدہ چونکہ جوازی ہے اس لئے یہ لفظ دونوں طرح مستعمل ہے اور دونوں طرح اس کی قرأت بھی منقول ہے حائری صاحب نے صراط والی روایت کو نقل کر کے جھٹکا کہ یہ بھی تحریف ہے اس سے ان کو کیا مطلب کہ یہ لفظ دونوں طرح صحیح اور دونوں طرح تواتر منقول ہے۔ علامہ زحمتی کشاف میں اس لفظ کی تفسیر لکھتے ہیں

السراط المجداة من سراط الشی اذا سراط راستے کو کہتے ہیں یہ لفظ اس محاورے سے اخذ ہوا کہ جب کوئی شخص کسی شے کو نگل جاتا ہے تو کہتے

لہ خلاصہ اس جاب کا یہ ہو کہ سورہ توبہ کی روایات میں بھی کہیں تحریف کا ذکر نہیں بلکہ دوسری روایات میں صاف نسخ کا لفظ موجود ہے عالم التنزیل میں ہے قال عبد اللہ بن عباس نزول اللہ تعالیٰ ذکر سبعین رجلا من المنافقین یا اسمائہم واسماء ابائہم لئلا یفسخ ذک الالسماء رحمۃ اللومنین لئلا یعبیون بعضہم بعضا لان اولادہم کا فوامونین یعنی عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ سورہ توبہ میں ستر منافقوں کی مذمت ناانام بقید ولایت نازل ہوئی تھی مگر بعد میں نام منسوخ کر دیئے گئے کیوں کہ ان منافقوں کی اولاد مومن تھی تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو مار نہ دلائیں مگر حائری صاحب نے اس روایت کا ذکر کیا۔ رہا یہ کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمام صحابہ کی بیعتیں اس سورہ میں تھیں یہ حائری صاحب کا طبع زاد ضمنون ہے حضرت عمر کی روایات میں تو صرف یہ ہے کہ گمان ہوا کہ کوئی ذبیحہ کا جس کے پاس میں کچھ نہ کچھ نازل نہ ہو گمان کی لفظ صاف تبارہ ہے کہ ایسا ہوا نہیں درکہ کہتے کہ کوئی نہیں بچا اور چونکہ اس وقت منافق بھی صحابہ میں ملے جاتے تھے اس لئے منافقوں کی مذمت سے یہ اندیشہ ہوا نیز مذمت اور نصیحت اور پیڑ ہے اور علامہ عتاب اور شیخ بے مظلانہ عتاب تو قرآن مجید میں سیر الانبیاء پر بھی ہیں دیکھو سورہ عبس اور یہ عتاب مجائے خورد لیل نبوت پر ۱۳۷۰ وہ خیانت یہ ہے کہ درمنثور جلد سوم صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مصر سے حضرت حذیفہ کی روایت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں واللہ ما ترکنا احد الا قالت منہ اور ترجمہ بر کیا ہے کہ خدا کی قسم ہم صحابہ میں سے ایک بھی نہیں چھوڑا جس کے متعلق کوئی ذکوئی آیت نہ اب کی نہ آئی ہو حالانکہ درمنثور میں ماترکت احد ہے جسکے معنی ہونے کہ کسی کو نہیں چھوڑا حکم کی غیر حائری صاحب نے برسیا کہ ہم صحابہ ترجمہ میں اضافہ کیا ماترکت احد اور ماترکتا کاذن معنی نہیں ہے صحابہ کے مطلب بدل گیا اور بقاعدہ عربیت بھی ماترکتا غلط ہے کیونکہ یہ صیغہ مذکر کا ہے اور اس کی ضمیر سورت کی طرف پھرگی جو سونٹ ہے کیا یہ خیانت قابل درگزر ہو سکتی ہے حائری صاحب نے ماترکت کما ترکنا کر کے بجائے منافقین کے صحابہ کو اس روایت کا مصداق بنا دیا۔ ۱۲

کما سی لقیالذین یلتقمہم والصرط من
 قلب السین صاد الاجل الطاء کقولہ
 مصیطر فی مسیطر وقد تشو للصاد
 صوت الزای وقری بہن جمیعاً وفتحاً
 اخلاص الصاد وہی لغۃ قریشی
 الثابتۃ فی مصحف الامام
 زیادہ فصیح خالص صا ہے اور یہی لغت قریش کی ہے اور مصحف امام میں بھی یہی لکھا گیا ہے۔

حاری صاحب کو خبر نہیں کہ اس قسم کے اختلاف قرأت بہت ہیں اور بڑی بڑی کتابیں
 اس فن میں ہیں وہ ایک بڑی موٹی کتاب لکھ ڈالنے اور شیعوں سے یہ کہہ کر دیکھو میں نے سنیوں کی
 کتابوں سے تحریف قرآن ثابت کرنے کے لئے اتنی بڑی کتاب لکھی خوب نعام و خفا حاصل کرتے۔
 چہا وہم سورہ فاتحہ کے لفظ ملک کے متعلق یہ تحریف بھی حاری صاحب کی ایجاد ہے کسی
 کتاب میں دیکھ لیا کہ بعض صحابہ نے یا رسول خدا اصلی اللہ نے ملک بغیر الف کے پڑھا بس آپ کی خوشی
 کی کوئی حد نہ رہی اور جلدی سے بول اٹھے کہ یہ بھی تحریف ہے۔ "اس ہم کچھ شتر است" ان کو کیا خبر کہ یہ
 لفظ دونوں طرح بقاعدہ عربیت صحیح ہے اور دونوں قرأتیں رسول خدا اصلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر کم
 خط بھی دونوں کو محتمل اور آج تک دونوں قرأتیں مسلمانوں میں رائج نماز میں پڑھی جاتی ہیں علامہ
 ابو عمر دوانی غوی مرقی متوفی ۷۸۷ھ اپنی کتاب تیسیر میں لکھتے ہیں۔

قراءۃ الصاد والکسانی مالک یوم
 الدین بالالف والیاقوت بغیر الف
 (بدور جو میں سے ہما تم اور کسانے مالک الف کے
 ساتھ اپنی قرأت میں کھا ہی اور باقی اپنا پخ قرآن لہنے
 مالک بغیر الف کے۔

پہنچے حاری صاحب نے در فتور سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن زبیر سورہ
 فاتحہ میں من انعمت علیہم عن المعضوب علیہم وعبوا الصالحین پڑھتے تھے۔

لے ابن ابی عمیر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نسخہ قرآن شریف کے بڑے اہتمام و محنت کے ساتھ
 لکھوا کر اسلامی مملکت کے ہر پر صوبہ میں بھیجے تھے ان کو مصحف امام کہتے ہیں ۱۱۔

جواب یہ ہے کہ اس روایت کو بھی تحریف سے کوئی تعلق نہیں نہ روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سورہ فاتحہ کے موجودہ الفاظ غلط ہیں نہ یہ مضمون کہ سورہ فاتحہ میں کسی نے تحریف کر دی اور سورہ فاتحہ میں تو تحریف ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ عدا تحریف کا احتمال تو ان الفاظ میں اس سبب نہیں کہ الذین کے بجائے من یا لا کے بجائے غیر رکھ دینے سے کوئی جدید مطلب نہیں پیدا ہوا جو معنی تھے وہی رہے اور سہواً تحریف کا احتمال اس سبب نہیں کہ سورہ فاتحہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے جس سورت کی ہر روز کم سے کم تیس چالیس بار تکرار ہوتی ہو اس میں سہو کی کیا گنجائش نہیں زیادہ سے زیادہ یہ روایت اختلاف قرارت پر دلالت کرتی ہے لیکن ائمہ قرار نے اس اختلاف قرارت کو قبول نہیں کیا کیوں کہ یہ روایت شاذ ناقابل اعتبار ہے پوری سند بھی اس روایت کی معلوم نہیں جائزگی صاحب کہیں سے تلاش کر کے نقل کریں تو حقیقت معلوم ہو کہ کس شیعو صاحب کی عنایت سے یہ روایت وجود میں آئی۔ قرآن مجید کے متعلق اکثر اس قسم کی روایات شیعوں کی تصنیف ہیں جو دھوکہ دیکر ہماری کتب میں درج کرائی گئی ہیں لیکن اصول و قواعد و دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دیتے ہیں۔

بہت روشن دلیل اس روایت کے بے اصل ہونے کی یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے بسند ہائے متواترہ سورہ فاتحہ اسی طرح قرآن سبعہ نے روایت کی ہے جس طرح ہمارے مصنف میں ہے اگر حضرت عمر کسی دوسرے طریقے سے اس کو پڑھتے ہوتے تو عبداللہ بن مسعود جو ان کے متبع کامل تھے کبھی اس کے خلاف نہ پڑھتے حضرت عبداللہ بن مسعود خود فرمایا کرتے تھے کہ لو شاکت عمر وادیا و شعبانسلکت وادیۃ و شعبة قنوت فجر کے متعلق جب لوگوں نے ان سے دریافت کیا تو فرمایا لو فنت عمر لقت عبداللہ

شش سورہ جمعہ کے متعلق درمنثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بجائے فاسعوا کے فامضوا پڑھتے تھے۔

جواب اس کا بعینہ وہی ہے جو اوپر ہو چکا کہ یہ روایت بھی تحریف سے تعلق نہیں رکھتی اگر اس کی صحت تسلیم کر لی جائے تو زیادہ سے زیادہ اختلاف قرارت کی دلیل ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ

۱۔ ترجمہ اگر عمر کسی نشیب یادہ کوہ میں چلیں تو عبداللہ بھی وہیں چلیگا ۱۲۔ ۱۱۔ اگر عمر قنوت فجر میں پڑھتے تو

حضرت عمر نے فاسعوا کی تفسیر میں فامضوا کہا ہو راوی نے یہ سمجھا کہ یہ قرأت حضرت عمر کی ہے۔
 ہفتم۔ در مشور سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ طلاق میں بجائے
 فطلقوهن لعدتھن کے فطلقوهن فی قبل عدتھن پڑھا۔

جواب اس کا بھی وہی ہے کہ یہ روایت بشرط صحت اختلاف قرأت پر دلالت کرتی ہے
 مزید برآں عبارت کی رکاکت بھی روایت کے جعل ہونے کی کافی شہادت ہے فی اور قبل کا اجتماع
 جس قدر ایک ہے ظاہر ہے۔

ہشتم۔ در مشور سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے بجائے ان اللہ هو
 الرزاق ذو القوتۃ المتین کے انی انا الرزاق پڑھا۔

جواب بعینہ وہی ہے جو اوپر دیا جا چکا۔

نہم۔ در مشور سے نقل کیا ہے کہ حضرت حفصہ و حضرت عائشہ نے اپنے مصحف میں
 حافظوا علی الصلوات و الصلوٰۃ الوسطیٰ کے بعد صلوٰۃ العصر کی انفظ لکھوائی۔

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ روایت تو اختلاف قرأت سے بھی تعلق نہیں رکھتی بلکہ یہ تفسیر ہے۔
 تفسیری الفاظ بعض صحابہ نے یادداشت کے لئے اپنے مصحف میں لکھ لئے تھے جیسے اس جگہ ترجمہ اجل غریب
 بن لسطور میں لکھتے ہیں اور لکھ لینے کی زیادہ وجہ یہ ہے کہ اسکی تفسیر میں صحابہ کا اختلاف تھا اور ام
 المؤمنین نے یہ تفسیر رسول سے سنی تھی خود حائری صاحب کی منقول عمدتہ کتاب در مشورہ کی دیکھنے سے
 ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ تفسیر کے لئے ہے، حائری صاحب نے بھی ضرور سمجھ لیا ہو گا مگر جب

یہ تفسیر کی جہ ظاہر ہے کہ فاسعوا کے افظل معنی ہیں ریڑ و گھر خزانے دہڑا مارا نہیں لیا کیونکہ نماز کے لئے دوڑ کر جانا منع ہے یہ
 لفظ استعارہ فرمایا ہے۔ مطلب یہ کہ نماز جو کہ لئے اہتمام کے ساتھ جاؤ جیسے روڑنے میں اہتمام ہوتا ہے۔ لہذا حضرت عمر نے
 فرمایا کہ فاسعوا کے معنی میں فامضوا یعنی جاؤ ۱۲۰ لکھ علوم قرآنیہ کی کتب عالیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اکثر درسیں
 قرآن کے وقت تفسیری الفاظ بھی اہل الفاظ قرآنی کے ساتھ پڑھ دیتے تھے اور بعض نے اپنے مصحف میں لکھ لئے تھے اس زمانہ میں استہزا
 والہیاس کا اندیشہ نہ تھا مگر کلامت پترت نماز میں ایسا کرتے تھے ذرا کہنا جائز سمجھتے تھے۔ علامہ سبکی نقاش کی باسیوس فی
 میں لکھتے ہیں کہ جس طرح حدیث میں مدح اکین خاص چیز ہے قرأت میں بھی ہے پھر انکی مثالیں بیان کر کے لکھتے ہیں قال ابن الجوزی
 وما کافا یدعون التفسیر لقراءۃ ایضا و بیان الامور حقیقون لما لفقوا۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 قرأنا فہم امنون من الالباس و در اکان بعضهم یکتبہ معہ و اما من یقول ان یقول العوا یا کان یحیی

باطل کی حمایت کے لئے کوئی شخص اٹھتا ہے تو جہالت اور خیانت بلکہ ہرناکردنی کام اس سے سرزد ہوتے ہیں درمشورہ جلد اول میں صفحہ ۲۰۰ کے آخر سے صلوٰۃ وسطیٰ کی تفسیر میں اقوال صحابہ نقل کرنا شروع کئے ہیں اور صفحہ ۲۰۱ کے آخر میں ختم کئے ہیں۔ آغاز یوں ہے۔

قولہ تعالیٰ والصلوة الوسطیٰ اخرج بن جریر عن سعید بن المسیب قال کان اصحاب رسول اللہ مختلفین فی الصلوٰۃ الوسطیٰ۔ اس کے بعد تمام اقوال جمع کر دیئے ہیں بعض صحابہ کا یہ قول ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ کی تعیین معلوم نہیں بعض کہتے ہیں کہ نماز فجر ہے۔ بعض نماز ظہر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام سلمہ اور جمہور صحابہ کا قول ہے کہ وہ نماز عصر ہے۔

ایک روایت یوں لفظ ہے۔

عن حفصہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما قالت لکاتبی مصنفہا اذا بلغت مواقیب الصلوٰۃ فاخبرنی حتی اخبرک بما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتب حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ وہی صلوٰۃ العصر والصلوة الوسطیٰ اور صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر ہے۔

حفصہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے مصنف کے کاتب سے کہا جب تم اوقات نماز لکھنے لگو تو مجھے اطلاع دینا کہ میں تم سے وہ بات بیان کروں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے چنانچہ کاتب نے اطلاع دی تو انھوں نے کہا لکھو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ پڑھ رہے تھے کہ حافظوا علی الصلوات

لیجئے اس روایت میں بھی کی لفظ بھی ہے جو تفسیری ہونے کو صاف کر دیتی ہے دوسری روایت

یوں الفاظ ہے۔

و اخرج وکیع بن الجریث فی المصنف و عبد بن حمید عن سالم بن عبد اللہ ان حفصہ ام المؤمنین قالت الوسطیٰ صلوٰۃ العصر و اخرج ابن الجریث فی صلوٰۃ العصر و اخرج ابن مسعود قال الوسطیٰ صلوٰۃ العصر۔

وکیع نے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور عبد بن حمید نے سلم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ میری بیوی ام المؤمنین حفصہ نے کہا کہ وسطیٰ نماز عصر ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ وسطیٰ نماز عصر کی نماز ہے۔

اس روایت سے اور بھی صاف ہو گیا کہ صلوٰۃ وسطیٰ کی تفسیر مقصود ہے نہ اور کچھ۔ بعض روایات کا یہ مضمون بھی ہے کہ یہ آیت پہلے یوں نازل ہوئی تھی حافظو اعلیٰ الصلوات والعصر اسکے بعد والعصر کی لفظ منسوخ ہو گئی بجائے اسکے والصلوٰۃ الوسطیٰ کی لفظ نازل ہو گئی۔ یہ روایتیں کے صفحہ ۳۰۲ پر اس طرح ہیں۔

اخرج عبد بن حمید وصحیح
 والبوداؤد فی نسخہ وابن جریر والبیہقی
 عن البراء ابن عازب قال نزلت حافظوا
 علی الصلوٰۃ والعصر فقہانا ہا علی عہد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نشاء
 اللہ ثم نسخہا اللہ فانزل حافظوا
 علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ
 فقیل لہ ہی اذن صلوٰۃ العصر فقال
 قد حدتک کیف نزلت وکیف نسخہا
 اللہ واللہ اعلم۔

عبد بن حمید نے اور سلم نے اور ابو داؤد نے اپنی کتاب ناسخ
 میں اور ابن جریر اور بیہقی نے برابر ابن عازب سے روایت
 کی ہے کہ انھوں نے کہا پہلے حافظوا علی الصلوات
 والعصر نازل ہوئی تھی ہم نے زمانہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم میں جب تک خدا کو منظور تھا اس کی تلاوت
 بھی کی پھر اللہ نے اس کو منسوخ کر دیا اور حافظوا علی
 الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ نازل فرمائی برابر ابن عازب
 سے کہا گیا کہ اب تو صاف معلوم ہو گیا کہ وسطیٰ نماز عصر
 ہے انھوں نے کہا کہ میں نے تم سے بیان کر دیا کہ اس
 طرح یہ آیت نازل ہوئی تھی اور طرح اللہ نے اس کو منسوخ کر دیا۔

المختصر در منشور کی روایات کے دیکھنے سے صاف ہو گیا کہ صلوٰۃ وسطیٰ کی تفسیر میں حضرت حفصہ
 میں صلوٰۃ العصر کی لفظ لکھوائی تھی نہ بطور لفظ قرآنی کے مگر حاضری صاحب نے نقل روایات میں خیانت کی
 پتہ نہ دیا کہ روایت کس موقع میں ہو اور اسکے اول و آخر کی روایات کا مضمون کیا ہے۔

دھوا آیت تبلیغ کے متعلق حاضری صاحب بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت علی کا نام
 اس میں تھا۔ اصل آیت یوں تھی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولیٰ المؤمنین

لہ ترجمہ ہے رسول اس مضمون کی تبلیغ کر دو جو آپ کی طرف پروردگار کا کیا جانب سے آیا گیا کہ تم تمام ایمان والوں کے مولیٰ ہو اور اگر تم نے اسکی
 تبلیغ نہ کی تو خدا کی رسالت کی تم نے تبلیغ نہ کی اور اللہ تم کو لوگوں سے کانے گا۔ روایات کا مطلب تو یہ ہے کہ نبی جو شریعت کے احکام آپ پر
 نازل ہوئے ہیں ان سبکی تبلیغ حججہ الوداع کے موقع پر جبکہ آثار اجمع ہو گا کہ اب تک کبھی نہیں ہوا اجماعی طرح کر دیجیے روز تبلیغ رسالت کا میں اذن
 ہو گا اور خدا آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھے گا مگر حضرت علی کا نام جس نے اس آیت کے ساتھ تصنیف کیا اس نے صرف علی کے مولیٰ ہونے کی تبلیغ آیت
 میں رکھی۔ علاوہ اس آیت کا مطلب بھی نہایت رنگ اور عقل و نقل دونوں کے خلاف ہو گیا بشارت عنقریب نبوی اہ آئندہ سے انہم میں تغیر
 آیت کا سلسلہ شروع فرمایا جس میں ذیقین سے استدلال کی تمام آیتیں آجائیں گی ہر آیت کے متعلق ایک رسالہ مستقل ہو کر لے گا لفظ اللہ تبارک و تعالیٰ اس
 آیت تبلیغ کی تفسیر بھی اس میں ہو گی جن نمانی اس ارادہ کو پورا کرتے آیتیں ۱۲

وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله يعصمك من الناس حارثی صاحب فرماتے ہیں کہ جبکہ آیت سے نکال دیا گیا آیت کی تحریف ہوگئی اور آپ نے ایک روایت بلا سند و در مشورہ سے نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں ہم اس آیت کو زمانہ رسول میں اسی طرح پڑھتے تھے یہ روایت نقل کر کے حارثی صاحب فرماتے ہیں ابن مسعود سنیوں کے نزدیک راوی ثقہ اور علامہ جلال الدین بھی سنیوں کا مسلم امام اور مصنف معتمد علیہ اور در مشورہ بھی ان کے یہاں معتبر اور مشہور تفسیر ہے۔

ایک لطیفہ حارثی صاحب نے اسی سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمات اہلسنت کو یہ ثابت ہے کہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر بقیام غدیر خم نازل ہوئی اور باتفاق جمیع امت پیغمبر نے وہیں اسی وقت تسبیح ولایت علی کر دی حارثی صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس بحث یعنی حضرت علیؑ کی خیالی خلافت بلا فصل ثابت کرنے کے لئے ایک سال آپ نے لکھا ہے جس کا نام موعظہ غدیر ہے۔

جواب ان سب خرافات کا نصیحہ اشیعہ جلد سوم میں اٹھائیس سال ہوئے شائع ہو چکا ہے جس کا جواب الجواب نہ آج تک ہوا نہ آئندہ ہوگا مگر ع بے حیا باش ہر حیر خواہی گو۔

لہ یہ دونوں نقلیں خالص فریب میں تمام اہل علم جانتے ہیں کہ در مشورہ معتبر ہے نہ مشورہ یہ کتاب محض جمیع روایات کے لئے ہے تنقید بالکل نہیں بعض علماء نے لکھا ہے کہ اسی سبب سے اس کا نام در مشورہ ہوا نہ منظوم۔ اب حارثی صاحب اچھی طرح سن لیں مسلمانوں کے بیان حقیق طور پر معتبر صرف ایک کتاب ہے جبکہ ایامہ نام قرآن مجید ہے اس کے سوا کوئی کتاب ایسی نہیں جس کا ہر حرف واجب تسلیم ہو کتب احادیث میں سب سے علی یا یہ بخاری و مسلم کا ہے مگر علت سنو یہ کی جانچ ان میں بھی ہوئی ہے۔ حدیث کی صحت و سقم جانچنے کے لئے بینیتھ فنون بہا یہاں مہن ہیں مگر وہ شخص ان باتوں کو کیا کہے جس کے ذہب کی بنیاد مسلم ہوشربا کی حکایت پر ہو، اسے بالکل غلط اور جھوٹ ہے دیکھو نصیحہ اشیعہ ۱۲ ص ۱۲۰ جمیع امت کا اس باتفاق نہیں بلکہ جمیع امت کا اتفاق اس کے خلاف پر ہے ولایت علی یعنی خلافت بلا فصل کی کبھی تبلیغ خدا کے رسول نے نہیں کی یہ انتر ابن سبا کا ہے ۱۲ ص ۱۲۰ نصیحہ اشیعہ جلد سوم میں یہ بحث صفحہ ۷۷ سے شروع ہو کر صفحہ ۷۸ پر ختم ہوئی ہے دونوں باتیں نہایت عمدہ دلائل قطعہ سے ثابت کی ہیں اول یہ کہ یہ آیت ہرگز غدیر خم کے روز نازل نہیں ہوئی بلکہ غدیر خم کے واقعہ سے بت پہلے رات کے وقت نازل ہو چکی تھی اور مزید لطیف یہ کہ شیعہ کی کتب معتبرہ تفسیر قمی و اصول کافی سے بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہ آیت غدیر خم سے فوراً پہلے نازل ہو چکی تھی ۱۲ ص ۱۲۰ کہ حضرت ابن مسعود پر محض افزا ہے کہ انھوں نے آیت میں حضرت علیؑ کا نام پڑھا اور کہا کہ یہ آیت نازل ہونے سے پہلے نازل ہو چکی تھی یہ روایت بالکل جودح ہے اسکا پوری سند بھی معلوم نہیں اور جنبی سند کا پڑھنا ہے اس میں جو کہ عیش ایک ضعیف الحافظ کثیر الغلط و کسی شخص ہے اور دوسرا شخص عام ہے اور معلوم نہیں کون عام ہے بعض عام نام کے لوگ کہ اب میں اور اس نام کے جتنے راوی ہیں حافظ سب کا ثراب ہے غرضیکہ نہایت مدلس طریقہ سے انھوں نے دونوں باتیں ثابت کر دی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ تفسیر میں اس آیت کی بحث میں یہ سب مفرد میں محض بیان ہوں گے ۱۲

یا زدھو آیت رحیم کی بابت بھی حائری صاحب کا دعویٰ ہے کہ تحریف کر دی گئی اور اسی درمنثور سے دو روایتیں اور ایک روایت اتقان سے نقل کی ہے۔

جواب اس کا مع شئی زاد النجم کے مناظرہ حصہ اول میں شائع ہو چکا ہے۔

دوازدھو حائری صاحب نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ آیت صلوا علیہ وسلموا تسلیما

کے بعد یہ عبارت بھی تھی وعلی الذین یصلون الصوف الاولیٰ اور اس کے ثبوت میں اتقان اور درمنثور سے ایک روایت نقل کی ہے اور اسپر یہ حاشیہ چڑھایا ہیکہ یہ عبارت حضرت عثمان نے نکال ڈالی۔

جواب یہ ہیکہ اول تو اس روایت کی صحت تسلیم نہیں بالفرض صحیح ہو تو اس کا نتیجہ صرف اس قدر ہے کہ یہ عبارت منسوخ ہو گئی تھی مگر جس طرح اور بعضے مکتفوح التلاوة آیتیں یا تفسیری الفاظ یا آیت کے لئے بعض مصاحف میں لکھے ہوئے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہ کے مصحف میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی، حضرت عثمان کے وقت میں جب یہ انتظام ہوا کہ مصحف میں خالص قرآن غیر منسوخ التلاوة لکھا جائے تو یہ عبارت خارج کر دی گئی۔

سینزدھو حائری صاحب نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے لو ان ابن ادم الخ بھی قرآن میں نکال

ڈالا گیا اور ایک روایت اتقان سے نقل کی ہے اس کے بعد جب عادت بہت تسحر کے ساتھ لکھا ہے کہ سنی تحریف قرآن کے قائل ہیں اس بے چارہ کو روایت کرنے اور قائل ہونے میں کچھ امتیاز نہیں اور یہ کہ یہ روایت بھی تحریف کی نہیں بلکہ نسخ کی ہے جیسا کہ مناظرہ حصہ اول میں اس کو اچھی طرح لکھا ہے اور خلاصہ اس جواب کا یہ ہیکہ اس آیت کا منسوخ التلاوة وانیہ حکم ہونا زمین کو مسلم ہے جائزہ مغرہ میں تفسیر جمع البیان شریف سے نقل ہو چکا ہے اور حضرت عمر اس آیت کی کتابت مصحف کے حاشیہ یا آخر میں عرض یا درداشت کے لئے کرنا چاہتے تھے نہ قرآن کے اندر جیسا کہ مسند امام احمد کی روایت میں فی نا حیت من المصحف کی لفظ ہے اور علامہ قرطبی کی کتاب اسخ و منسوخ میں علی حاشیہ المصحف کی لفظ

ہے جس آیت میں غلبہ روایت کا ہے تحریف سے کو کوئی تعلق نہیں۔ حائری صاحب درمنثور کی روایت کے ترجمہ میں یہاں بھی قائل شرم خیانت کی ہے گلاب کہاں رکھ لیں دیا جائے ۱۲ لے اس عبارت کو ملنا کہ آیت کا ترجمہ ہوا کہ لے سلمان انھیں پر صلوة و سلام بھیجو جو چاہو کی یا نماز کی مصحف اول میں پونچھے ہوں ۱۲ لے صحت کے مسلم نہ ہونے کی وجہ سے کہ مسند غیر مذکورہ آدمی نامعلوم ہے اور ایک جماعت محدثین ان تمام روایات کی ہر جیسا کہ سابقاً اتقان سے نقل ہو چکا ۱۳ لے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اس روایت میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے

تحریف معلوم ہو سکا کہ یہ روایت بھی نسخ سے تعلق رکھتی ہے اتقان کی یہی سنیا لیبوی نے اس میں سے حائری صاحب نے یہ روایت نقل کی ایک دوسری روایت حضرت ابو موسیٰ اشعری سے نقل کی ہے جس میں صاف یہ لفظ موجود ہے کہ تھو و تھت یعنی پھر یہ آیتیں اٹھالی گئیں مگر حائری صاحب نے ازراہ خیانت اس روایت کا ترجمہ کیا اور لفظ یہ کہ اس روایت کو آپ کے ملائے شریف نے بھی نسخ سے متعلق مانا ہے کچھ مضمون پر جمع البیان حاشیہ کی عبارت حائری صاحب کی یہاں چھوڑاں غلط ترجمے یا زاری لان و گران جس قدر اس رسالہ میں اسرار انوار شمار ہیں ان سوس ان حالات پر سلطان الحدیث مسند النضرین وغیرہ کے خطابات ۱۱

ثابت کیا جا چکا ہے۔

چہا ردھو تفسیر اتقان سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے عبدالرحمن ابن عوف سے پوچھا کہ ان جاہدوا کہا جاہدہ اول مرتبہ نازل ہوئی تھی مگر اب ہم اس کو نہیں پاتے عبدالرحمن بن عوف نے کہا جو حصہ قرآن کا سا قط کیا گیا اسی کے ساتھ یہ آیت بھی سا قط کر دی گئی۔ سا قط کرنے کا ترجمہ حائری صاحب نے نکال ڈالا کیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی نسخ تلاوت سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ سا قط کی گئی کا لفظ صاف بتا رہا ہے علاوہ اس کے حضرت عمر کا عبدالرحمن بن عوف سے پوچھنا بھی روشن دلیل ہے کہ تحریف مراد ہوتی تو حضرت عمر بے خبر کیسے ہوتے حضرت عمر سے پہلے حضرت صدیق ہی کی خلافت تھی اور جو کچھ ہوتا تھا حضرت عمر کے مشورہ سے ہوتا تھا پھر یہ روایت بھی بوجہ مذکورہ بالا ناقابل اعتبار ہے۔

پانژدھو اتقان سے ایک روایت نقل کی ہے کہ مسلم بن مخلد انصاری نے یہ عبارت پڑھی ان الذین امنوا وھاجر فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم الالبشر و انتھم المفلحون والذین اودھع و نصروھم و جاد لوعنھم القوم الذین غضب اللہ علیھم اولئک لا تغلوا نفس ما اخفی لھم من قوۃ اعدین جزاء بما كانوا یعملون اور کہا کہ یہ دو آیتیں قرآن کی تھیں مصحف میں نہیں لکھی گئیں۔

جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی اگر صحیح مان لی جائے تو حائری صاحب کے مفید مطلب نہیں مصحف میں لکھا جانا دلیل تحریف کیسے بن سکتا ہے جب کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ نسخ التلاوة آیتیں مصحف میں نہیں لکھی گئیں ہاں اس کے ساتھ حائری صاحب اس کا نسخ نہ ہونا بھی اگر ثابت کر دیتے تو البتہ ایک بات تھی۔

شائر دھو دھفدھوم حائری صاحب نے مولوی حامد حسین وغیرہ کی تقلید

لہ لکھو حائری صاحب نے دوقہ ذوقدھو کا ذکر نسخ نہ ہونے پر ثابت کر چکے ہیں جہاں اپنے نسخ کی تریف اور اس کے خرابا بیان کے ہیں

وہی نہ ہو و نوزدھو ما کر کے قرآن شریف کی چار آیتوں کا قواعد عربی کے

لحاظ سے غلط ہونا بھی بیان فرمایا ہے اور میں روایتیں در مشور سے ایک تفسیر کبیر سے ایک عالم التنزیل

قرآن شریف کی آیتوں میں نحو غلطی کا لکھ جائی جس نے اپنے علم کا راز فاش کر دیا معلوم ہو گا کہ حالی صاحب نے نحو کی کتاب میں بھی
 ایسے یہ ہیں شروع عرب کا کلام بھی نہیں بڑھا تفسیر میں بھی نہیں دیکھیں اور عقل سے بھی ایسے بے بہرہ میں کہ آنا بھی نہ سمجھے کہ خیال ان کے قرآن
 کلام خدا ہی صحابہ کا کلام ہی صحابہ بھی تو عرب تھا لہذا ان کے کلام میں نحو غلطی ممکن بلکہ زیادہ سے زیادہ ہو گا قاعدہ ان کی کلام کی لغت
 سے غلط ہو سکتا ہے حاجری صاحب کے شاگرد مرزا احمد علی نے بھی اپنے رسالہ انصاف میں قرآن کی آیتوں کو غلط لکھ کر یہ دعویٰ کیا ہے کہ ایسا
 کلام تو میں بھی کر سکتا ہوں بغوذ باللہ من ہذا یا تا نہ ہو و کفر یا تمہ۔ ایک نسخے وہ چار آیتیں کون ہیں اور ان میں غلطی کہا بیان کی جاتی
 ہے اور جواب اس کا کبیر صاحب نے چونکہ تقلید ایضاً مضمون لکھا ہے لہذا وہ خود نہیں سمجھے کہ اور زبان کر کے کہ غلطی کیا ہے اس میں
 اس کو صاف کے دیا ہوں پہلی آیت سورہ مائدہ میں ہے ان الذین امنوا والذین ہادوا والصابئون والصابئون والصابئون
 غلطی یہ کہی جاتی ہے کہ الصابئون معطوف ہے ان کے اسم پر اور ان کے اسم پر نصب ہوتا ہے لہذا الصابئین ہونا چاہیے
 جواب یہ کہ الصابئون ان کے اسم پر معطوف نہیں ہے بلکہ مبتدأ ہے جس کی محذوف ہے لہذا الصابئون ہی ہونا چاہیے
 تفسیر کشاف جلد اول فقہ میں ہے والصابئون رفع علی الاستبداء وجبرہ محذوف و بہ التاخیر عما فی حیوان اسمھا
 و خبرھا کا نہ قبل ان الذین امنوا والذین ہادوا والصابئون کذلک والشد سببویہ
 شاہد الہ والا فاعلموا اناد استوا بغاۃ ما بغیما فی شقاقہ ای فاعلموا ان بغاۃ وانتمو کذلک کشف
 کا پورا فقرہ تقریباً ای بحث میں ہے دوسری آیت سورہ نازم میں ہے لکن المراسخون فی العلم منهم والمؤمنون یؤمنون بما
 انزل الیہ ما انزل من قبلہ لک والمقیمین الصلوۃ والموتون الزکوٰۃ غلطی یہ بتائی جاتی ہے کہ والمقیمین محل
 رفع میں ہے لہذا والمقیمین ہونا چاہیے تھا جواب یہ ہے والمقیمین محل رفع میں نہیں ہے بلکہ بنا برمدح منصوب ہے۔ علامہ زعفرانی جو
 ارفن کے ام میں لکھتے ہیں والمقیمین نصب علی الحدیث لسان فضل الصلوٰۃ و هو باب واسع وقد کسرہ سببویہ جسی
 اصلہ و شواہد ولا یلتفت الی ما دعوا من وقوعہ لحنانی فظ المصنف بما التفت الیہ من لہر یظہر فی کتاب ولہ
 یعرفہ مذاہب العرب وما لہم فی التصبیح علی الاختصاص من لا یقناتی وغبی علیہ ان السابقین الاولین الذین
 مثلہم فی التردتہ و مثلہم فی الالجہل کا نوا بعد ہمتہ فی الصیرۃ علی الاسلام و ذب الطاعن عنہ ان یتروکا
 فی کتاب اللہ ثلثہ لیسدھا عن بعدہ و خرقا یرقوۃ من یلحق بہو دیکھو علامہ نے کیا جاہل وغبی اور عقل نیا ہے
 ان لوگوں کو جو اس آیت کو بقاعدہ نحو غلط کہتے ہیں اور قرآن میں غلطی ہو نیو کس طرح نہ کہیں کہا ہے تیسری آیت سورہ طہ میں ہے ان
 ہذا ان لساہران غلطی یہ کہی جاتی ہے کہ ہذا ان اسم کا ہے اس کو نصب ہونا چاہیے یعنی ہذین ہونا چاہیے۔ حاجری
 صاحب کو یہ خبر نہیں کہ قرآن شریف میں یہ آیت ہے کس طرح ہماری قرأت میں ان نہیں ہے بلکہ ان بسکون فون اللہ ایک دوسری
 قرأت میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بالکل صحیح ہے ان کا اسم جب تثنیہ ہو تو اس کو الف کے ساتھ بھی اعراب دیتے ہیں تفسیر
 کبیر دیکھو کہتے اشار عرب نقل کے ہیں۔ نزار کا قول ہے کہ و ذلک وان کان قلیلاً اقیس

سے نقل کیا ہے جو اب اسکا نظروں میں آیا دیا جا چکا کہ حد کے قرآن اب تک عالم خاموشی میں ہیں ہاں
 حائری صاحب نے اس مقام میں بھی حسب عادت دو کمال اور کئے اس ایک یہ تفسیر کبریٰ کی عبارت
 نقل کرنے میں خیانت کی دو کسریہ کہ بالکل بھوٹ لکھ دیا کہ امام رازی نے کبیر میں اور امام نجوی نے
 معالم میں ان آیتوں کا غلط ہونا تسلیم کر لیا اگر حائری صاحب معالم میں یہ مضمون دکھادیں تو جس قدر انعام
 مانگیں دیا جائے گا نفوذ باللہ من شروہ النفس

لیستی دعائے قنوت کے متعلق تو خاص قسم کی دلیری حائری صاحب نے کی ہے فرماتے ہیں
 "تفسیر اتقان میں امام سیوطی اور کتاب ناسخ و المنسوخ میں حسین بن منادی نے لکھا ہے وما دفعہ سبہ
 من القرآن ولو دفع من القلوب حفظہ، سودنا القنوت فی الوتو قسمی سوئی الخلم والحفد

حاشیہ گذشتہ چوتھی آیت سورہ منافقوں میں ہے فاصدق واکن غلطی بتائی جاتی ہے کہ اکن محل نصب میں ہے اکون ہوتا چاہئے
 تھا جو اب یہ سیکر معترض نے علم نحو نہیں پڑھا عطف کسلی لفظ پر ہوتا ہے کبھی محل پر ہوتا ہے یہاں محل پر عطف ہے اور محل جزم ہے
 لہذا اکن بالکل صحیح ہے تفسیر کبیر میں ہے والجزم علی موضع العائد والنشد سیدویہ ایباتا کثیرۃ فی الجمل علی اوضع
 فہا فلست یا بجبال ولا الحدید الخ فنصب الحدید عطفاً علی المحل اب رہا یہ کہ جو اقوال بعض صحابہ کے ان آیات کے غلط
 ہونے کے متعلق نقل کئے ہیں وہ اقوال جعلی ہیں بڑے بڑے محدثین و مفسرین نے ان روایات کو جعلی مانا ہے چنانچہ علامہ سیوطی نے بھی ان روایات
 کے خلاف عقل و نقل ہونے کی تصریح اتقان میں کیا ہے۔ مناظرہ مجددوم میں ہم نے وہ اقوال نقل کئے ہیں اور تفسیر کبریٰ کی عبارت آئندہ ص ۱۱۲ میں
 نقل ہوگی ۱۲ حاشیہ میں ہر اسے تفسیر کبیر میں حائری صاحب کی منقولہ روایت کے بعد ہی علی الاتصال اس کا رد بھی موجود ہے حائری صاحب نے
 روایت تو نقل کر دی مگر اس کا رد نقل کیا یہ تو خیال ہونی اور امام رازی کو تسلیم کرنے والا اس روایت کا بتایا یہ بھوٹ ہوا امام رازی نے تفسیر
 کبیر میں اس روایت کا غلط ہونا بہت دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسے بعد لکھا ہے کہ ان المسئلین اصحوا علی ان ما بین اللہین
 کلام اللہ تعالیٰ و کلام اللہ تعالیٰ لا یجوز ان یکون لحدیثنا غلطاً فثبت فساد ما نقل عن عثمان وعائشہ رضی اللہ عنہما
 ان فیہ لحدیثنا و غلطاً و ثلثہا قال ابن الانباری ان الصحابہ ہوا الاممۃ و القدوة فلو وجدوا فی المصحف لحدیثنا ما فوضوا
 اصلاحہ الی غیرہ من بعدہ یعنی مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ دو دفتروں کے درمیان میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے
 اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں غلطی ناممکن ہے پس ثابت ہو گیا کہ حضرت عثمان و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے جو روایت منقول ہے وہ غلط
 ہے تیسری بات یہ ہے کہ ابن انباری نے کہا کہ صحابہ تو عام امت کے پیشوا اور مقتدا ہیں اگر وہ صحیفہ میں کوئی غلطی دیکھتے تو ہرگز اسکی اصلاح اپنے
 بعد کی اور کے سپرد نہ کرتے۔ اسکے بعد امام مہر صوفی نے فرمایا کہ غرض ان الفاظ قرآنی کا صحیح ہونا نقل کیا ہے ہر نہ ہدایت میں اشاعت پیش کیے ہیں ۱۲
 سلسلہ بلکہ معالم کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ امام نجوی بھی اس روایت کو صحیح نہیں سمجھتے۔ اول تو مدعی صنویہ مجہول کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا
 ہے اور صنویہ مجہول اگر تصنیف کیئے آتے ہیں تو ہم اس روایت کے بعد لکھا ہے دعامة الصحابة و اهل العلم علی ذہ صحیح یعنی اکثر صحابہ
 اور تمام اہل علم کا قول یہ ہے کہ یہ الفاظ صحیح ہیں ۱۲ سلسلہ یہ حائری صاحب کی خوبی دانی ہے کہ ناسخ پرالف لام نہیں لائے ۱۲

انتہی یعنی منجملہ ان سورتوں اور آیتوں کے جن کے نقوش قرآن سے اٹھائے گئے ہیں لیکن ان کی یادوں نے نہیں گئی وہ دو سوری ہیں جو قنوت وتر میں پڑھے جاتے تھے اور سورہ النحل و سورہ الكہف کے نام سے یاد کئے جاتے تھے مگر اس وقت حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے قرآن میں ان کا نشانہ تک نہیں پایا جاتا خالص دلیری یہ ہے کہ خود ہی کتاب ناسخ و منسوخ سے نقل کرتے ہیں پھر جو عبارت نقل کرتے ہیں اس میں دفعہ دفعہ من القرآن موجود ہے پھر ترجمہ میں بھی خود لکھتے ہیں کہ نقوش قرآن سے اٹھائے گئے باوجود ان سب باتوں کے جو نسخ تلاوت کی واضح تصریحات میں تحریف کہہ رہے ہیں۔

ع چہ ولا دراست دزدے کہ کیف تراغ دارد

لست ویکہ بستان المذاہب مصنف مرزا محمد کن شیری نے شیعوں کی تصنیف کی ہوئی سورہ نورین نقل کی ہے اور بہت خوش ہو کر لکھا ہے کہ یہ مکمل سورہ قرآن سے نکال دی گئی اس میں کسی جگہ علیہ السلام کا نام ہے۔

جواب اس کا انجمن دائرۃ الاصلاح لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا لیکن آٹنا میں بھی کہوں گا کہ عداوت قرآن نے حاکمی صاحب کو ایسا منتقل کر دیا ہے کہ وہ طلسم ہو شراب سے استدلال کریں تو کچھ تعجب نہیں۔

نہ ہفتسم کے آخر میں حاکمی صاحب نے از روئے ترتیب بھی قرآن شریف کے محرف ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور چار پانچ سورتوں کے متعلق تفسیر کبیر و درمنثور سے نقل کیا ہے کہ کئی سورتوں میں کچھ آیتیں مدنی اور مدنی سورتوں میں کچھ آیتیں مکی ہیں اور حسب عادت جس کی جا بجا ترجمہ میں خیانت اور جاہلانہ تمسخر بھی کیا ہے اور فریب بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ "جس طرح ترتیب دار آیتیں نازل ہوئی تھیں اسی طرح جمع بھی کیا جانا چاہیے تھا مگر قرآن جانے خلیفہ المسلمین حضرت عثمان کی اس جدت کے کہ وہ خلاف تنزیل آیات کو ترتیب یکو قرآن جمع کر گئے۔" الحی احوال نقوہ، کلمات صحیفہ منہرقتہ

۱۔ اللہ اکبر حاکمی صاحب اس بے خبری پر رد اہل سنت کرنے بیٹھے ہیں۔ حضرت یہ دونوں سورتیں دعا قنوت میں اب بھی پڑھے جاتے ہیں ۱۲۔ جب حاکمی صاحب نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے اور بلا امتیاز بڑھایا ہے۔ کیا یہ دعا و فریب نہیں ہے۔ حاکمی صاحب نے بکثرت یہ کارروائی کی ہے ۱۳۔

الجواب بعون الملک الوہاب

ترتیب قرآن کے مسئلہ کو ذرا مفصل لکھا جاتا ہے کیوں کہ جاہلوں کو سب طرح دھوکے دیکر ان کا ایمان برباد کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے دیکھو خرابی ترتیب تو تمہاری کتابوں سے بھی ثابت ہے سورہ اتراسکے پہلے نازل ہوئی تھی آج دیکھو آخری پارہ میں ہے حالانکہ یہ محض فریبے خرابی ترتیب کا مطلب نہیں کہ نزول کے خلاف ہو جائے بلکہ خرابی ترتیب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت یا آپ کی ترتیب و تعلم کے خلاف ہو جائے۔

پس اڑھے ہو کہ قرآن شریف میں ترتیب کے چار مدارج ہیں اول سورتوں کی ترتیب کے پہلے سورہ فاتحہ ہے پھر سورہ بقرہ ال عمران الی آخرہ دوم آیتوں کی ترتیب یعنی سورتوں کے اندر جواہر ہیں ان کی تقدیم و تاخیر مثلاً سورہ فاتحہ میں پہلے الرحمن الرحیم ہے اس کے بعد ملک يوم الدين ہے ممکن ہے اس کے برعکس یوں ہو ملک يوم الدين الرحمن الرحیم سب کلمات کی ترتیب یعنی آیتوں کے اندر جواہر ہیں ان کی تقدیم و تاخیر مثلاً سورہ فاتحہ میں الحمد لله ہے یا اللہ محمد چہا دم حروف کی ترتیب یعنی کلمات کے اندر جواہر ہیں ان کی تقدیم و تاخیر مثلاً سورہ فاتحہ میں الحمد لله ہے یا اللہ محمد مدارج میں صرف حروف کی ترتیب کا فرق ہے۔

شیخ قرآن شریف کو چاروں قسم کی خرابی ترتیب ملوث کہتے ہیں پہلی تینوں قسم کی خرابی ترتیب کی تصریح صفحہ ۹ پر فصل الخطاب سے نقل کی جا چکی ہے کہ وہ مخالف لہذا القراءات الموجود من حيث التالیف و ترتیب السور والایات بل الکلمات ایضاً یعنی حضرت علی کا جمع کیا ہوا قرآن سورتوں اور آیتوں بلکہ لفظوں کی تالیف و ترتیب کے لحاظ سے بھی اس قرآن موجود کے خلاف ہے جو تھی قسم کی خرابی ترتیب کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔

اہلسنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے اس کی

لے یہ بات کچھ قرآن شریف کے ساتھ محض نہیں بلکہ ہر کتاب کی خرابی ترتیب کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مصنف کی ترتیب یا مرنی کے خلاف ہو جائے ترتیب تصنیف اور تخریج اور ترتیب جمع اور چیز کبھی دونوں ترتیبیں متحدہ جاتی

ترتیب بھی محرف نہیں ہے جو اس کو کسی قسم کی تحریف سے ملوث کرتا ہے وہ خود اپنی زبان اور دل و لہجہ کو کفر کی نجاست سے ملوث کرتا ہے۔

آخری تینوں قسم کی ترتیب کے متعلق تو سب کا اجماع ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہیں ایک قول یا ایک روایت بھی اس کے خلاف نہیں۔ قسم اول یعنی سورتوں کی ترتیب کے متعلق اللہ کی کچھ اختلاف ہے بعض کہتے ہیں صحابہ نے دی اور بعض کہتے ہیں یہ ترتیب بھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہے۔ محققین اسی طرف ہیں۔ اگر درحقیقت یہ ترتیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی نہ ہو تب بھی کچھ خرابی نہیں لازم آتی مقصود متکلم نہیں بدلتا کیونکہ ہر سورت جدا کا مستقل چیز ہے پہلے آل عمران ہوتی تو اور اب پہلے سورہ بقرہ ہے تو پہلے قل اعوذ برب الناس ہوتی تو اور اب پہلے قل اعوذ برب الفلق ہے تو مقصود کلام میں کیا فرق آسکتا ہے۔

مگر تحقیق یہ ہے کہ یہ اختلاف محض نزاع لفظی ہے جو لوگ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آٹھویں نوع میں لکھے ہیں الاجماع الغرض المتواضعة علی ان ترتیب الايات توقيفية لا مشبهة في ذلك لما اجماع فقل غير واحد منهم الزركشي في البرهان والوجهين الزبير في مناسبة وعبارته من الايات في سورها واقم توفيقه صلى الله عليه وسلم وامرلا من غير خلاف في ذلك بين الملمين انتهى وسياتي من لصوص العلماء ما يدل عليه اس کے بعد ایک ذخیرہ روایات مجموعہ اس کی شہادت میں پیش کر کے لکھا ہے قبلہ ذلك مبلغ التواتر اس کے بعد لکھا ہے وقال القاضي البوكي ترتيب الايات امر واجب وحكول لازم فقد كان جب مائل يقول صعوا اية كذا في موضع كذا وقال ايضا الذي ذهب اليه ان جميع القران الذي انزل الله امر بانها تاتي دسمة ولم يشخه ولا رفع تلاوته بعد نزوله هو هذا الذي ما بين الدفتين الذي جراه مصحف عثمان كانه لا ينقص منه شيئا ولا يزيد فيه وان ترتيبه ونظمه ثابت على ما نظم الله تعالى درتبه عليه وسوله من اى اليهود لم يقدم من ذلك منسوخ ولا حرمه مقدم وان التثبيت عن النبي صلى الله عليه وسلم ترتيبا لكل سورة وواضعها وعرفت مواضعها كما مضى في ظاهر ان وعات التلاوة غير تمام كبرت اقول انكرهم علماء عظام كقولهم ان نقل كل من مثل امام مالك وامام شافعي وابن حنبل وغيرهم من جوفان ويد من المنحصرات قول كافر جملية وقد حصل اليقين من النقل المتواتر بهذا الترتيب عن تلاوة رسول الله صلى الله عليه وسلم ومما اجمعه الصحابة على وضعه هكذا في المصحف ۱۲۔ سلك اتفاق كل ائمة من ائمة ترتيب سور كمتعلق اختلاف نقل كركه ككاهي قال الزركشي في البصائر والاعلاف بين الترتيبين لفظي لان القائل بالثاني (اى كون ترتيب السور غير توقيفي) يقول انه دمر اليه هذا لعلهم ياسباب نزوله وموافق كلامه و لهذا قال مالك انما القواعد القران على ما كانوا يسمعون من النبي صلى الله عليه وسلم مع قوله بان ترتيب السور باجماعهم قال الخلف الى انه بل بتوقيف قرني او بحمد استناد فعلي بحيث بقي لهم فيه مجال للنظر ۱۳

وسلم نے ترتیب نہیں دی ان کا مطلب یہ ہے کہ آیتوں کی طرح آپ نے سورتوں کو ترتیب کے ساتھ نہیں لکھوایا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ ترتیب آپ کی دی ہوئی ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ ترتیب آپ کی ملاوت کے مطابق ہے۔

الحاصل اہل سنت کے نزدیک سورتوں کی ترتیب بھی منجانب اللہ ہے اور عقل سلیم اور واقعات فطریہ بھی اس کی شہادت دیتے ہیں ہاذا یہ بات ضرور یہ کہ کلمات اور حرف کی ترتیب تو نزول کے مطابق ہے اور آیتوں اور سورتوں کی ترتیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہی اہی نزول کے خلاف دی ہے تفسیر اتقان کی اٹھارویں نوع دیکھو جو خاص جمع و ترتیب قرآن کے متعلق ہے تو معلوم ہو کہ اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے اور اس عقیدہ پر کئی حکم دلائل قائم ہیں۔

مفسر مشتم چند آیتیں اس موعظہ تحریف میں اور باقی رہ گئی ہیں ان کا مختصر حال بہ ترتیب عرض کیا جاتا ہے۔

اول حضرت عثمان پر قرآن جلانے کا الزام۔ طعن ایک پُرانا فرسودہ طعن ہے جس کے ایسے نفس اور ثنائی جوایات دیئے جا چکے کہ بے حیا مخالفین کو ان کی عمدگی کا اقرار کرنا پڑتا ہے علامہ ابن مسعودی نے شرح نہج البلاغہ مطبوعہ ایران میں لکھتے ہیں **وقد اجاب الناصر بن عثمان عن هذه الاعتراضات بلجوية مستحسنة** وہم هذا كونه في الطولات یعنی عثمان کے طرفداروں نے ان اعتراضات کے عمدہ جوابات دیئے ہیں جو بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ کتاب نصیحہ اشیعہ میں بھی اس طعن کا جواب جلد سوم صفحہ ۱۲ پر موجود ہے **النبحر** میں بھی نہایت بسوڈ و مفصل جواب دیا جا چکا ہے مگر شیعہ بڑے باجیا ہیں کہ ان عمدہ جوابات کو رد کے بغیر بھرا سی اعتراض کو زبان پر لاتے ہیں۔

دوم ولید بن عبد الملک کا قرآن شریف پر تیزی کرنا تاریخ الخلفاء سے نقل کیا ہے اور پھر خود ہی تاریخ الخلفاء سے یہ عبارت نقل کی ہے **وقتی دلہ یحفظ الامام اور خود ہی اس کا ترجمہ کیا ہے کہ**

لہذا ان جوابات کا یہ بیکر اول تو روایت میں ہر زمانہ ہے حدیث کا اس میں اختلاف برکھوئی بجائے صلی جس کے سنی جہانک میں یا بخرق خانہ جس کے سنی پورے ہیں۔ دو قسم جن کہیں یہ واقعہ مذکور ہے سیکے ساتھ یہ بھی ہے کہ صحابہ نے یادداشت کے لئے تفسیری الفاظ یا متروک اللمادہ آتیں اپنے مصحف میں لکھی تھیں صرف ان کو بھٹا ایا جلا یا گیا کہ وہ مصحف نہ جانے تو آئندہ نسلوں کے اشتباہ کا اندیشہ تھا پس حضرت عثمان نے قرآن میں جلا یا بلکہ وہ جیسے جلائی جو ہمارے ایمان میں خالی شمار ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ خیراً ۱۲

اس نے فسق کیا اور گناہوں سے نہ ڈرا اور اس کے بعد لکھا ہے کہ قرآن کو تیروں سے غزبال
 کر دینے کے بعد سنیوں کے خلیفہ کا ایمان ویسے کا ویسا ہی رہا اور یہ بھی لکھا ہے کہ سیوطی نے یہ واقعہ
 تیسری کا مناقب ولید میں ذکر کیا ہے۔ جو اس کا سوائے اس کے کیا دیا جائے کہ اللہ اس
 شخص کے حال پر حسرت کرے سیوطی نہیں بلکہ کسی سستی نے بھی اس واقعہ کو مناقب ولید میں ذکر کیا
 ہو جائے صاحب دہلا دیں ایک ہزار روپیہ انعام اسی وقت اس ناچیز سے لے لیں۔ نیز
 کسی نے یہی لکھا ہو کہ ولید کا ایمان اس واقعہ کے بعد بھی ویسا ہی رہا اس کے دہلا دینے پر بھی
 وہی انعام غضب ہے کہ خود ہی فسق و لہو و حنف من الاثم نقل کریں اور پھر یہ لکھیں۔

عداوت قرآن کریم نے بالکل محل احواس کر دیا باقی رہا یہ کہ پھر ولید کو خلفائے کبیر کیوں شمار کیا تو یہ
 بات ہر شخص جانتا ہے کہ خلیفہ ظالم بھی ہوتا ہے عادل بھی بشیعہ سنی دونوں کی کتابوں سے یہ بات
 ثابت ہے پھر خلافت عادل کی بھی دو نہیں ہیں۔ راشدہ جیسے خلفائے اربعہ کی خلافت اعدا کد جیسے
 حضرت معاویہ کی خلافت۔ راشدہ کی بھی دو نہیں ہیں خاصہ جیسے شیخین کی خلافت، غیر خاصہ جیسے سختین
 کی خلافت۔

سوم قرآن شریف کے خون یا پیشاب سے لکھنے کا الزام چند روز سے یہ اعتراض شیعوں نے
 نکالا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ کسی کی نکیر جاری ہو جائے اور کسی طرح نہ رُکے تو نطاہر ہے کہ وہ
 مر جائیگا اور سورہ فاتحہ میں یہ تائیس ہے کہ نکیر کے خون سے نکیر زدہ کی پیشانی پر لکھ دیا جائے
 تو وہ فوراً خون بند ہو جاتا ہے۔ ابو بکر اسکاف علمائے حنفیہ میں سے ایک شخص ہیں ان سے ایک
 شخص نے اس کا سکہ پوچھا انھوں نے فرمایا انسان کی جان بچانے کے لئے خون کیسا
 پیشاب بھی لکھنا جائز ہے۔ فتاویٰ قاضی خان سے خود دھاری صاحب نے یہ عبارت نقل کی ہے
 کہ فلا یوقا حدمہ اور خود ہی اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ جس کی نکیر پھوٹے اور خون نہ گھٹے
 اب بتائیے کیا اس پر کوئی عقلمند اعتراض کر سکتا ہے۔ انسان کی جان بچانا تو ایسا ضروری
 فرض ہے کہ اس کے لئے سور کا گوشت کھا لینا بلکہ کلہ رشک کا زبان سے کہہ دینا قرآن کریم میں صریح
 جائز کیا ہے۔ قول تعالیٰ الامن اکوۃ قلبہ مطمئن بالایمان آیت کا خون سے لکھنا اگر تو بین قرآن

لے کر حج آیت کا یہ کہ جس شخص کا دل ایمان پر قائم ہو وہ بحالت اکراہ و کراہ کفر و کفران سے کہہ سکتا ہے شیعوں نے اس آیت سے نفع ثابت کرنا چاہا
 ہے۔ حالانکہ شیعوں کا تعلق اس آیت سے ثابت نہیں ہو سکتا چنانچہ فقہ کتبہ میں اس کا حکم ہے۔

ہے تو کلمہ شرک کا کہنا خدا کی توہین ہے مگر دیکھتے ہیں کہ نیت توہین کی ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ جان بچا سکی نیت دونوں جگہ ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ تکسیر والے سوالہ میں قرآن شریف کی عظمت و قوت تاثیر بھی ملحوظ ہے لہذا اس کا جواز تو بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیے ایسی ضرورت کے وقت میں کسی چیز کی اجازت دینا اگر موجب طعن یا اس کے تسخر کا ذریعہ بن سکتا ہے کہ خون اور میناب جیسی ناپاک چیز سے نہ لکھنے کے جائز ہونیکا فتویٰ جو مذہب سے رہا ہو تو یقیناً طعن و تسخر قرآن کریم کے ساتھ ہوگا کہ کیوں سور کا گوشت کھانے یا کلمہ شرک بکنے کی اجازت دی لرحول ولاقوة الایاتہ، پھر یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ یہ فتویٰ تمام اہل سنت کیا معنی مذہب سے کابھی نہیں ہے نہ امام عظیم کا قول ہے نہ ان کے شاگردوں کا نہ تخریجات فقہاء میں سے ہے صرف ابوبکر اسکاف کی ایک روایت ہے ابوبکر اسکاف علماء میں سے ایک عالم ہیں ان کی رائے کو مذہب کہنا سخت فریب ہے۔

حاجری صاحب سرفراز مولیٰ ہیں تفسیر و حدیث و عربیت میں تو آپ کا کمال ظاہر ہو چکا اب فقہ میں بھی آپ نے دخل دیا اور فقہ بھی کون، امام عظیم کی فقہ جو ائمہ الفقہ ہے۔

لقد قال ابن ادریس مقالا صحیحہ النقل فی حکم لطیفہ

بان الناس فی الفقہ عیال علی فقہ الامام ابی حنیفہ

حضرت آپ کو خبر نہیں فقہ حنفی اور مذہب حنفیہ ان مسائل کو کہتے ہیں جو ظاہر الروایۃ میں مذکور ہوں یعنی امام عظیم کے شاگرد و امام محمد کی ان تہ کتب میں جامع صغیر جامع کبیر صغیر کبیر مشوط، زیادات خود امام محمد کی دوسری کتب میں مسائل بھی مذہب حنفی نہیں کہے جاتے بلکہ ان کو نوادر کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں کیونکہ ان کتب کی روایات امام محمد سے متواتر نہیں آسکتی مذہب کے بعد تخریجات مشائخ کا ترجمہ کسی ایک عالم کی رائے نہ کبھی مذہب میں شمار ہونی نہ ہو سکتی ہے گو وہ رائے کسی ہی بے عیب کسی ہی مدلل اور واجب القبول کیوں نہ ہو۔

چہادہ شیعہ چونکہ تحریف قرآن کے معتقد ہیں اور حاجری صاحب جانتے ہیں کہ ان کے اس کہیدہ سے کہ شیعہ تحریف کے قائل نہیں سو اس کے کہ جھوٹ بولنے کا جو کچھ ثواب عظیم ان کے مذہب میں ہے وہ ان کے نام اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے اور کچھ نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا خدا نے قرآن

لہ یا شمار در مختار میں حضرت عبداللہ بن مبارک امام محمدین سے نقل کئے ہیں۔ ترجمہ: تحقیق ابن ادریس یعنی امام شافعی نے فرمایا کسی نقل ان سے صحیح ہے اور لطیف حکمت کی بات ہے کہ سب گنہگاروں میں اللہ نے اللہ کی فقہ کے تربت مافہ میں ۱۲۔

شریف میں جو فرمایا ہے کہ اِنَّمَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اس آیت کا مطلب بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی پھر سبحان اللہ کی اعمدہ مطلب بیان کیا ہے کہ ابن سبایا زرارہ صاحب ہوتے تو قدر کرتے۔

صفحہ ۴۵ لغات ۴۸ تک اس مطلب کو آپ نے لکھا ہے دو باتیں زیر تبصرہ کی ہیں ایک یہ کہ مراد ذکر سے ذات مبارک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے خدا نے آپ کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے نہ کہ قرآن کی حفاظت کا۔ ذکر سے رسول کے مراد ہونے پر آپ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے **قَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ذِكْرًا سُوْرًا مِّنْ لَّدُنَّا وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** اس آیت میں بھی ذکر سے مراد قرآن ہے اور رسولاً بغير حرف عطف بقاعدہ تعداد آیا ہے۔ اہل عرب بولتے ہیں اشتوت الیوم داناً بساطا جادیۃ دیکھو مختصر معانی بغرض کہ ذکر سے مراد قطعاً قرآن مجید ہے اور منزل یا نزال کتاب ہی کے لئے ہو سکتا ہے، نبی و رسول کے لئے ارسال و بعثت کی لفظ ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ اگر ذکر سے مراد قرآن ہی ہو تو بھی اس قرآن کی حفاظت مراد نہیں بلکہ اس قرآن کی حفاظت مراد ہے جو لوح محفوظ میں ہے حاضری صاحب سے کہنا چاہیے کہ حضرت نزلنا کے بعد حفاظت کا وعدہ ہے جو صاف دلیل اس کی ہے کہ قرآن منزل کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ پھر لوح محفوظ کی حفاظت کے وعدے سے فائدہ کیا لوح محفوظ میں تحریف ہو سکنے کا شبہ کس کو ہو سکتا ہے۔ پھر لوح محفوظ میں تو تورات و انجیل بھی محفوظ ہے قرآن کی تخصیص کیا حاضری صاحب نے یہاں اپنے اہم غائب کے قرآن کا ذکر کیا دو کے شیعہ تو یہی کہتے ہیں کہ خدا نے وعدہ اسی غار والے قرآن کی حفاظت کا کیا ہے شیعوں کے امام المناظرین مولوی حامد حسین استقصاء الافہام جلد اول صفحہ ۶۶ میں لکھتے ہیں

”وراصل قرآن كما انزل نزود حافظان شریعت موجودت۔“

ایڈیٹر ان شمس نے بھی آیت مذکورہ کا یہی مطلب بیان کر کے وعدہ حفاظت قرآن سے انکار کیا تھا اور غالباً حاضری صاحب نے انہیں سے یہ مضمون لیا ہے اس کا جواب النجم کے مناظرہ صفحہ دوم

۱۔ ترجمہ تحقیق ہم نے نازل کیا ہے ان نصیحت یعنی قرآن کو اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ۱۲

۲۔ ترجمہ تحقیق نازل کیا ہے اللہ نے تمہاری طرف ذکر اور ایک رسول جو تلاوت کرتا ہے تمہارے سامنے اللہ کی آیتیں جو واضح ہیں ۱۲

۳۔ ہم مفسرین نے اس آیت کو بھی مجوزات قرآن میں شمار کیا ہے۔ مناظرہ صفحہ دوم میں بکثرت تفاسیر اللہ کی عبارات نقل کی گئی ہیں ۱۲

میں نہایت بسط و تفصیل سے دیا گیا جس کا جواب بجا جواب حیا داروں نے کچھ نہ دیا اور پھر منہ دکھانے میں کچھ باک نہیں اس جواب میں تفاسیر اہل سنت و شیعہ دونوں سے ثابت کر دیا گیا کہ ذکر سے مراد اس آیت میں قرآن ہے اور اسی قرآن کی حفاظت کا وعدہ ہر قسم کی تحریف سے اس آیت میں کیا گیا ہے خاص کر شیعوں کی تفسیر مجمع البیان کی عبارت مناظرہ حصہ دوم ص ۹۴ میں قابل ملاحظہ ہے تفسیر مجمع البیان وہ ہے جس سے حائری صاحب نے اسی رسالہ میں استناد کیا ہے وہ نہ عبارت ثبوتیہ ذاد سبحانہ فی البیان فقال انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون عن الزیادة و النقصان و التحریف۔

والتغییب۔ عن قتادة و ابن عباس و مثله لا یلتئم الباطل من بین یدیه و لا من خلقه و قبل معناه یتکفل بحفظہ الخ اخر الدرر فتصلہ الامة فتحفظہ عصر بعد عصر الخ

یوم القیامة لبقا الحجۃ بہ علی الجماعۃ من کل من لزمته دعوتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ الخ

حائری صاحب خیانت اور نقدان دیانت اور علوم عربیہ اور فنون الہیہ سے اہلسنت کا ملکہ علاوہ آپ کی نظر خود اپنی کتب پر بھی نہیں ہے آپ کو تصنیف و تالیف کی اجازت کس نے دی یہ کئی سطروں کے خطاب کس نے دیئے اس شخص کا نام تو بتائیے اور اس سے زیادہ کیا کہا جائے کہ آپ نے شیعوں کے منصب اجتہاد کو دلیل کر دیا۔ در کفر ہم ثابت نہ زنا ررار سواکن

پن بجھو۔ آخر میں حائری صاحب نے انہیں چار علماء شیعوں کے اقوال پیش کئے ہیں جن کی

بابت ہم بحث اول میں لکھ چکے ہیں کہ وہ ادراہ نقیہ منکر تحریف ہو گئے ہیں اور ان چار اشخاص کے اقوال

چھ کتابوں سے نقل کئے ہیں جن میں چھٹی کتاب خود آپ کی تصنیف ہے کیوں نہ ہو آپ بھی تو مصنف

ہیں ان چار اشخاص کے اقوال پر جو اعتراضات خود علماء شیعہ نے کئے ہیں اس کا کچھ جواب نہیں

داندازد و ہزار روایات تحریف کا کچھ جواب نہیں اور کیا جواب دے سکتے ہیں جب کہ ان کے علماء لکھ

چکے کہ ان روایات کے بے اعتبار قرار دینے سے تمام فن حدیث ہمارا خاک میں مل جائیگا مسئلہ آیت

لے تمام مفسرین نے اس آیت کو بھی جرات قرآن میں شمار کیا ہے مناظرہ حصہ دوم میں بکثرت تفاسیر اہل سنت کی عبارات نقل کی گئی ہیں ۱۲

لے ترجمہ بجا ہونے اور وضاحت کر کے فرمایا کہ ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم ہی شیخی تحریف و تبدیل سے حفاظت کریں گے قتادہ اور

ابن عباس سے منقول ہے کہ یہی مضمون اس آیت میں ہے لا یلتئم الباطل الخ اور کہا گیا ہے کہ حفاظت قرآن کے معنی یہ ہیں کہ قیامت

تک ہر کلمہ محفوظ رکھیں گے۔ امت مسلمہ اس کو نقل کرے گی اس کا حفظ کرے گی تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحت قیامت تک

بھی ہاتھ سے جلتا رہے گا پھر ان زائد از دو ہزار روایات ائمہ معصومین کے مقابلہ میں کوئی ایک حدیث کسی امام کی حاکری صاحب قشیش کر دیتے یہ بھی نہ کیا نہ اب کر سکتے ہیں لہذا یہ سب لکھنا ان کا اہل فریبی کے سوا اور کسی لقب کا مستحق نہیں۔

مشہور حاکری صاحب اسی سلسلہ میں اپنے رسالے کے صفحہ ۶۶ پر آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ شیعوں مطلق تحریف کے قائل نہیں ہیں جن دو ایک شیعوں نے تحریف قرآن کا ذکر کیا بھی ہے اولاً تو وہ نقل روایت ہے نہ اظہار عقیدہ۔ پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ عموماً اخباری مذہب کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور جس طرح اخباریوں اور اصولیوں میں سلسلہ عقیدہ کے متعلق اختلاف ہے اسی طرح تحریف قرآن کی بابت بھی اختلاف ہے اخباری تحریف کے قائل ہیں اصولی قائل نہیں انتہی لفظاً۔ سے پہلے نوقابل وادبات یہ ہے کہ کس بے باکی کے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے کہ شیعوں مطلق تحریف کے قائل نہیں ہیں۔ تناقض بھی قابل تماشایہ ہے کہ آگے چل کر اول تو صرف نقل روایت کا اقرار کیا پھر اعتقاد کا بھی اقرار کر لیا کہ اخباری شیعوں قائل تحریف ہیں۔

کذب و تناقض کی شکایت تو کسی شیعوں سے کرنا بجا ہے بقول قائل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے

کیا جو جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا لقمہ ہم نے کیا تھا، میں ثواب ملا

البتہ حاکری صاحب اس کا جواب لینا چاہتے ہیں کہ قرآن پر ایمان رکھنا تمھارے یہاں ضرورت دین سے ہے یا نہیں اگر ہے تو اخباریوں کو کافر کہو اور ان کو اپنے مذہب سے خارج کرو ان کی کتابوں کو بنیاد مذہب بناؤ دیکھیں پھر تمھارے مذہب میں رہ کر ایمان بالقرآن ضروریات دین سے نہیں ہے تو تم نے قرآن پر شیعوں کا ایمان نہ ہونے کا اقرار کر لیا۔ حاکری صاحب نے جاہلوں اور بے وقوفوں کو اخباری اصولی کا فرق ذکر کر کے خوب سمجھایا۔ سننے والوں کو کیا خبر کہ اخباری اصولی دونوں شیعوں ہیں دونوں میں کچھ جزئی اختلافات ہیں نہ اصولی جیسے بلاشبہ ہمارے یہاں کہ محمد بن فقہا بالکل ایسا ہی ہے محمد بن کو شیعوں اخباری کہتے ہیں اور فقہا کو اصولی۔

حاکری صاحب یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں شیعوں کا قائل تحریف ہونا کسی کے چھپائے چھپتے نہیں سکتا شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے، ایمان بالقرآن اس وقت حاصل ہوگا جب اہل سنت کی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نام الا نبیاء انو قرآن شریف کے اطمینان اور یقین صحیح ہوگا۔

کرام کو دیندار دین کا جان نثار راست گفتار مانو تحریف قرآن کی تمام روایات کو اور جس مذہب نے ان روایات کو تصنیف کیا اس کو خیر باد کہو اور قائلین تحریف کو کافر کفر دشمن دین الہی جانو!
 حارثی صاحب جٹ بولکر اگر حق پہرہ پر سکتا تو یقیناً اب تک اہلسنی اور ذریات اہلسنی نے خدا کے واحد کی پرستش دنیا سے موقوف کرادی ہوتی۔

ہفتم۔ ختم رسالہ پر حارثی صاحب نے "آریہ دوستوں سے خطاب کا عنوان بھی قائم کیا ہے بیشک آریوں سے آپ سے دوستی ہونا بھی چاہئے (لکھنؤ ملتان و لحدۃ اہل اسلام سے دشمنی اور کفار سے دوستی آپ لوگوں کا قدیم شیوہ ہے۔ مبارک ہے۔

ہشتم۔ حارثی صاحب نے مصحف فاطمہ و کتاب علی کی بحث پر بھی خامہ فرسائی کی ہے جس کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ آپ ایک لفظ بھی سچ نہیں کہنا چاہتے کھلا ہوا فریب تو یہ ہے کہ آپ کتاب علی سے قرآن علی کہہ رہے ہیں حالانکہ کتاب علی ایک دوسری چیز ہے دوسرا صریح فریب یہ ہے کہ مصحف فاطمہ سے بھی قرآن مراد لیتے ہیں حالانکہ مصحف فاطمہ بھی قرآن سے الگ ایک چیز ہے جس کی بابت آپ کے امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ وہ قرآن سے لگنا ہے اور اس میں تمھارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں دیکھو اصول کافی۔

نہم۔ حدیث نقلین کی بحث بھی محض بے تعلق آپ نے چھیڑ دی ہے انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ تفسیر آیات سے فارغ ہو کر نخبہ ہم میں سلسلہ شرح احادیث شروع ہوگا تو سب سے پہلے حدیث نقلین پر مستقل رسالہ لکھ کر تمام دنیا کو دکھلا دیا جائے گا کہ شیعوں نے کس قدر مغالطہ اس حدیث میں کیا ہے اور یہ کہ شیعوں جس طرح اہل بیت رسول و آل رسول سے ناواقف اور مخرف ہیں اسی طرح نقلین کو بھی نہیں جانتے۔

دہم۔ حارثی صاحب کو رسالہ مواعظ تحریف لکھتے وقت خود بھی یہ کھٹکا تھا کہ لوگ میری چوریاں اور خیانتیں پکڑیں گے مثل مشہور ہے کہ چور کی داڑھی میں تنکا چنانچہ رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۵۱ پر لکھتے ہیں "یہ میری گذارش ضرور یاد رکھیں کہ میری اس تقریر کے بعد اہل سنت میں نہایت عظیم الشان انقلاب پیدا ہوگا بغیر معمولی نقل و حرکت بھی پیدا ہوگی۔ عوام کو دھوکا دینے کی غرض سے یہ کیا جائے گا کہ یہ سنیوں کی کتابیں نہیں ہیں سیاق و سباق چھوڑ کر

درمیان کی عبارت پڑھ کر سنا دی گئی ہے ان آیتوں میں تنبیح وارد ہوئی ہے۔
 غرض کہ جو جو کارروائیاں آپ نے کی ہیں سب کا ڈر آپ کو لگا ہوا تھا مگر شاید یہ خیال بھی تھا کہ
 ان جاہلانہ خرافات کو دیکھ کر اہل علم مجھے لائق خطاب نہ سمجھیں گے اور میرے رسالہ کا جواب نہ لکھا جائے گا
 اور میری کارروائیوں پر پردہ پڑا رہے گا۔

شیعوں کے بھلانے کے لئے آپ نے اپنے امام جعفر صادق کی طرح ہمیشہ میں گونی بھی کر دی کہ
 اہل سنت میں انصاف عظیم اور غیر معمولی نقل و حرکت ہوگی حالانکہ کچھ بھی نہ ہوا آپ کے بڑے بڑوں نے
 جب قرآن کریم پر حملے کئے تو کہا ہوا جو آپ کے حملوں کی کچھ پروا کیجاتی، قرآن کریم کی پانگاہ بہت بلند ہے
 ایسے بے مغز شور و شر کی وہاں تک رسائی بھی نہیں ذلک اکتساب لا یریبہا۔

یہ ناچیس سز بھی آپ کے رسالہ کا جواب لکھ کر نام ہو پہلے سے آپ کی علمی حالت معلوم
 نہ تھی ورنہ یہ جسرات نہ کی جاتی۔

هَذَا السُّؤَالُ وَالْجَوَابُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

۱۱۹

واضح ہو

کہ خداوند عز و جود انتقام نے صحابہ کرام کے دشمنوں سے عجب تامل لیا کہ ان کو انسان کے مقابلہ سے ہٹا کر اپنی کتاب حکیم کے مقابلہ میں لا کر ڈال دیا۔ اس حقیقت پر کہ مذہب شیعہ کی بنیاد قرآن شریف کی عداوت پر ہے ایک مدت تک پردہ پڑا رہا۔ اکثر لوگ یہی سمجھتے رہے کہ شیعہ بھی کلمہ گو ہیں مسلمان ہیں ان کی بات اسلامی برتاؤ ہونا چاہیے۔ بعض اہل تحقیق نے ان کو خارج از اسلام سمجھا مگر اس کی وجہ جو انھوں نے بیان کی وہ نظری ثابت ہوئیں بالآخر بعض اذکیائے امت اپنی فراست ایمانی سے اس حقیقت تک پہنچ گئے کہ حضرت شیخ دلی اللہ محدث دہلوی نے ازالہ الخفا کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ نور توفیق نے مجھے اس رمز سے آگاہ کیا مگر چونکہ حضرت مدوح نے اس حقیقت کو بہت زیادہ وضاحت سے نہ بیان فرمایا تھا اس وجہ سے اکثر لوگوں کے ذہن پھر بھی اُس کے ادراک سے محروم رہے۔ شاید کہ نشیت الہی نے یہ خدمت اس حقیر کیلئے مقدر کی تھی اگرچہ یہ ناکارہ اس قابل نہ تھا کہ انتقام خداوندی کا آئینہ جاہر بنے مگر غایت اور کے استحقاق بخشش سے اگر بادشاہ بردر پسیروزن بیاید تو لے خواہے سبالت مکن

چنانچہ اب یہ حقیقت بالکل بے پردہ ہو گئی کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ رسالہ مذرا بھی اسی حقیقت کے دیکھنے کا ایک چھوٹا سا آئینہ ہے۔

لہذا

شیعوں کو چاہئے کہ ایذا دہاری کے ساتھ خداوند تعصب علاحدہ ہو کر اپنے مجتہدین کی کوراز تقلید چھوڑ کر اس حقیقت کو جانیں اس کے بعد اگر قرآن کریم ان کو زیادہ پیارا ہو تو مذہب شیعہ کو خیر باد کہیں اور اگر زرارہ و ابولبصیر وغیرہ کی روایتیں ان کو زیادہ عزیز نہ ہوں تو ان کو اختیار ہے اور شیعوں کو لازم ہے کہ جب کوئی شیعہ ان سے مذہبی چھیڑ چھاڑ کرے تو اسکو پہلا جواب وہ یہی دیں کہ تم کو اسلامی فروغی مباحث میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں جبکہ تمہارا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ فقط والسلام

سر ایچ بی زوق تصور محمد عبد اکریم مدیر ام لکھنؤ

تکملة تنبيه الحائرین

تفصیح الجارین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله حمد الشاکرین والصلوة والسلام علی سید الدین والآخرین
 سیدنا و مولانا محمد علی الہ الطاہرین و علی من اتبعہم الی یوم الدین (مَا بَعْدُ)
 قبلہ شیخ جناب حائری صاحب کے رسالہ معظّم تحریف قرآن کا جواب موسوم بہ تنبیہ الحائرین تقریباً ایک
 سال ہوئے بدفہات شائع ہو چکا۔ حائری صاحب کو اپنے اس رسالہ پر پڑانا زتھا بڑی دھوم مچا رکھی تھی کہ اس کا
 جواب سنوں کی طرف سے ہو ہی نہیں سکتا۔ رسالہ میں جا بجا اس قدر مستعدی کا اظہار کیا ہے کہ معلوم
 ہوا تھا کہ حائری صاحب علم ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں جواب نکلتے ہی فوراً جواب اب جواب لکھ ڈالیں گے مگر سنے
 آنکھوں سے دیکھ لیا کہ رب زبانی لفاظی قنا ہو گی۔ ایک سال میں بھی جواب نہ ہوا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ
 ہو گا بلکہ اگر کچھ بھی حیا ہو گی تو جس قدر جوڑیاں، خیانتیں، غلط حوالے، غلط ترجمے حائری صاحب کے دکھلائے
 گئے ہیں ان کے بعد اب وہ تصنیف و تالیف کی جرأت نہ کریں گے اور بالکل روپوش ہو جائیں گے۔ تنبیہ
 الحائرین میں ضمناً کچھ مسائل مذہب شیعہ کا تذکرہ اس سلسلہ میں آ گیا تھا کہ حائری صاحب نے اپنے مذہب
 کے مطابق نقل ہونیکا بے سرو پا دعویٰ کیا تھا۔ اس موقع پر چالیس مسائل مذہب شیعہ کے نمونے کے
 طور پر لکھے گئے تھے مگر کتب شیعہ کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔ عبارات میں نقل کی گئی تھیں تاکہ طول نہ ہو لہذا
 اب اس تکملہ میں ان مسائل کے لئے کتب شیعہ کا حوالہ اور ان کتب کی اصلی عبارات میں پیش کی جاتی ہیں حتیٰ
 تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ذریعہ ہدایت بنائے خدا کو کہ شیعہ اس رسالے کو دیکھ کر اپنے مذہب کی
 اصلی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور اس بات کو سمجھ لیں کہ ایسے بے بنیاد مذہب کا نتیجہ سوا دنیا کی سوائی
 اور آخرت کے عذاب کے کچھ نہیں ہے۔ واللہ الموفق والمعین

پہلا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو بداموتا ہے یعنی ماذا شر وہ جاہل ہے اس کو سب باتوں کا علم نہیں اسی وجہ سے اس کی اکثر پیشین گوئیاں غلط ہو جاتی ہیں اور اس کو اپنی رائے بدنا پر مبنی ہے۔ یہ عقیدہ مذہب شیعوں میں اس قدر ضروری ہے کہ اگر محصورین کا ارشاد ہے کہ جب تک اس عقیدہ کا اقرار نہیں لے لیا گیا کسی نبی کو نبوت نہیں دی گئی اور خدا کی عبادت اس عقیدہ کی برابر ہی عقیدہ میں نہیں ہے۔

اصول کافی صفحہ ۸۸ پر ایک مستقل باب بداموت ہے اس باب کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں

عن زید بن اعین عن احدهما قال ما عبد الله بشيئ مثل البداء عن مالك بن جهمي قال سمعت ابا عبد الله

نزارہ بن اعین سے روایت ہے انھوں نے امام باقر صادق سے روایت کی ہیکہ اللہ کی بندگی بداموت کے برابر ہی چیز نہیں ہے۔

يقول لو علم الناس ما في القول بالبداء من الاجر ما افتروا عن الكلام منه عن مراد بن حكيم قال سمعت ابا عبد الله يقول ما تنبأ به قط حتى يقصر الله بخمس بالبداء

مالک جہمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اگر لوگ جان لیں کہ بداموت کے قائل ہوں نہیں کس قدر ثواب ہے تو کبھی اس کے قائل ہونے باز نہ رہیں۔

والمشيئة والسجود والعبودية والطاعة

مرازم بن حکیم سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے امام جعفر صادق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ کوئی نبی کبھی نہیں بنایا گیا یہاں تک کہ وہ پانچ چیزوں کا اقرار نہ کرے بداموت اور مشیت کا اور سجدہ کا اور عبودیت کا اور طاعت کا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ عقیدہ بداموت کیسا ضروری چیز ہے اب رہی یہ بات کہ بداموت کی چیز ہے اس کے لئے لغت عرب کو دیکھنا چاہئے اس کے بعد کچھ واقعات بداموت کے کتب شیعیہ سے پیش کر دوں گا پھر علمائے شیعہ کا اقرار کہ بیشک بداموت کے معنی یہی ہیں کہ خدا جاہل ہے۔

لغت عرب

بداموتی زبان کا لفظ ہے تمام لغت کی کتابوں میں لکھا ہے بدالہ ای ظہر لہما لہو بظہر

یعنی بد کے معنی ہیں نامعلوم چیز کا معلوم ہو جانا یہ لفظ اسی معنی میں قرآن شریف میں بکثرت مستعمل ہے۔ رسالہ ازالۃ الغرور اور وہبہ کے مصنف کو دیکھئے عقیدہ بد کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہاں دو لفظیں ہیں بد ابالالف اور بد ابہمزہ شیعہ بد ابالالف کے قائل ہیں اور جو چیز قابل اعتراض ہے وہ بد ابہمزہ ہے حالانکہ یہ محض جمل ہے بد ابہمزہ کے معنی ہیں شروع ہونا اس میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے یہ ہے ان لوگوں کی لغت دانی اور اس پر یہ سن ترانی لاجول ولاقوۃ الالباب۔

واقعات

بد کے واقعات کتب شیعہ میں بہت ہیں مگر ہم یہاں صرف دو واقعوں کا ذکر کافی سمجھتے ہیں۔ اول یہ کہ امام جعفر صادق نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد میرے بیٹے اسمعیل کو امامت کے لئے نامزد کیا ہے یہ بھی واضح رہے کہ امام کی علامات جو کتب شیعہ میں لکھی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ امام ران سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی پیشانی پر آریہ تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً لکھی ہوتی ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کو بارہ نفاذ سر بہرہ دیکھے تھے جو خدا کی طرف سے اترے تھے جبریل لائے تھے۔ پس ضروری ہے کہ اسمعیل بھی ران سے پیدا ہوئے ہوں گے ان کی پیشانی پر آیت بھی لکھی ہوگی۔ ایک نفاذ بھی ان کے نام ہوگا مگر افسوس خدا کو معلوم نہ تھا کہ اسمعیل میں یہ قابلیت نہیں ہے چنانچہ پھر خدا کو اعلان کرنا پڑا کہ اسمعیل امام نہ ہوں گے بلکہ موسیٰ کاظم امام ہوں گے۔ علامہ مجلسی بخارا الاثر میں روایت فرماتے ہیں اور اس روایت کو محقق تلوسی بھی نقد المحصل میں لکھتے ہیں کہ

عن جعفر الصادق انه جعل	امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ انھوں نے اسمعیل
اسمعیل القائم مقامہ بعد فظہر من	کو اپنا قائم مقام اپنے بعد کے لئے مقرر کیا مگر اسمعیل
اسمعیل مالہ یوقضہ فجعل	سے کوئی بات ایسی ظاہر ہوئی جس کو انھوں نے
القائم مقامہ موسیٰ فسئل عن ذلك	پسند نہ کیا لہذا انھوں نے موسیٰ کو اپنا قائم مقام بنایا
فقال بد اللہ فی اسمعیل	اسکی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اللہ کو اسمعیل کے بارے میں

بد ہو گیا۔

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں جسکو شیخ صدوق نے رسالہ اعتقادیہ میں لکھا ہے۔

ما يدع الله في شئى كما بد الله
ان الله كواي ابد اكبى نهىس هو اجى ابد اميرے بيٹے
فى اسماعيل ابنى اسمعيل کے بارے ميں ہوا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ امام على تقى نے خبر دى کہ ميں بعد ميں بيٹے محمد امام ہوں گے مگر خدا کو
يہ معلوم نہ تھا کہ محمد اپنے والد کے سامنے درجائيس گے۔ جب يہ واقعہ پيش آيا تو خدا کو اپنى رائے بدلتا پڑى
اور خلاف قاعدہ مقررہ کے بڑے بيٹے کو امامت ملتى ہے حسن عسكرى کو امام بنايا۔
اصول كافي ۲۰۱ ميں ہے۔

عن ابى الهاشم الجعفرى قال كنت
عند ابى الحسن عليه السلام بعد ما
مضى ابى جعفر و ابى جعفر و ابى جعفر
فى نفسى اريد ان اتول كائها اعنى
ابا جعفر و ابا محمد فى هذا الوقت كالى
الحسن موسى و اسمعيل و ان قصه
كقصتهما اذ كان ابو محمد المراد بعد ابى
جعفر فاقبل على ابى الحسن عليه السلام
فيل انما نطق فقال نعم يا ابا هاشم
بدا الله فى ابى محمد بعد ابى جعفر
ما لم تكن تعرف له كما بد الله فى
موسى بعد مضى اسمعيل ما
كشفت به عن حاله و هو كما
حدثك نفسك و ان كره
المبطلون و ابو محمد ابى الخلف
بعدى عند علم ما يحتاج اليه
ومن انة الامامته

ابو الهاشم جعفرى سے روایت ہے وہ کہتے تھے ميں ابو الحسن
(يعنى امام تقى) عليه السلام کے پاس بيٹھا ہوا تھا جب کہ ان کے
بيٹے ابو جعفر يعنى محمد كى وفات ہوئى ميں اپنے دل ميں سوچ
رہا تھا اور يہ کہنا چاہتا تھا کہ محمد اور حسن عسكرى كا اس وقت
دہى حال ہوا جو امام موسى كا ستم اور اسمعيل فرزند ان امام جعفر
صادق كا ہوا تھا ان دونوں كا واقعہ بھی ان دونوں کے
واقعہ کے مثل ہے كيونكہ ابو محمد (يعنى حسن عسكرى) كى امامت
عبد ابو جعفر (يعنى محمد) کے مرنے کے ہونى تو امام تقى ميں سركى
طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے قبل اس کے کہ ميں كچھ کہوں
ارشن ضميرى ديكھئے) فرمايا کہ اے ابو ہاشم ان الله كواي جعفر کے مرجانے
كے بعد ابو محمد کے بارے ميں بد ہوا جو بات معلوم نہ تھى وہ معلوم
ہو گى جيسا کہ ان الله كواي اسمعيل کے بعد موسى کے بارے
ميں بد ہوا تھا جس نے اسل حقيقت ظاہر كردى اور يہ بات
ويسى ہى ہے جيسى تم نے خيال كى اگرچہ بدكار لوگ اس كو ناپسند
كړيں اور ابو محمد (يعنى حسن عسكرى) ميں بعد ميل خليفہ
ہے اس کے پاس تمام ضرورت كى چيزوں كا علم ہے اور
اس کے پاس الامامت بھی ہے۔

اگرچہ ایسی صاف بات کے لئے اقرار کی ضرورت نہ تھی مگر خدا کی قدرت ہے کہ
 علماء شیعہ نے اگرچہ اہل سنت کے مقابلہ میں تو ہمیشہ تاویلات سے کام لیا
 لیکن آپس کی تحریروں میں انہوں نے صاف اقرار کر لیا ہے کہ جو اسے خدا کا جاہل ہونا لازم آتا ہے
 شیعوں کے مجتہد اعظم مولوی دلداری علی اساس الاصول مطبوعہ لکھنؤ کے ص ۲۱۹ پر لکھتے ہیں اعلیٰ ان البدا
 لا یبغی ان یقول بہ احد لانه یلزم منه ان یتصف البادی تعالیٰ بالجهل كما لا یخفى علی ۱۲
 ترجمہ: جانتا چلے میں کہ بد اس قابل نہیں کہ کوئی شخص اس کا قائل ہو کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کا جاہل ہونا
 لازم آتا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔

اس کے ساتھ اساس الاصول میں اس بات کا بھی اقرار موجود ہے کہ شیعوں میں سوا محقق طوسی کے اور
 کوئی بڑا کامکر نہیں ہوا۔

اب ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ شیعوں کو کیا ضرورت اس عقیدے کے تصنیف کی پیش آئی اصل
 واقعہ یہ ہے کہ جب اسلام کے چالاک دشمنوں نے مذہب شیعہ کو تصنیف کیا تو وہ خود بھی جانتے تھے کہ
 کوئی انسان اس مذہب کو قبول نہیں کر سکتا لہذا انہوں نے طرح طرح کی تدبیریں اس مذہب
 کے رواج دینے کے لئے اختیار کیں از انجملہ یہ کہ فسق و فجور کے راستے خوب وسیع کر دیے متعہ الواطت
 شراخجری کا بازار گرم کیا۔ چنانچہ اس قسم کی روایتیں بکثرت آج بھی کتب شیعہ میں موجود ہیں از انجملہ
 یہ کہ انہوں نے دنیاوی طمع کا راستہ بھی خوب کشادہ کیا سینکڑوں روایتیں اس مضمون کی ائمہ کے
 نام سے تصنیف کر دیں کہ فلاں سنہ میں جو بہت قریب ہے دنیا میں انقلاب عظیم ہو جائے گا اور بڑی
 سلطنت و حکومت جاہ و حشمت شیعوں کو حاصل ہوگی پھر جب وہ سنہ آتا اور ان پیشین گوئیوں کا ظہور
 نہ ہوتا تو کہہ دیتے کہ خدا کو بداب ہو گیا۔ ایک روایت اس قسم کی حسب ذیل ہے۔ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۲
 میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

ان الله تبارک و تعالیٰ قد کان بہ تحقیق انہ تبارک و تعالیٰ نے اس کام (یعنی امام ہدی کے ظہور)
 وقت ہذا الامر فی سبعین فلما کا وقت سن ستر ہجری مقرر کیا تھا مگر جب میں صلوات
 ان علیہ شہید ہو گئے تو اللہ کا غصہ زمین والوں پر سخت ہو گیا
 اشتد غضب اللہ علی اهل الارض لہذا اللہ نے اس کام کو ستر ہجرت صحیحے ٹھہرایا یعنی تم سے بیان

کرویا تم نے راز کو فاش کر دیا اور بات مشہور کر دی اب
 اللہ نے کوئی وقت اس کے بعد ہم کو نہیں تباہا ابو حمزہ (راوی)
 کہتا ہے میں نے یہ حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان
 کی انھوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا۔

فاخرہ الی اربعین فصاۃ فحدتکو
 فاذا عتم الحدیث فکفتم تناع السؤل
 یجعل اللہ وقتا بعد ذلک عندنا قال
 حمزہ لا حدیث یذک ابی عبد اللہ علیہ
 السلام فقال قد کاتی ذلک

یہ تماشا بھی قابل دید ہے کہ جب اہل سنت کی طرف سے اعتراض ہوا تو علماء شیعہ کو جواب دینے کی فکر
 ہوئی اور اس پریشانی میں انھوں نے ایسی ایسی ناگفتہ برائیاں کہہ ڈالیں جو عقیدہ بد سے بھی بڑھ گئیں۔ مولوی
 حاکم بن نے استقصار الانحزام جلد اول صفحہ ۱۲۸ سے لیکر صفحہ ۱۵۸ تک پورے تیس صفحات اسی بحث کے نام سے
 سیاہ کر ڈالے مگر کوئی بات بنائے زین پڑی پڑی گوشش انھوں نے اس بات کی کہ ہے کہ بدائے کلمہ
 میں تاویل کریں چنانچہ کھینچ آئے کہ انھوں نے بدائے کلمہ معنی بیان کے ہیں جو عموماً اثبات یا نسخ کے ہیں
 لیکن خود ہی خیال پیدا ہوا کہ یہ تاویل چل نہیں سکتی لہذا علامہ مجلسی سے ایک تاویل نقل کر کے اس پر بہت ناز
 کیا ہے۔ یہ عبارت استقصار و مجلد اول کے صفحہ ۳ پر ملاحظہ ہو۔

اور منجملہ ان تاویلات کے ایک یہ ہے کہ پیشین گوئیاں ان مومنین
 کی تسلی کے لئے تھیں جو دوستانِ خدا کی آسائش
 اور اہل حق کے غلبے کے منتظر تھے جیسا کہ اہل بیت
 علیہم السلام کی آسائش اور ان کے غلبے کے متعلق روایت
 کیا گیا ہے اگر ائمہ علیہم السلام شیعوں کو شروع ہی میں بتا دیتے
 کہ مخالفین کا غلبہ ابھی رہے گا اور شیعوں کو مصیبت
 سخت ہوگی اور ان کو آسائش نہ ملے گی مگر ایک ہزار یا
 دو ہزار سال کے بعد تو وہ مایوس ہو جاتے اور دین سے
 پھر جاتے۔ لہذا انھوں نے اپنے شیعوں کو خبر دی کہ
 آسائش کا زمانہ جلد آئیو والا ہے۔

وسنہا ان یکون هذه الاخبار تسلیة
 القوم من المومنین المنتظرین انہج اولیاء
 اللہ ونبیة اهل الحق واهل مکادوی
 فی فرج اهل البیت علیہم السلام وعلیہم
 السلام علیہم السلام لو کافوا اخلوا
 الشیعة فی اول ابتلائہم بام تبلا
 المخالفین وشدۃ عننتہم انہ نہیں
 فرجہوا الا بعد الفسنة والغی سنة
 لیو او ارجعوا عن الدین ولکنہو
 اغیر وشیعتہم یجعیل الفرج

یہ تاویل بڑی سند تاویل ہے صحابہ کرم سے منقول ہے چنانچہ اصول کافی ص ۲۳۳ میں ہے۔

عن الحسن بن علی بن یقظین عن ابي
الحسن عن ابي بن یقظین قال قال ابوالحسن
الثقیفة تری بالامانی منذ ما تى منة
قال قال یقظین لابن علی بن یقظین ما لانا
قیل لنا فکان وقیل لکون لکون قال فقال
لما علی ان الذی قیل لنا ولکون کان من
مخرج واحد غیر ان امر کوحضه
فما علیتم محضه فکان کما قیل لکون وان
امرنا لوی محضه فعلننا بالامانی فلو قیل
لنا ان هذا الامر لا یکن الا الی ما تى
منة او قلنا ما منة لقت القلوب
و لوجر عامه الناس عن الاسلام
ولکن قالوا ما امر بعد ما اقرب
تالفا لقلوب الناس۔

حسن بن علی بن یقظین نے اپنے بھائی حسین سے انھوں نے اپنے
والد علی بن یقظین سے روایت کی ہے کہ ابوالحسن نے کہا شیخ
دوسو برس سے امید دلا دلا کر رکھے جاتے تھے یقظین (سنی)
نے اپنے بیٹے علی بن یقظین (شیخ) سے کہا یہ کیا بات ہے جو
وعدہ ہم سے کیا گیا وہ پورا ہو گیا اور جو تم سے کیا گیا وہ پورا نہ
ہوا اعلیٰ نے اپنے باپ سے کہا کہ جو تم سے کہا گیا اور جو ہم سے
کہا گیا سب ایک ہی مقام سے نکلا مگر تمہارے وعدہ کا وقت
آ گیا لہذا تم سے خاص بات کہی گئی وہ پوری ہو گئی اور ہمارے
وعدہ کا وقت نہیں آیا تھا لہذا ہم امید دلا دلا کر بہلائے گئے
اگر ہم سے کہہ دیا جاتا کہ یہ کام نہ ہوگا مگر دوسو برس یا تین سو
برس تک تو دل سخت ہو جاتے اور اکثر لوگ بن اسلام سے
پھر جاتے اس وجہ سے اللہ نے کہا کہ یہ کام بہت جلد ہوگا
بہت قریب ہوگا لوگوں
کی تالیف قلب کے لئے۔

یہ تاویل اگرچہ ان روایات میں چل نہیں سکتی جن میں تعیین وقت پیشین گوئی کی گئی ہے گول گول
الفاظ نہیں ہیں کہ یہ کام جلد ہوگا قریب ہوگا نیز ان روایات میں بھی چل نہیں سکتی جن میں کسی خاص شخص
کے امت کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور وہ شخص نام نہیں ہوا یا قبل از وقت مر گیا۔ لیکن علمائے شیعہ
کی خاطر ہم اس تاویل کو قبول کر لیں تو حاصل اس کا یہ ہے کہ اماموں کی پیشین گوئیاں جو غلط نکل
گئیں اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ خدا کو آئندہ کا حال معلوم نہ تھا بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ پیشین گوئیاں
شیعوں کی تسلی کے لئے بیان کی گئیں شیعوں کے بہلانے کے لئے ایسی باتیں بھی گئیں اگر شیعوں کو تسلی
نزدکی جاتی اور وہ بہلائے نہ جاتے تو مرتد ہو جاتے۔

نتیجہ اس تاویل کا یہ ہے کہ ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ عقیدہ بیدار کی تصنیف
محض ترویج مذہب شیعہ کے لئے ہوئی ہے۔

مگر یہاں ایک سوال بڑا اخیل یہ پیدا ہوتا ہے کہ جھوٹی پیشین گوئیاں کر کے لوگوں کو فریب دینا اور پہلانا کس کا فعل تھا آیا انکا اپنی طرف سے ایسا کرتے تھے یا یہ کہ توت خدا کے ہیں غالباً ائمہ کی آبرو کا بچانا شیعوں کے نزدیک زیادہ اہم ہو اور وہ خدا ہی کی طرف اس حرکت کو منسوب کریں گے تو ہم کہیں گے کہ جہل سے خدا کو بچایا تو فریب ہی کے الزام میں مبتلا کر دیا بارش سے بچنے کے لئے ہتھکن سے بھاگ کر پڑنے کے بیچ کھڑے ہو گئے۔

یہ بات بھی نتیجہ خیز تھی کہ جو شیخہ اصحاب ائمہ تھے وہ ایسے ضعیف الاعتقاد تھے کہ ان کو مذہب پر قائم رکھنے کے لئے خدا کو یا اہوں کو جھوٹی پیشین گوئیاں بیان کرنا پڑتی تھیں طرح طرح سے ان کو پہلانا پڑتا تھا ایسا نہ کیا جاتا تو وہ مرتد ہو جاتے جب اس زلزلے کے شیعوں کا یہ حال تھا تو آج کل کے شیعوں کا کیا حال ہوگا اور ان کے پہلانے کیلئے مجتہدوں کو کیا کچھ نہ تدبیریں کرنی پڑتی ہوں گی۔

شیعوں کے تو اصحاب ائمہ کا یہ حال تھا مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو دیکھو کیسے قومی الایمان کیسے پختہ اعتقاد کے تھے کہ ان کو دین پر قائم رکھنے کے لئے نہ خدا کو جھوٹ بولنا پڑا نہ رسول کو ان پر مصائب کے آلام کے پہاڑ توڑے گئے، بلاؤں کی بارش برسانی گئی مگر ان کے قدم کو جنبش نہ ہوئی۔

انصاف سے دیکھو یہی ایک مسئلہ بد پر سے مذہب کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے جس مذہب میں خدا کو جاہل یا فریبی مانا گیا ہو اس مذہب کا کیا کہنا۔

دوسرا سوال

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو جب غصہ آتا ہے تو غصہ میں اس کو دوست دشمن کا امتیاز نہیں رہتا حتیٰ کہ اس غصہ میں بجائے دشمنوں کے دوستوں کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔ بھلا خیال تو کیجئے کہ کیا خدا کی یہی شان ہونی چاہئے؟ اور کیا ایسا خدا ماننے کے قابل ہو سکتا ہے؟

سند اس عقیدہ کی پہلے مسألہ میں اصول کافی صفحہ ۱۳۲ سے نقل ہو چکی کہ امام حسین کی شہادت سے جو خدا کو غصہ آیا تو امام ہندی کا طور اس نے طام دیا۔ حالانکہ امام ہندی کے طور نہ ہونے سے شیعوں کا نقصان ہوا۔ قاتلان امام حسین کا کیا بگڑا بلکہ ان کا تو اور فائدہ ہوا یا یہ کہا جائے کہ قاتلان امام حسین شیخہ تھے

اسی وجہ سے خدا نے ان کو نقصان پہنچایا اور یہ واقعی بات بھی ہے۔

تیسرا سوال

شیعوں کا اعتقاد ہے کہ خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ڈرتا تھا اس لئے بہت سے کام ان سے چھپا کر کرتا تھا۔ بظاہر انہوں نے اپنے نزدیک تو صحابہ کرام کے ظالم ہونے کو ثابت کیا ہے مگر فی الحقیقت خدا کی عاجزی اور مخلوبیت جو اس سے ثابت ہوئی اس کا انہوں نے خیال نہ کیا۔ کتاب احتجاج طبری میں ہے کہ جناب میر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے اپنے نبی کا نام یسین رکھا ہے اور سلام علی آل یسین اس لئے فرمایا کہ اگر صاف صاف سلام علی آل محمد فرماتا تو خدا کو معلوم تھا کہ صحابہ اس کو قرآن میں نہ رہنے دیں گے کمال دیں گے۔ آخری فقرہ عبارت کا یہ ہے کہ یعلیہما یا ذہول یقطعون قولہ مسلماً علی آل محمد کما اسقطوا غدیک

چوتھا سوال

شیعوں کے نزدیک خدا بندوں کی عقل کا محکوم ہے اور اس پر واجب ہے کہ عدل کرے اور جو کام بندوں کے لئے زیادہ مفید ہو وہی کام کرتا ہے یہ عقیدہ شیعوں کا اس قدر مشہور اور ان کے عقائد کی ہر کتاب میں مذکور ہے کہ کسی خاص کتاب کے حوالہ کی ضرورت نہیں۔

لطافت اس عقیدہ کی ظاہر ہے اس سے زیادہ اب اور کیا ہو گا کہ خدا بجائے حاکم کے محکوم بنا دیا گیا۔ پھر جب شیعوں کا تجویز کیا ہوا انتظام عالم میں نہیں پایا جاتا اور اکثر ایسی ہی ہوتا ہے اس وقت خدا پر ترک واجب کا جرم قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ آج کل بھی صدیوں سے خدا ترک واجب کا مرتکب ہے اس نے کوئی امام معصوم دنیا میں قائم نہیں کیا۔ ایک صاحب ہیں بھی تو ان پر خوف اس قدر طاری کر چکا ہے کہ وہ غار میں چھپے ہوئے ہیں باہر نکلنے کا نام نہیں لیتے لیکن معلوم نہیں خدا کے لئے ترک واجب کی سزا کیا ہے اور اس سزا کا دینے والا کون ہے۔

پانچواں مسئلہ

شیعوں کا کہنا ہے کہ خدا تمام چیزوں کا خالق نہیں یہ سچائیوں کا مشہور عقیدہ اور ان کی کتب عقائد میں مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ خیر و شر دونوں کا خالق خدا نہیں ہے کیونکہ شر کا پیدا کرنا بڑا ہے اور بڑا کام خدا نہیں کرتا بلکہ شر کے خالق خود بندے ہیں اس بنا پر بے گنتی بے شمار خالق ہو گئے بلکہ کہتے ہیں کہ خیر و شر دونوں کا خالق خدا ہے اور شر کا پیدا کرنا بڑا نہیں البتہ شر کی صفت اپنے میں پیدا کرنا بڑا ہے اور اس سے خدا بری ہے۔

چھٹا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ذات اقدس میں اصول کفر موجود ہوتے ہیں اصول کافی باب فی اصول الکفر و ارکانہ میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ۔

قال ابو عبد اللہ علیہ السلام
اصول الکفر ثلثة العین والاعتکاب
والحسد۔ فاما العین فان
ادم حين نهي من الشجرة
حمله العین علی ان اکل منها
واما الاستکبار فابليس حيث
اصاب السجود لادم فانجى واما
الحسد فابنا ادم حيث قتل اجدها

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اصول کفر کے تین ہیں جس سے تنجیر جس جس سے تو آدم میں تھا جب ان کو درخت کے کھانے سے منع کیا تو جس نے ان کو آمادہ کیا کہ انھوں نے اس درخت میں سوکھا لیا اور تکبر ابلیس میں تھا کہ جب اس کو آدم کے سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے انکار کر دیا۔ اور حسد آدم کے دونوں بیٹوں میں تھا۔ اسی وجہ سے ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا۔

صاحبہ

دیکھو کس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو ابلیس کا ہم نوا قرار دیا ہے۔ ایک اصول کفر ابلیس میں ہے تو ایک آدم علیہ السلام میں بھی ہے بلکہ شدید صاحبوں نے تو حضرت آدم کو ابلیس سے بھی بدتر قرار دیا ہے کیونکہ ابلیس میں صرف ایک اصول کفر ثابت کیا ہے یعنی تکبر اور آدم میں دو اصول کفر ثابت

کے ہیں۔ حرص اور حسدِ حرص کا بیان تو اس روایت میں ہو چکا۔ حسد کا بیان دوسری روایتوں میں ہے۔ چنانچہ حیاتِ القلوب جلد اول صفحہ ۵۰ میں ہے کہ خدانے آدم کو ائمہ اہل بیت پر حسد کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ خبردار میرے یوزروں کی طرف حسد کی آنکھ سے نہ دیکھنا ورنہ تم کو اپنے قریبے مجھ اگر دو گنا اور بہت ذلیل کرو گا۔ اگر آدم نے اپنے حسد کیا اور اسی کی سزا میں جنت سے نکلے گا۔ اور آخر تک حیاتِ القلوب کا یہ ہے۔

پس نظر کر ذمہ سبویٰ ایضاًں بدیدہ حسد پس
بایں سبب خدا ایضاًں را بخود گذاشت و یاری
پس آدم و حوٰئے الممہ کی طرف حسد کی آنکھ سے
دیکھا اس سبب سے خدانے ان کو ان کے نفس
کے حوالے کر دیا اور اپنی مدد اور توفیق ان سے روک لی
و توفیق خود را از ایضاًں برواشت

یہ ہے افعالِ بشر حضرت آدم علیہ السلام کی قدر۔ استغفر اللہ

ساتواں مسئلہ

بنیوں کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان سے بعض خطائیں ایسی سرزد ہوتی ہیں کہ اس کی سزا میں ان سے نوری نبوت چھین لیا جاتا ہے چنانچہ حیاتِ القلوب جلد اول میں ہے۔

و بخیزدیں سندن معتبر از حضرت صادق علیہ السلام
منقول است کہ چون یوسف علیہ السلام استقبال
حضرت یعقوب علیہ السلام بیرون آمد کہ یکدیگر را
ملاقات کردند یعقوب پیادہ شد و یوسف را
شوکت بادشاہی مانع شد و پیادہ نشد ہنوز
از معانقہ فارغ نشدہ بودند کہ جبریل بر حضرت
یوسف نازل شد و خطاب فرمود بعتاب از
جانب رب الارباب آورد کہ نے یوسف خداوند
عالمیان میفرماید کہ ملک بادشاہی ترا مانع نشد
کہ پیادہ شوی برائے بندہ شائستہ صدیق من
دست خود را بکش چون دست کشود از کف دستش

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ امام صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ جب یوسف علیہ السلام حضرت
یعقوب علیہ السلام کی پیشوائی کیلئے باہر آئے اور
ایک دوسرے سے ملے یعقوب پیادہ ہو گئے مگر یوسف
کو دبدبہ بادشاہی نے پیادہ ہونے سے روکا جب معانقہ
سے فارغ ہوئے تو جبریل حضرت یوسف پر نازل
ہوئے اور خدا کی طرف سے غصہ کا خطاب لائے
کہ اے یوسف خداوند عالم فرماتا ہے کہ بادشاہت
نے تجھ کو روکا تو میرے بندہ شائستہ صدیق
کے لئے پیادہ نہ ہوا، ہاتھ تو کھول جیسے ہی انھوں
نے ہاتھ کھولا تو ان کی دستیں سلی سے اور ایک

روایت میں ہے کہ انگلیوں کے درمیان سے ایک نور نکلا یوسف نے کہا یہ کیا نور تھا جبریل نے کہا یہ پیغمبری کا نور تھا۔ اب تمہاری اولاد میں کوئی پیغمبر ہوگا اس کام کی سزا میں جو تم نے یعقوب کے ساتھ کیا۔

دروایتی درمیان انگ تماش نور سے بیرون رفت یوسف گفت ایں چه نور بودے جبریل گفت نور پیغمبری بود و از صلب تو ہم نخواهد رسید ببقوت آنچه کردی نسبت به یعقوب کہ برائے او پیادہ نشدی۔

آٹھواں مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا اعتقاد یہ بھی ہے کہ وہ مخلوق سے بہت ڈرتے ہیں اور بے اوقات لارڈ ڈر کے تبلیغ احکام آہی نہیں کرتے چنانچہ خدا کی طرف سے حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ حضرت علی کی خلافت کا اعلان کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جھکڑاں دیا کہ میری قوم ابھی تو مسلم ہے اگر میں اپنے بھائی کے متعلق ایسا حکم دوں تو لوگ بھڑک اٹھیں گے۔ پھر دوبارہ خدا کو عتاب کرنا پڑا کہ اے رسول اگر ایسا نہ کرو گے تو فراتس رسالت سے سبکدوش نہ ہو گے اس پر بھی رسول نے ٹالا آخر خدا کو وعدہ حفاظت کرنا پڑا اس وعدہ کے بعد بھی رسول نے صاف صاف تبلیغ نہ کی گول گول الفاظ کہہ دیئے۔ انتہا یہ کہ بہت سی آیات قرآنیہ رسول نے مارے ڈر کے چھا ڈالیں جن کا آج تک کسی کو علم نہ ہوا اب ہو سکتا ہے۔ (دیکھو عباد الاسلام مصنفہ مولوسی ولد دار علی مجتہد اعظم شیعہ)

نواں مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا ایک نفس عقیدہ یہ بھی ہے کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے انعام کو رد کرتے ہیں۔ خدا بار بار ان کو انعام بھیجتا اور وہ اس کے لینے سے انکار کرتے تھے آخر خدا کو کچھ اور لاپچ دینی پڑی تھی اس وقت وہ انعام کو قبول کرتے تھے۔ غرض خدا کی کچھ قدر و منزلت ان کے دل میں نہ تھی۔ اصول کافی ص ۲۹۴ میں ہے۔

ہا سے اصحاب میں سے ایک شخص ام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا

عن رجل من اصحابنا عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان جبریل نزل

علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 فقال له يا محمد ان الله يبشرك
 بمولود يولد من فاطمة تقتله
 امتك من بعدك فقال وعلى ربي
 السلام لا حاجة لي في مولود يولد
 من فاطمة تقتله امتي من بعدى
 فخرج جبريل الى السلم فصرخ ففعل
 يا محمد ان ربيك يقربك السلام
 ويبشرك بانفجاعا في ذريته
 الامامة والولاية والوصية فقال انى
 قد رضيت ثم ارسل الى فاطمة
 ان الله يبشرك بمولود يولد لك
 تقتله امتي من بعدى فارسلت
 اليها ان لا حاجة لي في مولود
 تقتله امتك من بعدك فارسل
 اليها ان الله عزوجل قد جعل
 في ذريته الامامة والولاية
 والوصية فارسلت اليها انى
 قد رضيت

جبریل محمد سے اشر علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور
 ان سے کہا کہ اے محمد اللہ آپ کو ایک بچہ کی بشارت
 دیتا ہے جو فاطمہ سے پیدا ہوگا آپ کی امت آپ کے
 بعد اس کو شہید کرے گی تو حضرت نے فرمایا کہ اے جبریل
 میرے رب پر سلام ہو مجھے اس بچہ کی کچھ حاجت نہیں
 جو فاطمہ سے پیدا ہوگا اس کو میری امت میرے بعد
 قتل کرے گی۔ پھر جبریل چڑھے پھر اترے اور
 انھوں نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا اے جبریل
 میرے رب پر سلام ہو مجھے حاجت اس بچہ کی نہیں
 جس کو میری امت میرے بعد قتل کرے گی جبریل پھر
 آسمان پر چڑھے پھر اترے اور انھوں نے کہا کہ اے محمد
 آپ کا پروردگار آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ کو
 بشارت دیتا ہے کہ وہ اس بچہ کی ذریت میں امامت
 اور ولایت اور وصیت مقرر کرے گا تو حضرت نے فرمایا
 کہ میں راضی ہوں۔ پھر آپ نے فاطمہ کو خبر دی کہ اللہ
 مجھے بشارت دیتا ہے ایک بچہ کی جو تم سے پیدا ہوگا
 میری امت میرے بعد اس کو قتل کرے گی فاطمہ نے بھی
 کہلا بھیجا کہ مجھے کچھ حاجت اس بچہ کی نہیں جس کو آپ کی
 امت آپ کے بعد قتل کرے گی تو حضرت نے کہا ابھی کہ اللہ
 عزوجل نے اس کی ذریت میں امامت اور ولایت اور وصیت مقرر کی ہے تب فاطمہ نے کہلا بھیجا کہ
 میں راضی ہو گئی۔

دیکھو کس طرح رسول نے خدا کی بشارت کو بار بار رد کر دیا اور شہادت فی سبیل اللہ کو حقیر سمجھا اور
 حضرت فاطمہ نے بھی سنت رسول کی پیروی میں خدا کی بشارت کو رد کر دیا یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر خدا

امت کی لاپچ نہ دیتا تو کبھی رسول خدا کے انعام کو قبول نہ کرتے۔

دسواں مسئلہ

شیعوں کا یہ اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے تعلیم کی اجرت خدا سے مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے قرآن شریف میں حکم دیا ہے کہ اپنی تعلیم کی اجرت لوگوں سے مانگ لیجئے۔ نعوذ باللہ۔ انبیاء علیہم السلام کی کس قدر توہین اس عقیدہ میں ہے۔ آج ان کے ادنیٰ اغلامان غلام ایسے موجود ہیں جو عمر بھر کوئی کام ایسا نہیں کرتے جس کی اجرت مخلوق سے مانگیں جو کام کرتے ہیں خالصاً لوجہ اللہ کرتے ہیں۔

عقیدہ شیعوں کا بہت مشہور ہے اور آیہ کریمہ قل لا اسئلكم وعلیہ اجر الا المودة فی القربی کی تفسیر میں مفسرین شیعہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ لے نبی کہد تجھے کہ میں تم سے اور اجرت نہیں مانگتا صرف یہ اجرت مانگتا ہوں کہ میرے قرابت والوں سے محبت کرو اور قرابت والوں سے مراد علی فاطمہ حسین ہیں۔ اور محبت کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ان کو مثل میرے ام مانو۔

اہلسنت کہتے ہیں یہ مطلب آیت کا ہرگز نہیں ہو سکتا بیسیوں آیتیں قرآن شریف میں ہیں جن میں دو سکر پیغمبروں کی بابت ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتے ہماری اجرت تو خدا کے غمہ ہے اور بہت سی آیتیں ہیں جن میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ کہد تجھے میں اس تعلیم پر کوئی اجرت نہیں طلب کرنا یہ تو صرف ہدایت خلق کا کام ہے لہذا آیت مذکورہ کا یہ مطلب ہو گیا ہے نبی کہد تجھے کہ میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا صرف یہ کہتا ہوں کہ میں تمہارا قرابت دار ہوں قرابت کا خیال کر کے مجھے ایذا نہ پہنچاؤ۔

اس بحث میں ایڈیٹر اصلاح سے تحریری مباحثہ ہوا بالآخر ایک خاص رسالہ موزوں مہمابہ تفسیر آیہ مودة القرآنی اس ناچیز نے تالیف کیا جس کے بعد ایڈیٹر صاحب اصلاح ایسے خاموش ہوئے کہ صدائے برخواست۔

گیارہواں مسئلہ

ہیئہ فدک کے متعلق ہے بہت مشہور مسئلہ ہے لہذا حوالہ کتاب کی حاجت نہیں ہے ہر شیخ ہر موقع پر مطاعن صحابہ میں ہیئہ فدک کا ذکر آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک حضرت عاتکہ کو دیکھے تھے حضرت ابو بکر صدیق نے چھین لیا مگر یہ عقل کے دشمن آتا نہیں سوچتے کہ رسول پر کس قدر سخت الزام خود غرضی اور دنیا طلبی کا عائد ہوتا ہے نفوذ اللہ منہ

بارہواں مسئلہ

عقیدہ تحریف کے متعلق ہے جس کی بابت تیزیہ السائریں کے بعد اب کچھ لکھنے کی حاجت نہیں پانچوں قسم کی تحریف کی روایتیں علمائے شیعوں کا اقرار ہے کچھ اس میں نقل ہو چکا۔

تیرہواں چودہواں پندرہواں مسائل

ازواج مطہرات کے متعلق ہے کہ شیعوں نے خلاف عقل و نقل کس قدر ناپاک عقیدہ ان کے متعلق قائم کر رکھا ہے۔ اس کے متعلق بھی اب کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں جس کا جی چاہے مہسارا رسالہ تفسیر آریہ تطہیر دیکھے۔

سولہواں مسئلہ

صحابہ کرام کے متعلق ہے اس کیلئے کسی حوالے کی ضرورت نہیں کیوں کہ یہ وہ واقعات ہیں جن کا کوئی منکر نہیں ہے اور صحابہ کرام کے متعلق جیسا خمس عقیدہ شیعوں کا ہے وہ بھی ظاہر ہے۔

سترہواں مسئلہ

شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے مجوزہ بارہ امام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل اور ہمتیہ ہیں اور اسے طرح معصوم و مفترض الطاعتہ میں دیکھو اصول کافی کتاب کچھ صاف الفاظ یہ ہیں کہ ائمہ کو

دوسری بزرگی حاصل ہے جو محمد علیہ السلام کو حاصل ہے۔ اسی حدیث کو صاحب سلسلہ حیدری نے نظم کیا ہے کہ
ہمسہ حکم برکائنات ہمد چوں محنت منزه صفات

اکھارہوں مسئلہ

اماموں کی بابت شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ان سے پیدا ہوتے ہیں پیدا ہوتے ہی تمام اسمانی
کتاب کی تلاوت کر ڈالتے ہیں اور ان کی پیشانی پر ایہ تمث کلمت ربک صدقہ و عدل لکھی ہوتی ہے
سایہ ان کا نہیں ہوتا ناف بریدہ محنت نہ شو پیدا ہوتے ہیں اور بجائے قابلہ کے امام سابق کام کرتے
ہیں دیکھو اصول کافی و تصنیفات علامہ باقر مجلسی۔

انیسواں مسئلہ

امام ہدی کے غائب ہونے کے متعلق ہے یہ عقیدہ بھی شیعوں کا اس قدر مشہور ہے کہ کسی خاص
کتاب کے حوالہ دینے کی بائبل ضرورت نہیں۔

بیسواں مسئلہ

اماموں کی بابت شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے پاس تمام انبیاء کے معجزات ہوتے ہیں عصا کا
موسیٰ انگشتری سلیمان اسم اعظم اور شکر جنات وغیرہ وغیرہ اور ان کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہوتا
ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے۔ دیکھو اصول کافی کتاب کجہ بخت احادیث ان
مضامین کی ہیں حضرت علی میں علاوہ ان اوصاف کے قوت جسمانی بھی ایسی تھی کہ جبریل جیسے شدید
القوی فرشتے کے جنگ خیبر میں برکاٹ ڈالے۔ دیکھو حیات القلوب و جملہ حیدری۔ بایں ہمدائے نے
کبھی ان معجزات سے کام نہ لیا۔ فدک چین گیا حضرت فاطمہ پر بار پٹ ہوئی۔ حمل گرا دیا گیا حضرت علی
سے جبر ابیت لی گئی۔

اس مسئلہ کو ادنیٰ اس کے بعد جو بیسویں مسئلہ تک ہم نہایت مفصل اپنی دوسری تصنیفات میں بیان
کر چکے ہیں، کتب شیعوں کی عبارتیں بھی نقل کر چکے ہیں اس لئے یہاں طویل دینا مفصل معلوم

ہوتا ہے دیکھو مناظرہ کیران۔

پچیسواں مسئلہ

شیعہ اپنے خانہ سازائے کے اصحاب کی بڑی عزت کرتے ہیں ان میں باہم نزاعات ہوئے اور باوجود امام کے زندہ ہونے کے وہ نزاعات رفع نہ ہوئے ترک کلام و سلام کی نوبت آئی مگر شیعہ ان میں سے کسی کو خاطر نہیں کہتے سب کو اچھا سمجھتے ہیں اور مانتے ہیں بخلاف اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی کچھ بھی عزت نہیں ان میں اگر کوئی نزاع ہو اور وہ بھی بعد رسول کے تو کہتے ہیں ایک فریق کو برا کہنا ضروری ہے۔ اپنے ائمہ کے اصحاب کی تو یہاں تک پاس داری ہے کہ ان میں فاسق، فاجر، شرابی لوگ بھی ہیں ان کو بھی مانتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ فلاں امام کے طفیل میں ان کے یہ گناہ معاف ہو جائیں یہیں سے سمجھ لینا چاہیے کہ شیعوں کو کوئی تعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے اگر کچھ بھی تعلق ہوتا تو ان کے اصحاب کی کم سے کم اتنی عزت تو کرتے جتنی اپنے ائمہ کے اصحاب کی کرتے ہیں۔

پچھیسواں مسئلہ

شیعہ جن حضرات کو امام معصوم کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ان کے پیرو ہیں ان کے اصحاب کی یہ حالت تھی کہ ان میں نہ امانت تھی، نہ سچائی، نہ وفاداری، یہ سب طہفتیں اہلسنت میں تھیں۔ اصول کافی ص ۲۳ میں عبد اللہ بن یحضور سے روایت ہے۔

قال قلت لابي عبد الله عليه السلام
اني اخالط الناس فيكثير عجبى من اقام لا
يتولونكو ويتولون فلانا و فلانا لاهو
امانة وصدق ووفاء و اقام يتولونكم
ليس لهؤلاء الامانة ولا الوفاء ولا الصدق
قال فاستوى ابو عبد الله عليه السلام
میں نے امام جعفر صادق سے کہا کہ میں لوگوں سے
مٹا ہوں تو بہت تعجب ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ لوگوں کی
ولایت کے قائل نہیں فلاں اور فلاں کو مانتے ہیں
ان میں امانت ہے، سچائی ہے، وفاء ہے اور جو لوگ
آپ کو مانتے ہیں ان میں نہ امانت ہے اور نہ سچائی
اور نہ وفاء، پس کہ امام جعفر صادق سیدھے بیٹھ گئے

جالسا فاقبل علیٰ كالغضبان ثم قال
لا دین لمن دان اللہ بولایۃ امام لیس
من اللہ ولا عتب علی من دان
بولایۃ امام من اللہ۔

اور میری طرف غصہ سے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جس
شخص نے ایسے امام کو مانا جو خدا کی طرف سے
نہیں اس کا دین ہی نہیں اور جس نے ایسے امام کو مانا جو خدا
کی طرف سے ہے اس پر کچھ عتاب نہیں۔

اف اجب ائمہ کے زمانے میں شیعہ سچائی اور امانت اور وفاداری سے خالی تھے تو خیال
کرو کہ آج کل شیعوں کی کیا حالت ہوگی۔

ائمہ کے اصحاب ائمہ پر اتر آیا کرتے تھے اور ائمہ ان کی تکذیب کرتے تھے اس مضمون کی صدا
روایتیں کتب شیعہ میں موجود ہیں نمونے کے طور پر ایک روایت سنئے۔ رجال کشی میں ص ۹۵ پر ہے۔

عن زیاد بن ابی الحلال قال قلت لابی
عبد اللہ علیہ السلام ان زرارہ روی
عنا فی الاستطاعة شیناً فقبلنا منه و
صدتناہ وقد اجبت ان عرضہ علیہ فقال
ما تہ فقلت زعم انہ سأل عن قول اللہ
عز وجل ولله على الناس حج البيت
من استطاع اليه سبيلاً فقلت
ان ملكاً زاد اور ارحلہ فقال کل من ملک
زاد اور ارحلہ فهو مستطیع للحج وان لم
یعبج فقلت نعم فقال لیس فکذا سألنی و
لا فکذا قلت کذب علی واللہ کذب علی واللہ
کذب علی واللہ لعن اللہ زرارہ لعن اللہ زرارہ
انما قال لی من کان له زاد و ارحلہ
فهو مستطیع للحج قلت قد وجب
علیہ قال مستطیع هو قال للاحتمی یوفن له

زیاد بن حلال کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے
علیہ السلام سے کہا کہ زرارہ نے آپ سے استطاعت
کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہم نے اسکو قبول کیا
اور اس کی تصدیق کی اور اب میں جانتا ہوں کہ وہ
حدیث آپ کو سنناؤں امام نے کہا سنو میں نے
کہا زرارہ کا بیان یہ کیا انہوں نے آپ سے اللہ عزوجل
کے قول ولله على الناس حج البيت كما سئل یوحنا
آپ نے فرمایا جو شخص زاد راہ اور سواری کا مالک ہو حج
کی استطاعت لکھتا ہے چاہے حج نہ کرے تو آپ نے کہا
ہاں امام نے فرمایا زرارہ نے مجھ سے اس طرح پوچھا اس
طرح میں نے جواب دیا وہ سیر اور چھوٹ چوڑا ہے
اللہ کی قسم وہ میرے اوپر چھوٹ چوڑا ہے خدا لعنت
کرے زرارہ پر اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ جو شخص زاد راہ
اور سواری کا مالک ہے وہ مستطیع ہے میں نے کہا اس پر حج
واجب ہو تو یہ مستطیع ہے اس نے کہا نہیں یہاں تک کہ اسے

اجازت دی جگے میں نے کہا کیا میں زرارہ کو اسکی خبر دوں امام نے فرمایا ہاں چنانچہ میں کو فہ گیا اور زرارہ سے ظاہر امام صادق کا مقولہ اس سے بیان کیا مگر لعنت کا مضمون نہ بیان کیا تو زرارہ نے کہا وہ مجھے استطاعت کا فتویٰ دے چکے اور ان کو خبر نہیں اور تمہارے ان امام کو لوگوں کی بات سمجھنے کی تیز نہیں ہے۔

قلت ناخبر زرارة بذلك قال نعم قال
 زياد فقدمت الكوفة فلقيت زرارة فاخبرته
 بما قال ابرع عبد الله عليه السلام وسكت
 عن لعنته قال اما انه قد اعطاني الاستطاعة
 من حيثه يعلم وصاحبكوهذا ليس
 له بصيرا بسلام الرجال

(ف) یہ وہی زرارہ صاحب ہیں جن پر امام جعفر صادق نے لعنت کی اور دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے بھی امام جعفر صادق پر لعنت بھیجی امام نے یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے اوپر افرات فرما کر آئے زرارہ کوئی معمولی شخص نہیں ہیں مذہب شیعہ کے کرن اعظم اور راوی معتد ہیں۔ خاص کتاب کافی کی ایک نکتہ احادیث انہیں کی روایت سے ہیں۔

یہ بھی علماء شیعہ کو اقرار ہے کہ اصحاب ائمہ سے نہ اصول دین کو یقین کیا تھا حاصل کیا تھا نہ فروع دین کو ائمہ ان سے تقیہ کرتے رہے اور اپنا اصلی مذہب ان سے چھپایا کے اس مضمون کی روایات بھی کتب شیعہ میں بہت ہیں نمونے کے طور پر دو ایک روایتیں سن لیجئے۔
 علامہ شیخ مرتضیٰ فرائد الاصول مطبوعہ ایران کے ص ۱۰۶ میں لکھتے ہیں

پھر جو یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب ائمہ نے اصول و فروع دین کو یقین کے ساتھ حاصل کیا یہ دعویٰ ناقابل تسلیم ہے اور اس کا ناقابل تسلیم ہونا ظاہر ہے اور کم سے کم اس کی شہادت یہ ہے جو چیز آنکھ سے دیکھی گئی اور نقل سے معلوم ہوئی کہ ائمہ صلوات اللہ علیہم کے اصحاب اصول و فروع میں باہم مختلف تھے اور اسی وجہ سے بہت سے اصحاب ائمہ نے ائمہ سے شکایت کی کہ آپ کے اصحاب میں اس

ثوران ما ذکرہ من تمکن اصحاب
 الائمة من اخذ الاصول والفروع
 بطریق اليقين دعویٰ ممنوعہ
 واضحتہ للمنع و اقل ما يشهد علیہا ما
 علم بالعين والاثمن اختلاف
 اصحابہ و صلوات اللہ علیہم فی
 الاصول والفروع ولذا اشکی غیث
 واحد من اصحاب الائمة الیہ

اختلاف اصحابہ، فاجابوا بغير تارة بافهم
قد القوا الاختلاف بغير حقا الدماثم
کما فی روایت حرین و زرارة و ابی الیوب
الجزاد و اخری اجابوا بغير ان ذلك
من جهت الكذا بین کما فی روایت
الفیض بن المختار

قد اختلف کیوں ہے تو ائمہ نے کبھی یہ جواب دیا کہ
یہ اختلاف ہم نے خود ڈالا ہے ان لوگوں کی جان بچانے
کے لئے چنانچہ حریر و زرارة اور ابوالیوب حسزاری کی
روایت میں یہی منقول ہے اور کبھی یہ جواب دیا کہ یہ
اختلاف جھوٹ بولنے والوں کے سبب پیدا ہو گیا ہے۔
جیسے کہ فیض بن مختار کی روایت میں منقول ہے۔

مولوی دلدار علی صاحب اسس الاصول مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں۔

لا نسلمو انهم كانوا مكلفين بتحصیل لقطع
والبین كما يظهر من جمیع اصحاب الائمة
بل انهم كانوا مودين باخذ الاحكام
من الثقة ومن غيرهما ايضا مع قیام قرینة
تفید الظن كما عرفت مرارا بالحداء المختلفة
كيف ولو لم يكن الامم كذلك لزم ان يكون
اصحاب الج جمع الصادق الذين اخذ
یونس کتبهم وسمع احادیثهم و مشرلا
هالکین مستوجبین النار هكذا حال جمع اصحاب
الائمة فانهم كانوا مختلفين فی کثیر من
المسائل الجزئية و الفرعية كما يظهر ايضا
من کتاب الحدیث و غیره وقد عرفت

ہم اس بات کو نہیں مانتے کہ اصحاب ائمہ پر یقین کا
حاصل کرنا ضروری تھا چنانچہ اصحاب ائمہ کی روش سے
یہ بات ظاہر ہے بلکہ ان کو حکم تھا کہ احکام دین کو ثقہ
غیر ثقہ سب سے لے لیں بشرطیکہ قرینہ سے
گمان غالب حاصل ہو جائے جیسا کہ تم کو مختلف
طریقوں سے معلوم ہو چکا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو
لازم آئے گا کہ امام باقر صادق کے اصحاب جن سے
یونس نے کتابیں لیں اور ان کی احادیث سنیں
ہلاک ہونے والے اور دوزخی ہوں اور یہی حال
تمام اصحاب ائمہ کا ہے کیوں کہ وہ لوگ مسائل
جزئیہ اور فرعیہ میں مختلف تھے جیسا کہ کتاب
الحدیث وغیرہ سے ظاہر ہے اور تم اسکو معلوم کر چکے ہو۔

اب ایک روایت اس مضمون کی دیکھ لیجئے کہ ائمہ اپنے مخلص شیعوں سے بھی تفریق کرتے تھے۔

حتیٰ کہ ابوبصیر جیسے مسلم الكل سے بھی کتاب استبصار کے باب العمولة میں ہے۔

عن ابی بصیر قال قلت لابی عبد اللہ
متی صلی کعتی الفجر قال فی بعد طلوع الفجر
ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے
پوچھا کہ سنت فجر کس وقت پڑھوں تو انھوں نے کہا کہ

قلت لہ ان اباجعفر علیہ السلام امرنی
ان اصلہما قبل طلوع الفجر ففکالہ
یا اباعحمد ان الشیعۃ اتوا الجب
مستترشدین فافتاہم ببر الحق واتونی
مشکا کا فافتیتہم بالحقیتہ
لہذا میں نے ان کو ققیبہ سے فتویٰ دیا۔

اف، ابوبصیر کی حرکت دیکھنے کے قابل ہے جب امام باقر علیہ السلام اس کو مسئلہ تیار کیے
تھے تو اب اس کو امام جعفر صادق سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے غالباً ان کا امتحان لینا منظور تھا۔
کیوں جناب حاکمی صاحب انہیں حالات پر اور انہیں روایات کی بنیاد پر آپ اپنے کو متبع اللہ
کہتے ہیں۔

سئالیوں کا سوال

حضرات شیعہ اولاد رسول میں گنتی کے چند اشخاص کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں باقی سیکڑوں
ہزاروں اشخاص کو برا کہنا ان سے حدوت رکھنا ان پر تبرا بھیجا ضروری جانتے ہیں اوچر کہتے ہیں
کہ ہم محب آل رسول ہیں شواہد اس مضمون کی کتب شیعہ میں بہت ہیں کتاب احتجاج مطبوعہ ایران میں
بڑے فوف کے ساتھ لکھا ہے کہ اولاد رسول میں سے جو لوگ مسئلہ امامت میں ہمارے مخالف ہیں ہم ان
کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے ان سے حدوت رکھتے ہیں ان پر تبرا بھیجتے ہیں۔ اصل عبارت کتاب احتجاج کی
مناظرہ کیران میں منقول ہے جس کا جی چلے دیکھ لے۔

اٹھائیسواں سوال

جھوٹ بولنا جو تمام مذاہب میں بدترین گناہ ہے تمام دنیا کے عقلمانی اسکو سخت ترین عیب مانا ہے مذہب جبرنے
اسکو اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا ہے دین کے دس حصہ تباہے ہیں انہیں زحیے جھوٹ بولنے میں جو جھوٹ بولے اس کو
بے دین و ایمان کہتے ہیں جھوٹ بولنا خدا کا دین تباہا گیا ہے نبی و امام کا دین کما گیا ہے۔ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ کے اردو میں ہے۔

ابن عمرؓ جمعی سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دین کے دس حصوں میں سے نو حصہ تقیہ میں ہے اور جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے اور تقیہ ہر چیز میں ہے سوائے نیک اور موزوں پر سچ کرنے کے۔

عن ابن ابی عمیر العجمی قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا ابا عمر ان لیسعة اعشار الدین فی التقیة ولادین لمن لا تقیة له والتقیة فی کل شیء الا فی النبیة والمسح علی الخفین۔

ایضاً اصول کافی ص ۲۸۸ میں ہے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ میرا دین ہے اور میرے باپ دادا کا دین ہے اور جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے۔

قال ابو جعفر علیہ السلام التقیة من دینی و دین ابائی و لا ایمان لمن لا تقیة له

اگر حاکمی صاحب فرمائیں کہ ان احادیث میں تو تقیہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے نہ جھوٹ بولنے کی تو میں عرض کروں گا کہ تقیہ کے معنی جھوٹ بولنے ہی کے ہیں علمائے شیعہ نے بہت کچھ ہاتھ پیرائے لیکن تقیہ کے معنی امام معصوم کے قول سے ثابت ہیں اس میں کوئی تاویل چل نہیں سکتی۔
اصول کافی ص ۲۸۸ میں ہے۔

عن ابی بصیر قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام التقیة من دین اللہ قلت من دین اللہ قال اے واللہ من دین اللہ ولقد قال یوسف ایتھا العبد انکولسارقون واللہ ما کافوا سرقوا شیئاً ولقد قال ابراهیم الخ سقیم واللہ ما کانت سقیماً

ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ اللہ کے دین میں سے ہے۔ میں نے (تعجب سے) کہا اللہ کے دین میں سے ہے۔ امام نے فرمایا ہاں خدا کی قسم اللہ کے دین میں سے ہے اور یہ تحقیق یوسف (پیغمبر) نے کہا تھا کہ اے فائدہ والو تم چور ہو حالانکہ اللہ کی قسم انہوں نے

کچھ نہ چسپا ایتھا اور ابراہیم (پیغمبر) نے کہا تھا کہ میں بیمار ہوں حالانکہ وہ اللہ کی قسم بیمار نہ تھے۔ اس حدیث میں تقیہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ وہ خدا کا دین اور پیغمبروں کا شیوہ ہے اور

یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ نام جھوٹ بولنے کا ہے کیونکہ ایک شخص نے چوری نہیں کی تھی اس کو امام نے چور کہا۔ امام اس کو تقیہ کہتے ہیں اور ایک شخص بیمار تھا اس نے اپنے کو بیمار کہا امام اس کو تقیہ کہتے ہیں اور اسی کو جھوٹ بھی کہتے ہیں۔

(ف) تقیہ کی پہلی حدیث میں نبینہ پینے اور موزوں پر مسح کرنے میں تقیہ کرنے کی نعت ہے یہ عجیب لطیف ہے خدا جانے ان دونوں کاموں میں کیا بات ہے، تقیہ کر کے خدا کے ساتھ شرک کرنا اور دنیا بھر کے گناہوں کا ارتکاب جائز ہو مگر یہ دونوں کام جائز نہ ہوں عقل حیران ہے مگر استبصار کے مصنف کہتے ہیں کہ ایک دوسری روایت میں ان دونوں کاموں میں بھی تقیہ کر سکی اجازت ہے اور ہمارا عمل اسی کے مطابق ہے اور اسی حدیث کا مطلب انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ان دونوں کاموں میں تقیہ اس وقت جائز ہے جب جان یا مال کا خوف شدید ہو۔ معمولی تکلیف کے لئے جائز نہیں۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ امام نے یہ مراد لیا ہو گا کہ میں ان کاموں میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا جب تک کہ جان یا مال کا خوف نہ ہو معمولی تکلیف کی برواقت کر لیتا ہوں۔ اور ان کاموں میں تقیہ اسی وقت جائز ہے جبکہ خوف شدید جان یا مال کا ہو۔

عبارت استبصار کی حسب ذیل ہے۔
والثالث ان یكون اراد الا تقی
فیه احد اذ العوی یلغ الخوف علی
النفس و المال و ان لحقه اذنی مشقة
احتمله و اما يجوز التقیة فی ذلك
عند الخوف الشدید علی النفس و المال۔

استبصار کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ جو کہتے ہیں کہ تقیہ ہمارے یہاں خوف جان یا مال کے وقت کیا جاتا ہے بالکل غلط ہے۔ خوف جان یا مال کی قید صرف مذکورہ بالا کاموں میں ہے ان کے سوا اور امور میں بغیر خوف جان و مال کے بھی تقیہ جائز ہے۔

لہ حضرت یوسف علیہ السلام پر انفر ہے انہوں نے ہرگز قافلہ والوں کو چو نہیں کہا تھا۔ قرآن شریف میں ہے واذن مؤذن ایتموا العین انکول سادقون یعنی ایک اعلان دینے والے نے یہ اعلان دیا کہ لے قافلہ والو تم چور ہو اور اس اعلان دینے والے نے بھی اپنے خیال کے مطابق سچا اعلان دیا تھا۔ رہا حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ انہوں نے بینک اپنے کو بیمار کہا تھا اور درحقیقت ان کو اس وقت رنج و غم کی بیماری تھی ۱۲

(ف) بعض شیعہ تقیہ کی بحث میں گھبرا کر یہ بھی کہہ بیٹھے ہیں کہ تقیہ اہلسنت کے یہاں بھی ہے حالانکہ یہ محض فریب اور دھوکا دینے کی بات ہے۔ اہلسنت کے یہاں ہرگز تقیہ نہیں ہے امور ذیل کے سمجھنے کے بعد یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے اول اہلسنت کے یہاں تقیہ کرنا کوئی ثواب کا کام نہیں کوئی ضروری کام نہیں نہ اس میں کوئی فضیلت ہے جیسے کہ شیعوں کے یہاں ہے۔ دوم اہلسنت کے یہاں خوف شدید کے وقت میں بحالت اضطرار واکراہ تقیہ کی اجازت ہے بالکل اس طرح جیسے کہ حالت اضطرار سور کا گوشت کھالینا قرآن شریف میں جائز کیا گیا ہے اس اجازت کی بنا پر کون کہہ سکتا ہے کہ سور کا گوشت مسلمانوں کے یہاں جائز ہے۔ سوم۔ اہلسنت کے یہاں حالت اضطرار میں بھی تقیہ جائز ہے واجب نہیں اگر کوئی شخص تقیہ نہ کرے جان دیدے تو ثواب پائے گا چہارم اہلسنت کے یہاں انبیاء علیہم السلام بلکہ جمیع پیشوایان دین کیلئے تقیہ جائز نہیں صرف ان لوگوں کے لئے جائز ہے جن کے تقیہ کرنے سے دین و مذہب پر کوئی اثر نہ پڑے ان کھلے کھلے فرقوں کے بعد یہ کہنا کہ اہلسنت کے یہاں بھی تقیہ ہے سوا بھائی کے اور کس چیز کی دلیل ہو سکتا ہے ؟

آئیسوا سالہ

مذہب شیعہ میں اپنا دین چھپانے کی بڑی تاکید ہے اور دین کے ظاہر کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ اصول کافی صفحہ ۱۵۴ میں ہے۔

عن سلیمان بن خالد قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا سلیمان انکھ علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ۔

سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص تم لوگ ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا اور جو اس کو ظاہر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔

فی الحقیقت شیعوں کا مذہب چھپانے ہی کے قابل ہے انہوں نے بڑی عقلمندی کی کہ زمانہ سلف میں اپنا مذہب ظاہر نہ کیا ورنہ اس کا باقی رہنا دشوار تھا۔ اشیعوں کی کتابیں چھپ گئیں اس لئے بہت سی باتیں ان کے مذہب کی معلوم ہو گئیں لیکن علمائے شیعہ اب بھی اپنے عوام سے اپنے مذہب کے اسرار پوشیدہ رکھتے ہیں۔

تیسواں مسئلہ

شیعوں کے مذہب شریف میں زنا کو ایک عجیب تدبیر سے جائز کیا گیا ہے اول تو متعہ ہی کیا کم تھا اور متعہ میں بھی طرح طرح کی حدیں مثلاً متعہ دوری وغیرہ لیکن براہ راست زنا کو بھی جائز کر لیا گیا عورت و مرد تنہا راضی ہو جائیں کوئی گواہ بھی نہ ہو حضرات شیعوں کے مذہب میں یہ بھی نکاح ہے۔

فروع کافی جلد دوم ۱۹۱۳ میں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمر کے پاس آئی اور اس نے کہا میں نے زنا کی ہے مجھے پاک کر دیجئے حضرت عمر نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا اسکی اطلاع امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کو کی گئی۔ تو انھوں نے اس عورت کو پوچھا کہ تو نے کس طرح زنا کی تھی اس عورت نے کہا میں جگلیں گئی تھی۔ وہاں مجھ کو سخت پیاس معلوم ہوئی ایک اعرابی کو میں نے پانی انگھا اس نے مجھے پانی پلانے سے انکار کیا مگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے اوپر قابو دوں جب مجھ کو پیاس نے بہت مجبور کیا اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہوا تو میں راضی ہو گئی اس نے مجھے پانی پلا دیا اور میں نے اس کو اپنے اوپر قابو

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال جاءت امرأة الی عمر فقالت انی زینت فظہر فی فامر بہا ان ترجعوا فاخبر بذلك امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ فقال کیف زینت فقالت صرقت بالبادیة فاصابنی عطش شتد ید فاستقیت اعرابیاً فانی ان لیستقینی الا ان امكنه من نفسی فلما اجهدنی فی العطش وخفت علی نفسی سقانی فامکنته من نفسی فقال امیر المؤمنین علیہ السلام هذا تزویج وریب الکعبۃ

سے دیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو قسم ریب کعبہ کی نکاح ہے۔

دیکھئے اس روایت کے مطابق زنا کا وجود دنیا سے اٹھ گیا۔ بازاروں میں جس زنا کار تکاب ہوتا ہے

اس میں عورت و مرد باہم راضی ہو رہی جاتے ہیں۔ یہاں اگر پانی پلا گیا تو وہاں اس سے بڑھ کر وہ سپیہ دیا جاتا ہے گواہ کی صورت نکاح کی نہ شرط یہاں ہے نہ وہاں۔ سناؤ

منظور ہے کہ کسیم تنوں کا دو سال ہو
مذہب وہ چاہیے کہ زنا بھی حلال ہو

اکتیسواں مسئلہ

مذہب شیعی میں نہ صرف حلال بلکہ اتنی بڑی عبادت ہے کہ نماز روزہ کی بھی اس کے سامنے کچھ
ہستی نہیں۔ تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ منشی مرد و عورت جو حرکات کرتے ہیں ہر حرکت پر ان کو
ثواب ملتا ہے۔ غسل کرتے ہیں تو غسل کے ہر قطرہ سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور یہ بے تعدا فرشتے
قیامت تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہیں گے اور ان کی تمام عبادات کا ثواب متعہ کرنے والوں کو
ملے گا۔ ایک مرتبہ متعہ کرنے سے امام حسین کا اور جب دو مرتبہ کر نیسے امام حسن کا تین مرتبہ میں حضرت علی کا
چار مرتبہ میں رسول خدا کا ثواب ملتا ہے جو متعہ نہ کرے گا وہ قیامت کے دن نکٹا اٹھے گا۔

حضرات ضعیف نے متعہ میں ایک لطیف صورت اور پیدا کی ہے اور اس کا نام متعہ دوریہ
رکھا ہے جس کے ذکر سے بھی شرم معلوم ہوتی ہے۔ بادل ناخواستہ بقدر ضرورت ذکر کیا جاتا ہے
صورت اس کی یہ ہے کہ دس بیس آدمی ملکر کسی ایک عورت سے متعہ کریں اور کیے بعد دیگرے سب
اس سے ہم بستر ہوں۔ نعوذ باللہ منہ۔ اب چند روز سے شیعہ اس متعہ کا انکار کرنے لگے ہیں
مگر اپنی کتابوں کو کیا کریں گے۔ قاضی نورافشاں شوستری سے کچھ ذہن پڑا تو اپنی کتاب مسائب النوادر
میں یہ قید لگا دی کہ ہمارے یہاں متعہ دوریہ اس عورت سے جائز ہے جس کا حیض بند ہو چکا
ہو۔ عبارت ان کی یہ ہے۔

داماتا سعا فلان ما نسبہ الی اصحابنا
من انہم جو زوالی یتیم الرجال للعقدون
لیلۃ واحده من امرأۃ سواء
کانت من ذوات الاقراء ام لا
فما خان فی بعض قیودہ و
ذلک لان الاصحاب قد خصوا
مصنف نواقص الروافض نے یہ جو ہمارے اصحاب
امیہ کی طرف کیا ہے وہ اس بات کو جائز کہتے ہیں کہ
متعد و ایک رات میں ایک عورت سے متعہ
کریں خواہ اس عورت کو حیض آنا ہو یا نہیں اس میں
ازراہ خیانت بعض قیدیں چھوڑ دی ہیں کیونکہ ہمارے
اصحاب امیہ نے متعہ دوریہ کو اس عورت کے

ذک بالاکستہ لاجمایدعریالاکستہ ساتھ خاص کیا ہے جس کو حیض نہ آتا ہونہ یہ کہ جسے
وغیرہا من ذوات الاحراء ساتھ چاہئے کہے حیض آتا ہویا نہ آتا ہو۔

قاضی نور اللہ شوسری نے یہ جو تاویل کی ہے اگر مان بھی لی جائے تو بھی جس قدر بے حیائی
اس فعل میں ظاہر ہے۔ جس مذہب میں ایسے بے حیائی کے افعال جائز ہوں اس مذہب کے عمدہ
ہونے میں کیا شک ہے۔

النجسم دور جدید کے نمبر تیسارم میں مستہ کی بحث لکھی جا چکی ہے جس میں ثابت کر دیا
گیا ہے کہ مستہ مذہب اسلام میں کبھی حلال نہ تھا۔ قرآن شریف کی مستہ آیتیں کی بھی اور مدنی بھی
حرمیت مستہ کی تعلیم دیتی ہیں اس ضمنوں کو دیکھ کر بعض انصاف پسند شیعوں نے بھی اقرار کر لیا کہ
بے شک مستہ اسلام میں کبھی حلال نہ تھا۔ چنانچہ حکیم سید شبیر حسن صاحب مولوی فاضل کا اقرار انجم
میں چھپ چکا ہے۔

تیسواں سوال

تبر ازبی کے متعلق ہے اس کے لئے کسی خاص کتاب کے حوالے کی ضرورت نہیں مذہب
شیعہ کا کرن اعظم بھی ہے کہ صحابہ کرام کو گالیاں دی جائیں۔ اسی گالی دینے کی بدولت ذلت ہوتی ہے
خون ریزی ہوتی ہے۔ دفعہ ۲۱۸ تعریات ہند کے ماتحت سزائیں ملتی ہیں مگر پھر بھی باز نہیں
آتے۔

تیسواں سوال

غیر مسلم عورتوں کو نکاح کر لینا مذہب شیعہ میں جائز ہے۔ فروع کافی جلد دوم ص ۱۱۰ میں ہے۔
امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص
مسلمان نہ ہو اس کی شرک گاہ کا دیکھنا ایسا
ہے جیسے کہ جس کی شرک گاہ کو دیکھنا۔
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال النظر الی عورتہ من لیسی بمسلم
مثل نظرک الی عورتہ الجہار

پتیسواں مسئلہ

مذہب شیعوں میں ستر عورت صرف بدن کا رنگ ہے خود ائمہ معصومین اپنے عضو مخصوص پر چونا لگا کر لوگوں کے سامنے ننگے ہو جاتے تھے۔ فروع کافی جلد دوم ص ۱۱۱ میں ہے۔

ان ابا جعفر علیہ السلام کان یقول
من کان یومن باللہ والیوم الاخر
فلا یدخل الحمام الا بئیرت ال
فدخل ذات یوم الحمام فتور فلما
ان اطیبت النورۃ علی بدنہ المقی
المیزر فقال لہ مولیٰ لہ بالی انت
واحی انت لتوصینا بالمیزر وقد
القیتہ عن نفسک فقال ما علمت
ان النورۃ قد اطیبت العورۃ۔

امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ
پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام میں
بغیر پانچ جامہ کے نہ داخل ہو پھر امام محدود ایک دن حمام
میں گئے اور چونا لگایا جب جو مالک گیا تو پانچ جامہ
آزار کھینک دیا، ان کے ایک غلام نے ان سے
کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں آپ بکھو پانچ جامہ
پہننے کی تاکید کرتے ہیں مگر خود آپ نے آزار ڈالا
تو امام نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ چوند نے
ستر کو چھپ لیا۔

پتیسواں مسئلہ

عورتوں کے ساتھ خلاف وضع فطرت حرکت کا جواز مذہب شیعوں میں متفق علیہ ہے، کافی
استبصار، تہذیب، سب میں اس کی روایات موجود ہیں۔ بلکہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ امام سے
پوچھا گیا کہ آپ بھی اپنی بی بی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ امام نے اس کے جواب میں انکار کیا جو
لطف یہ ہے کہ اس مسئلہ کا جواز قرآن شریف سے ثابت کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
نساکم حراف لکم فاقوا حرمتکم ائتی شئتو (تو حجرتا) یہ کیا جا رہا ہے کہ عورتیں تمہاری
کھیتی میں بیس اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ۔ حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہے یوں ہونا چاہیے کہ جس طرح
چاہو آؤ، کھیتی کا مضمون خود اس کو بتلایا ہے کیونکہ کھیتی کا مقام صرف ایک ہی ہے۔ بعض علمائے شیعوں
نے اہل سنت کی کتابوں سے بھی اس فعل بیح کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوئے۔

چھٹی سوال مسئلہ

بے وضو اور بلا غسل سجدہ تلاوت اور نمازِ خجازه شیعوں کے یہاں درست ہے ان کی کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے لہذا طول دینے کی حاجت نہیں، طہارت کے مسائل مذہبِ شیعہ میں بہت نفسِ نفس ہیں۔ پیشاب کی بڑی قدر ہے مگر اب اس وقت طول دینے کو دل نہیں چاہتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ دیکھا جائے گا۔

سینٹی سوال مسئلہ

مذہبِ شیعہ میں دغا و فریب ایسی عمدہ چیز ہے کہ ائمہ اکثر اپنے مخالفوں کی نمازِ خجازه میں شرکت کرتے اور بجائے دعا کے نماز میں بددعا دیتے تھے اور اپنے متبعین کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے کہ تم بھی ایسا کرو۔ لوگ سمجھتے تھے کہ امام نمازِ خجازه پڑھ رہے ہیں اور وہاں معاملہ برعکس ہے۔ فروع کافی جلد اول ص ۹۹ میں ہے۔

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ ایک شخص منافقوں میں سے مر گیا امام حسین سلوات اللہ علیہ اس کے خجازه کے ہمراہ چلے راستہ میں غلام ان کا ان کو ملا اس سے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کہاں جاتا ہے اس نے کہا میں اس منافق کے خجازه کو بھاگتا ہوں نہیں چاہتا کہ اس پر نماز پڑھوں حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا دیکھو میرے دانے جانب کھڑا ہوا اور جو کچھ مجھے کہتے ہوئے سنا وہی تو بھی کہنا پھر جب اس منافق کے ولی نے حکم دیا تو حسین علیہ السلام نے بھی تکبیر کو کہہ دیا تاکہ وہ

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان رجلاً من المنافقین صاف فخرج الحسين بن علی صلوات اللہ علیہ ہمیشہ فلقبہ مولیٰ له فقال لہ الحسن علیہ السلام این تذهب یا فلان قال فقال لہ لہ افر من خجازه ہذا المنافق ان صلی علیہا فقال لہ الحسين علیہ السلام انظر ان تقوم علی یمینی فمنا سمعتنی اقول فقتل مثله فلما ان کبر علیہ و لہ قال الحسين علیہ السلام

اللہ اکبر اللہ العزیز فلا تاعبدک
 الف لعمارة متولفة غیر مختلفہ
 اللہوا خزک عبدک فی عبادک
 ویلاک وواصلہ حرماک وادقہ
 اشد عذابک فانہ کاف میوی
 اعداک وبعادی اولیاءک و
 بیغض اهل بیت نبیک
 اہل بیت سے بغض رکھتا تھا۔

یا اقدر اپنے فلانے بندے پر لعنت کسزار
 لغتیں جو ساتھ ساتھ ہوں مختلف نہ ہوں
 یا اقدر اپنے اس بندے کو دو سکر بندوں میں
 اور شہروں میں رسوا کر اور اپنی آگ کی گرمی سے
 ایک ٹوٹا ل اور سخت عذاب اس پر کر کیونکہ وہ
 تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا اور تیرے
 دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا اور تیرے نبی کے

(ف) دیکھئے یہ امام معصوم ہیں جو اس طرح لوگوں کو فریب دے رہے ہیں۔ اگر اس منافق کی
 نماز خوارہ جائز نہ تھی تو امام کو علاحدہ رہنا چاہیے تھا خواہ خواہ نماز خوارہ میں شریک ہو کر بدو عاکس قدر
 مذموم خصلت ہے غلام بے چارہ جا رہا تھا اس کو زبردستی امام نے شریک کر کے اپنے ساتھ
 فریب دہی کا رنگ بنایا۔ کتب شیعہ میں اس قسم کے افعال اور ائمہ سے بھی منقول ہیں۔
 استغفر اللہ عنہ۔

امتیحاواں مسالہ

مذہب شیعوں میں ائمہ کی زیارت کی بھی نماز پڑھی جاتی ہے اور اس میں ان کی قبروں کی طرف سے
 منہ کیا جاتا ہے۔ تیل رو ہونے کی شرط نہیں۔ یہ مسئلہ بھی ان کی کتب حدیث و فقہ میں مذکور ہے۔
 اور غالباً شیعیوں کو عیب بھی نہیں سمجھے کیونکہ کعبہ مکہ سے ان کو چنداں تعلق نہیں۔ دین
 اسلام کی تمام چیزوں سے ان کی بے تعلق ظاہر ہے۔ صرف زبان سے تعلق کا اظہار بعض اس لئے
 کرتے ہیں کہ تاواقف لوگ ان کو اسلامی فرقوں میں شمار کریں اور مسلمانوں کے یہاں کے کاموقع ملے۔

امتیحاواں مسالہ

مذہب شیعیہ میں نجاست میں پڑی ہوئی روٹی کی اس درجہ قدر ہے کہ اس کو ائمہ معصومین کی غذا

بتایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جو شخص اس روٹی کو کھائے گا وہ جنتی ہو جائے گا۔ من لایحضرہ الفقیہ، باب المکان للحدث میں ہے۔

دخول ابو جعفر الباقرا الخلفاء فوجد لقمته
 نبذ فی القدر فاخذها وغسلها و
 دفعها الی مملوک معه، وقال یکون
 معک لا کلمها اذ اخرجت فلما
 خرج قال اللهم اوکف، این اللقمۃ
 قال اکلتها یا ابن رسول اللہ فقال
 انما استقرت فی جوف احد الا
 وجبت له الجنة فاذهب فانت
 حرفانی اکبر ان استخدم من
 اهل الجنة۔

امام باقر علیہ السلام ایک روز یاخانہ گئے تو انھوں نے
 ایک لقمہ نجات میں گرا ہوا پایا پس اس کو اٹھالیا اور
 دھویا اور ایک غلام کو جو ان کے ہمراہ تھا دیا اور
 فرمایا کہ اس کو اپنے پاس رکھ کر جب میں نکلوں گا تو اس
 کو کھاؤں گا۔ چنانچہ جب نکلے تو اس غلام سے
 پوچھا کہ وہ لقمہ کہاں سے غلام نے کہا کہ فرزند
 رسول اللہ میں نے اس کو کھالیا۔ امام نے فرمایا
 وہ لقمہ جس کے پیٹ میں جائے گا اس کے لئے
 جنت واجب ہو جائے گی تو جا تو آزاد ہے
 کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کسی جنتی کو
 خدمت لوں۔

چالیسواں مسئلہ

شیعوں نے جو حدیثیں ائمہ کی طرف منسوب کر کے روایت کی ہیں ان میں اس قدر اختلاف ہے
 کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس میں اماموں کے مختلف اقوال نہ ہوں اس اختلاف نے مجتہدین شیعہ
 کو سخت پریشان کر رکھا ہے۔ بیچارے اکثر تو یہ کرتے ہیں کہ مختلف حدیثوں میں ایک کو امام کا اصلی مذہب
 کہہ دیتے ہیں اور دوسری حدیثوں کو تقیہ کہہ کر اڑا دیتے ہیں مگر کہیں یہ بات بھی نہیں بنتی اس وقت سخت
 حیران ہوتے ہیں۔ مولوی دلدار علی صاحب نے اس اصول میں مجبور ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ اگر ہمارے
 اختلاف کو دیکھو تو حقیقی فاضلی کے اختلاف سے بدرجہا زیادہ ہے۔ مولوی دلدار علی نے یہاں تک اقرار
 کر لیا کہ ہمارے ائمہ کا اختلاف عقیدہ لایمیل ہے اور ہر جگہ اس بات کا معلوم کر لینا کہ یہ اختلاف کیوں ہے
 انسانی طاقت سے باہر ہے۔ بہت سے شیعہ اس اختلاف کو دیکھ کر مذہب شیعہ سے پھر گئے۔

اس اصول میں ہے۔

الاحادیث المأثورة عن الأئمة
فختلفت جدا لا يكاد يوجد حديث
الأولى مقابلتها ما ينافيها ولا يتفق
خير الأوباء ما يصاد حتى صار
ذلك سبباً لرجوع بعض الناقصين
عن اعتقاد الحق كما صرح به شيخنا
الطائفة في أوائل التهذيب و
الاستبصار، وما شئى هذه الاختلافات
كثيرة جداً من التقية والوضع السلم
والنسخ والتخصيص والتعقيد وغير
هذه المذكورات من الأمور الكثيرة
كما وقع التصريح على أكثرها في الأخبار
المأثورة عنهم امتياً من المناشئ بعضها
عن بعض في باب كل حديثين مختلفين
بحيث يحصل العلم واليقين بتعيين
المنشأ عسير جداً و فوق الطاقته
كما لا يخفى.

جو حدیثیں ائمہ سے منقول ہیں ان میں بہت اختلاف
ہے کوئی حدیث ایسی نہیں مل سکتی جس کے مقابلہ میں
دوسری حدیث نہ ہو اور کوئی خبر ایسی نہیں ہے
جس کے مقابلہ میں دوسری ضد موجود نہ ہو یہاں
تک کہ اس اختلاف کے سبب بعض بعض لوگ
اعتقاد حق (یعنی مذہب شیعی) سے پھر گئے جیسا کہ
شیخ الطائفة نے تہذیب الاستبصار کے شروع
میں اسکی تصریح کی ہے اور اس اختلاف کے
اسباب بہت ہیں مثلاً تقیہ اور جعلی حدیثوں کا
بنایا جانا اور سننے والے سے اشتباہ کا ہوجانا اور
منسوخ ہوجانا یا خاص اور مقید کا ہوجانا۔ اور
علاوہ ان مذکورہ باتوں کے بہت سی باتیں ہیں
چنانچہ اکثر باتوں کی تصریح ان روایات میں ہے
جو ائمہ سے منقول ہیں اور ہر دو مختلف حدیثوں
میں یہ پتہ لگانا کہ کس سبب سے اختلاف ہوا
اس طور پر کہ تعین سبب کا علم یقین ہوجائے
ہمایت دشوار بلکہ طاقت انسانی سے بالاتر ہے
جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

جناب حائری صاحب ہ اپنی احادیث کے اس عظیم و شدید اختلافات کو دیکھتے اور اس پر غور کیجئے کہ
ان مختلف حدیثوں میں آپ کے اسلاف نے جس کو چاہا امامہ اہل مذہب کہہ دیا جس کو چاہا تقیہ وغیرہ کہہ
اڑا دیا کیونکہ بقول مولوی ولد دار علی صاحب کے ہر جگہ سبب اختلاف کا معلوم کرنا طاقت انسانی سے
بالاتر ہے کیا باوجود اس کے بھی آپ اپنے کو پیر و ائمہ کہہ سکتے ہیں شرم، شرم، شرم۔

جن مسائل کا ذکر تبریحا کرین کے دیا ہے میں تھا ان کا بیان حتم ہو چکا اور کتب شیعہ کا حوالہ بقدر ضرورت دیا جا چکا اب چند امور جن کا وعدہ اسی تکلمہ پر معمول تھا بدیہ ناظرین کے جاتے ہیں۔

حضرت عثمان پر قرآن شریف جملانے کا اہتمام

یہ ایک پُرانا فرسودہ طعن ہے جس کا معقول جواب اہلسنت کی طرف سے بارہا دیا گیا اور اس جواب کا کوئی روح حضرت شیعہ کی طرف سے نہیں ہو سکا مگر مقصداً ہے حیا حضرت شیعہ اس جواب سے آنکھ بند کر کے پھر جہاں موقع پاتے ہیں اس طعن کو ذکر کر دیتے ہیں۔ جاڑی صاحب نے بھی جاہلوں اور بیوقوفوں کو دھوکا دینے کے لئے اس طعن کو بیان کیا ہے اور پھر سات کتابوں کے نام بھی لکھ دیے ہیں کہ ان میں یہ طعن مذکور ہے اور لکھا ہے کہ ان کتابوں کی عبارتیں رسالہ موعظہ حسنہ میں نقل کر چکا ہوں۔ جاڑی صاحب تفسیر اتقان دیکھیں تو ان کو معلوم ہو گا کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں نے اپنے اپنے مصحف میں اپنی یادداشت کے لئے تفسیری الفاظ اور منسوخ التلاوة آیتیں قرآن شریف کی آیتوں کے ساتھ ملا کر لکھ لی تھیں اس وقت تو ان لوگوں کو کسی قسم کے اشتباہ کا اندیشہ نہ تھا لیکن اگر وہ مصاحف رہ جاتے تو آئندہ نسلوں کو بہت اشتباہ ہوتا یہ پتہ نہ چلتا کہ لفظ قرآنی کون ہے اور تفسیری لفظ کون ہے منسوخ التلاوة وہ کون کون آیات ہیں اور غیر منسوخ کون کون لہذا حضرت عثمان نے مشورہ جمہور صحابہ ان مصاحف کو معدوم کر دیا اور ان کے معدوم کرنے کی سب سے بہتر صورت یہی تھی کہ ان کو جلا دیا جائے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ۔

لا تقولوا فی عثمان الا خیرا فانہ
ما فعل فی المصاحف الا احسن
حضرت عثمان کے حق میں سوا کلمہ خیر کے کچھ
نہ کہو کیونکہ انہوں نے مصاحف کے بارے

سے رسالہ موعظہ حسنہ میں جو عبارتیں نقل کی ہیں ان میں ایک عبارت تحف ندریہ کی ہے جو ہذا "ان مصاحف محذوہ
را کہ مردم بضم تفسیر ان را محذوف ساخته بودند جہاں مصاحف باہر اختلاف و جدال مسلمانان بود از مردم گرفتہ و بظن
بسیار کے ازانما خود مردم گذارنتہ وہم ہا رہا بسخت" اس عبارت کو دیکھ کر خواجہ حافظ کا شریاؤ آگیا ہے جو دلاوری و ذمے
کہ کجف چراغ وارہ اس عبارت کے معنی ظاہر ہو گیا کہ حضرت عثمان نے قرآن نہیں جلائے بلکہ مخلوق کو محذوف چیز جلائی جائے ۱۱

ملائنا میں جو کچھ کیا وہ ہم سب کے مشورے سے کیا
پھر یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ جب تفسیری الفاظ بھی قرآن کے ساتھ مخلوط تھے تو آیا اس مجموعہ
کو قرآن کا اجا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اگر حاضری صاحب کسی روایت سے یہ ثابت کر دیں کہ حضرت عثمان نے جن مصاحف کو جلویا
تھا ان میں خالص قرآن تھا اور مسوخی التلاوة آیتیں اس میں نہ تھی تو جو انعام وہ اپنے منہ
سے مانگیں ان کو دیا جائے گا۔

جناب حاضری صاحب کو خبر نہیں کہ احراق قرآن کے طعن کا ایسا نفس جواب ابنت نے
دیا ہے کہ علمائے شیعہ کو مجبور ہو کر اس کی تعریف کرنی پڑی۔ علامہ ابن مسعودی نے شرح بیح البیانہ
میں مطاعن حضرت عثمان کا ذکر کر کے لکھے ہیں۔

وقد اجاب الناصرون لعثمان عن
هذا الحادث يا جوية مستحسنة
دھی مذکورہ فی المطولات
حضرت عثمان کے طرفداروں نے ان اعتراضات
کے عمدہ عمدہ جوابات دیے ہیں جو بڑی بڑی
کتابوں میں مذکور ہیں۔

حضرت عثمان نے ان مصاحف کو معدوم کر کے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا اور نہ آج
قرآن شریف کی حالت بھی تورتی انجیل کی سی ہوتی مگر جن کو قرآن شریف سے تعلق نہیں وہ اس
احسان کی کیا قدر کر سکتے ہیں۔

مصحف فاطمہ و کتاب علی وغیرہ

جناب حاضری صاحب نے اپنے رسالہ کے آخر میں ایک دھوکا بھی دیا ہے کہ مصحف علی
و مصحف فاطمہ کو ایک چیز ظاہر کیا ہے اور پھر یہ بھی لکھا کہ مصحف علی کوئی اور چیز نہیں اسی قرآن کا نام
ہے۔

حاضری صاحب کو معلوم رہے کہ ناواقفوں کو جس طرف چاہے دھوکا دیکر ثواب حاصل
کر لیجئے مگر جن لوگوں نے آپ کی کتابیں دیکھی ہیں وہ آپ کی جرات آزیں کہتے ہیں
حضرت مصحف علی اور پیغمبر اور کتاب علی اور چیز ہے چونکہ ان امور کو نہایت تفصیل

کے ساتھ انجم میں لکھ چکا ہوں اس لئے یہاں مختصر لکھتا ہوں۔ حضرات شیخ نے قرآن سے مخوف کرنے کے لئے دینا مسائل کے کئی ایک فرضی اخذ بنائے اور ائمہ سے ان کی روایتیں نقل کیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

مصنف فاطمہ جسکی بابت امام صادق کا قول ہے کہ تمھارے قرآن سے تنگنا ہے اور اللہ اس میں تمھارے قرآن کا ایک فیصد نہیں اصول کافی ص ۱۳۶، دوسرے حنفی بابت امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ وہ ایک جڑے کا تھیلا ہے جس میں تمام انبیا اور اوصیا اور علمائے بنی اسرائیل کے علم بھرے ہوئے ہیں (اصول کافی ص ۱۳۶)، دوسرے کتاب علی جسکی بابت زرارة صاحب کا بیان ہے کہ مجھے امام جعفر صادق نے وہ کتاب دکھائی اونٹ کی ران کی برابر موٹی تھی اور اس میں تمام مسلمانوں کے خلاف مسائل لکھے ہوئے تھے (فروع کافی جلد سوم ص ۵۲) چوتھے مصحف علی جس کی بابت تم نبوی الحارثی میں کتب تسمیہ کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں۔ وہ ہمارے قرآن سے بالکل مختلف تھا کئی بیشی تغیر و تبدل غرض ہر لحاظ سے اس میں اور ہمارے قرآن میں بڑا فرق تھا۔ حارثی صاحب کا کتاب القوائین الاصل سے یہ نقل کرنا کہ صرف احادیث قدسیہ کا اختلاف تھا قابل اعتبار نہیں کیونکہ تو ان میں الاصول میں صدق کا قول ہے اور صدق منجملہ ان چار اشخاص کے ہو جو تحریف قرآن کے منکر ہیں اور اس کے لئے اپنی روایات کے خلاف باتیں بناتے ہیں جیسا کہ تسمیہ الحارثی میں لکھا جا چکا۔

هَذَا اجْرُ الْكَلَامِ بِالْاِخْتِصَارِ الْاِمَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی

